ان فی ہذا لآیہ لاولی الابصار ۱۳۰۸



در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی بعث سیدنا محمدًا صلوات الله علیه الی الناس لیکون هادیا الی الله باذنه وسراجًا منیرًا ثم الهم الصحابة والتابعین والفقهاء المجتهدین ان یحفظوا اسرار نبیهم طبقة بعد طبقة الی ان یوذن الدنیا بانقضاء لیتم نعمته وکان علی ما یشاء قدیرا واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان سیدنا محمدًا عبده ورسوله الذی لا نبی بعده صلی الله علیه واله واصحابه اجمعین

سب تعریفین اوس خدائی پاک کو سزاوار هین جسنے همارے سردار محمد صلعم کو آدمیونکے پاس بھیجا تاکہ آپ اوسکے حکم سے خدائے تعالیٰ کی طرف هادی اور چراغ روشن بنین پھر صحابہ اور تابعین اور فقہائے مجتہدین کے دل مین ڈالا کہ اپنے پیغمبر کے اسرار شریعت کو ہر ایک طبقہ مین نگاہداشت کرین یہانتک کہ دنیا ہوچکی تاکہ خدائے کریم اپنی نعمت کو پورا کرے اور وہ ہر چیز پر کہ چاہے قادر ہے اور مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق سوائے خدا کے نہین وہ اکیلا ہے کوئی اُسکا شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ ہمارے سردار محمد صلعم اسکے بندہ اور ایسے رسول ہین کہ کوئی نبی آپ کے بعد نہین خدائے تعالیٰ اون پر اور انکی سب آل واصحاب پر رحمت کامل فرماوے۔

اما بعد فیقول الفقیر الی رحمة الله الکریم ولی الله بن عبد الرحیم اتم الله تعالی علیهما نعمه فی الاولی والاخری ان الله تعالی القی فی قلبی وقتا من الاوقات میزانا

بعد حمد وصلوۃ کے رحمت خدای کریم کا محتاج یعنی ولی الله ابن عبد الرحیم کہ خدائے تعالیٰ اون دونون پر اپنی نعمتین دنیا اور آخرت مین پوری کرے کہتا ہے کہ الله تعالے نے میرے دل مین ایک وقت ایسی میزان ڈالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

5508

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے ــ بعد حمد و صلوۃ احقر محمد احسن صدیقی نانوتوی
غفر اللہ لہ ولوالدیہ ارباب علم کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ رسالہ انصاف فی بیان سبب الاختلاف
مؤلفہ حضرت قطب ربانی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا ترجمہ اردو مین
حسب فرمایش عزیز جان مولوی عبد الاحد سلمہ اللہ الصمد زبان عربی سے کیا گیا ہر چند اسکا
ترجمہ پہلے کئی بار ہوا مگر کوئی مترجم تو رسالہ کا مطلب ہی نہین سمجھا اور اگر کوئی سمجھا ہی تو کاتب نے اصل
اور ترجمہ مین سطرین کی سطرین غائب کر دین اور با این ہمہ کسی نے مطالب مختلفہ کو علیحدہ کیا نہ اون
احادیث کو لکھا جنکی تلمیح رسالہ مذکور مین تھی اور جنپر سمجھنا مطلب کا منحصر تھا غرض رسالہ مذکور کہ مثل
معما تھا باوجود ترجمہ کے بھی چیستان ہی رہا اس لئے اس احقر نے ترجمہ نہایت سلیس بامحاورہ
کیا اور مطالب مختلفہ کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور جہان تلمیحات تھین حاشیہ پر اونکی توضیح کی اور
جہان عبارت مین اشکال تھا اوسکی تشریح کی چنانچہ یہ سب امور ناظرین کو دیکھنے سے معلوم
ہونگے اور چونکہ عربی کا کوئی رسالہ صحیح میسر نہوا اسلئے عبارت کی درستی مین نہایت دقت ہوئی
بہر حال اپنی دانست مین کوئی دقیقہ تصحیح اور تسہیل مین نہین چھوڑا حتی کہ عبارت عربیہ
مین رموز ضمایر و عطف بھی بنا دیئے اور نیز ترجمہ رسالہ مین ایک فہرست مضامین لگادی
کہ ناظرین کو صرف فہرست دیکھکر مضامین رسالہ ہذا پر واقفیت مجملاً ہو جاوے ــ عوام
مقلدین ہندوستان کے لئے یہ رسالہ ایک حجت بالغہ ہی اور اس ترجمہ کا نام کشاف اوسہی
اوسکی صفت ہی اور قطعہ تاریخ ختم یہ ہے

جس گھڑی یہ ترجمہ پورا ہوا + جسکا ہر مطلب نہایت صاف ہی
مصرع تاریخ ہاتف نے کہا + ترجمہ انصاف کا کشاف ہی

والحمد للہ اولا و اخرا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ــ وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

حيث يثبتون باقصى جهدهم الاركان
والشروط والآداب كل شئ ممتازا
عن الآخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
ويحدون ما يقبل الحد ويحصرون
ما يقبل الحصر الى غير ذلك من صنايعهم
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ ويرى
الصحابة وضوءه فيأخذون به من
غير ان يبين ان هذا ركن وذلك
ادب وكان يصلي فيرون صلوته
فيصلون كما راوه يصلي وحج فرمق
الناس حجه ففعلوا كما فعل وهذا
كان غالب حاله صلعم ولم يبين ان فروض
الوضوء ستة او اربعة ولم يفرض انه
يحتمل ان يتوضا انسان بغير موالاة حتى يحكم
عليه بالصحة او الفساد الا ما شاء الله و
قلما كانوا يسألونه عن هذه الاشياء عن ابن
عباس قال ما رايت قوما كانوا خيرا من اصحاب
رسول الله صلعم ما سألوه الا عن ثلث
عشرة مسئلة حتى قبض كلهن في القرآن
منهن يسألونك عن الشهر الحرام

کوشش سے ارکان اور شرطین اور آداب ہر چیز
کے ایک دوسرے سے جدا دلیل سے ثابت کرتی ہین
اور صورتین مسائل کی فرضی مقرر کر کر ان فرضی صورتون
پر بحث کرتے ہین اور جو چیز قابل حد ہی اوسکی حد اور
جو لایق حصر ہی اوسکا حصر بیان کرتے ہین اسیطرح کی
اور باتین کرتے ہین حالانکہ رسول خدا صلعم کا یہ حال تھا
کہ وضو فرماتے اور صحابہ کو اپنا وضو کرنا دکھلاتے وہ لوگ
اوسکو اختیار کرتے یہ نہ تھا کہ آپ بیان فرمائین کہ
فعل رکن ہی اور یہ ادب ہے اور آپ نماز پڑھتے اور صحابہ
آپکی نماز دیکھتے اور خود ویسی ہی پڑھتے جیسے آپکو پڑھتے
دیکھتے اور آپنے حج کیا اور لوگون نے آپکا حج دیکھا انہون
نے ویسا ہی کیا جیسا آپنے کیا غرض کہ آپکا غالب حال
یہی تھا آپنے یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض چھ ہین
یا چار اور نہ یہ بات فرض کی کہ ہوسکتا ہی کہ کوئی آدمی
بدون پیاپے دہونے اعضا کے وضو کرے تاکہ اوسپر حکم صحت
یا فساد وضو کا کیا جاے مگر کہین کہین کچھ بیان فرمایا ہی
اور صحابہ آپ سے ان باتونکو کم پوچھتے تھے چنانچہ ابن عباس
سے مروی ہی کہ انہونے کہا کہ مینے کوئی قوم نہین دیکھی
جو صحابہ رسول صلعم سے بہتر ہوا ان لوگون نے آپکی وفات تک
آپسے صرف تیرہ مسئلے پوچھے کہ قرآن مین سارے مذکور ہین
انہین سے ایک یہ ہی یسئلونک عن الشہر الحرام

اعرف به سبب كل اختلاف وقع
في الملة المحمدية على صاحبها الصلوات
والتسليمات واعرف به ما هو الحق
عند الله وعند رسوله ومكني من ان
ابين ذلك بيانا لا يبقى معه شبهة
ولا اشكال ثم سئلت عن سبب
اختلاف الصحابة ومن بعدهم
في الاحكام الفقهية خاصة
فانتدبت لبيان بعض ما فتح علي
ساعتئذ بقدر ما يسعه الوقت
ويحيط به السائل فجاءت رسالة
مفيدة في بابها وسميتها الانصاف
في بيان سبب الاختلاف وحسبي الله
ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة
الا بالله العلي العظيم

باب اسباب اختلاف الصحابة
والتابعين في الفروع

اعلموا ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم لم يكن الفقه في زمانه الشريف
مدونا ولم يكن البحث في الاحكام
يومئذ مثل البحث من هؤلاء الفقهاء

جس سے جو جو اختلاف کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والتسلیم مین واقع ہوئے ہر ایک کا سبب سمجھلون
اور جس سے وہ بات کہ خداے تعالے اور اوسکے
رسول کے نزدیک حق ہے پہچان لون اور نیز خداے
کریم نے مجھکو قوت دی کہ اس بات کو ایسی طرح سے بیان
کرون کہ کوئی شبہہ و اشکال نرہے پھر مجسے حال اختلاف
صحابہ اور اونکے بعد کے لوگونکا خاص احکام فقہی مین
سبب دریافت کیا گیا مین نے بقدر گنجایش وقت
اور سائل کے یاد کر لینے کے بعض امور کا بیان جو
اوس وقت مجھ پر منکشف ہوئے منظور کیا جس سے ایک
رسالہ مفید اس باب مین ہوگیا اور اسکا نام مین نے
انصاف فی بیان سبب الاختلاف رکھا خداے تعالی
مجکو کافی اور اچھا ذمہ دار ہے اور نہین ہی طاقت گناہ سے
بچنے کی اور نہ قوت عبادت کرنیکی بجز مدد خداے بزرگ
برتر کے۔

باب ۱ اون سببون کے بیان مین جن سے
صحابہ اور تابعین فروع مین مختلف ہوئے۔

جاننا چاہیے کہ فقہ رسول خدا صلعم کے زمانہ مبارک
مین لکھی نہین گئی تھی اور اوس وقت
احکام مین ایسی بحث نہ تھی جیسے
یہ فقہا کرتے ہین کہ اپنی نہایت

ف اس رسالہ مین پانچ باب ہین مؤلف علیہ الرحمۃ نے
م تعداد نہین لکھی مترجم نے ہر باب پر نمبر شمار کردیا

وكان صلى الله عليه وسلم يستفتيه
الناس فى الوقائع فيفتيهم ويرفع اليه
القضايا فيقضى فيها ويرى الناس
يفعلون معروفا فيمدحه او منكرا فينكر
عليه وكل ما افتى به مستفتيا وقضى به
فى قضية او انكره على فاعله كان
فى الاجتماعات ولذلك كان الشيخان
ابو بكر وعمر اذا لم يكن لهما علم فى المسئلة
يسئلون الناس عن حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقال ابو بكر رض ما سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال فيها شيئا يعنى الجدة وسال الناس
فلما صلى الظهر قال ايكم
سمع رسول الله صلى الله عليه
وسلم فى الجدة شيئا فقال
المغيرة بن شعبة انا قال ماذا
قال اعطاها رسول الله صلى الله عليه وسلم
سدسا قال ايعلم ذلك احد غيرك فقال محمد
ابن مسلمة صدق فاعطاها ابو بكر السدس وقصة
سوال عمر الناس فى الغرة ثم رجوعه الى
خبر مغيرة وسواله اياهم فى الوباء

اور آنحضرت صلعم کا دستور تھا کہ لوگ واقعات مین آپسے
فتوی پوچھتے آپ اونکو فتوی دیتے اور آپکی حضور مین
مقدمے پیش ہوتے آپ انمین فیصلہ فرماتے اور لوگونکو
اچھا کام کرتے دیکھکر اوس کام کی مدح فرماتے یا بری بات
کرتے دیکھتے تو اوسکا انکار کرتے اور جب کبھی فتوی پوچھنے والے
کو فتوے دیتے اور کسی معاملہ مین فیصلہ فرماتے یا برے
کام کرنے والے پر اوسکے کام کا انکار کرتے یہ سب باتین مجمع مین
ہوتین اور اسیوجہ سے شیخین یعنی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
کو جب کسی مسالہ مین علم نہوتا تو لوگونسے حدیث رسول خدا
صلعم کا حال پوچھتے چنانچہ ابو بکر صدیق رض نے جدہ کے
کے باب مین کہا کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے نہین سنا کہ آپنے اوسکے حصہ کے باب مین کچھ فرمایا ہو
اور لوگونسے پوچھینگا یعنی جب ظہر پڑھ چکے تو کہا کہ تم مین سے کسی نے
رسول خدا صلعم سے جدہ کے بارہ مین کچھ سنا ہی مغیرہ بن شعبہ نے
کہا کہ مینے سنا ہی حضرت صدیق نے کہا کہ کیا سنا ہی مغیرہ نے
کہا کہ رسول خدا صلعم نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہی آپنے کہا کہ
اسکو تیرے سوا کوئی اور جانتا ہی محمد بن مسلمہ بن سلمہ انصاری رض
نے کہا کہ مغیرہ نے سچ بیان کیا غرض کہ ابو بکر صدیق نے یہ حدیث سنکر
جدہ کو چھٹا حصہ دیا۔ اور پوچھنا عمر فاروق رض کا لوگون سے
غرہ کے باب مین یعنی خونبہائی بچہ شکم مین پھر رجوع
کرنا مغیرہ کی خبر پر۔ اور انسے نیز دریافت کرنا وبا کے باب مین

قتال فيه ويسئلونك عن المحيض
قال ما كانوا يسالون الا عما ينفعهم
قال ابن عمر لا تسال عما لم يكن فاني
سمعت عمر بن الخطاب يلعن من سال
عما لم يكن قال القاسم (ابن محمد بن ابي بكر رض) انكم
تسالون عن اشياء ما كنا
نسئل عنها وتنقرون عن اشياء
ما ادري ما هي ولو علمناها ما حل
لنا ان نكتمها عن عمر بن اسحاق
قال لمن ادركت من اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اكثر مما سبقني منهم فما رايت
قوما ايسر سيرة ولا اقل
تشديدا منهم وعن عبادة
ابن يسر الكندي سئل
عن امرءة ماتت مع قوم
ليس لها ولي فقال ادركت اقواما
ما كانوا يشددون تشديدكم
ولا يسئلون مسائلكم
اخرج هذه الآثار الدارمي

قتال فیہ یعنی تجھسے پوچھتے ہین ماہ حرام مین لڑنے
کا حال اور ایک یہ ہی ویسئلونک عن المحیض یعنے
اور تجھسے پوچھتے ہین حیض کا حال۔ ابن عباسؓ
کہتے ہین کہ وہ لوگ نہ پوچھتے تھے مگر وہی بات جو
اونکو مفید ہو۔ ابن عمرؓ کہتے ہین کہ جو بات ابھی ہوئی
نہین اوسکو مت پوچھ کیونکہ مینے عمر بن خطابؓ سے
سنا ہی کہ لعنت کرتے تھے اُس آدمیکو کہ بے ہوئی بات
پوچھی۔ قاسم کہتے ہین کہ تم ایسی چیزین پوچھتے ہو
کہ ہم اونکو نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزونکی تفتیش کرتے ہو
کہ مجھے معلوم نہین کہ کیا ہی اور اگر ہم انکو جان لیتے
تو اونکا چھپانا ہمکو حلال نہین۔ عمر بن اسحق سے روایت
ہی کہ انہونے کہا کہ جتنے اصحاب رسول خدا صلعم مجھسے
پیشتر ہو چکے ہین انسے زیادہ کو مینے دیکھا ہی مین نے
کوئی قوم نہین دیکھی کہ اونکی نسبت سیر مین سہل تر
اور شدت مین کمتر ہو اور عبادہ بن بسر کندی سے مروی ہے
کہ انسے کسی نے حال ایک عورت کا پوچھا جو
ایسے لوگون مین مری کہ اوسکا کوئی ولی یعنے
نہلانے والا نہو عبادہ نے کہا کہ مینے ایسے لوگون کو
پایا ہی کہ وہ تم جیسا تشدد نکرتے تھے اور نہ تمہارے
طرح مسائل پوچھتے تھے ان سب آثار کو دارمی نے
روایت کیا ہے۔

۵ حدیث شریف مین ہی کہ جس کسی سے علم کی بات پوچھی گئی جسکو وہ جانتا ہو پھر
۶ چھپایا یعنی بیان نکرے تو اوسکے منہ مین دیجاوے گی لگام آگ کی روایت کیا اسکو ترمذی وابوداود وغیرہما نے ۱۲

فانقضى عصره الكريم
وهم على ذلك

ثم انهم تفرقوا فى البلاد وصار
كل واحد مقتدى ناحية من النواحى
فكثرت الوقائع ودارت المسائل
فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب
ما حفظه او استنبطه وان لم يجد
فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب
اجتهد برأيه وعرف العلة التى
ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها
الحكم فى منصوصاته فطرد الحكم
حيثما وجدها لا يألو جهدا فى موافقة
غرضه عليه الصلوة والسلام فعند
ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب
منها ان صحابيا سمع حكما فى قضية
او فتوى ولم يسمعه الآخر فاجتهد برايه
فى ذلك وهذا على وجوه احدها ان يقع
اجتهاده موافق الحديث مثاله ما رواه
النسائى وغيره ان ابن مسعود رضى الله عنه سئل عن امرأة
مات عنها زوجها ولم يفرض لها فقال لم ار رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقضى فى ذلك فاختلفوا عليه شهرا

حاصل یہ کہ عہد مبارک آنحضرت صلعم کا ہو چکا اور وہ
لوگ اسی حال پر قائم رہے۔

پھر وہ لوگ شہروں مین منتشر ہوئے اور اون مین سے
ہر ایک شخص پیشوا ایک طرف کا ہو گیا اور بہت سے معاملات
اور مسائل واقع ہوئے جن مین اُنسے فتوی پوچھا گیا
اور ہر ایک نے مطابق اپنی یادداشت یا استنباط
کے جواب دیا اور اگر اپنی یادداشت اور استنباط مین
ایسی بات نپائی جو قابل جواب ہو تو اسصورت مین
اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور اوس علت کو معلوم کیا
جسپر رسول اللہ صلعم نے اپنی صریح ارشادون مین حکم دائر
کیا تھا اور جس جگہ اوس علت کو پایا وہان حکم عام کیا اور آنحضرت
صلعم کی غرض کے موافق ہونے مین کچھ کوتاہی نہین کی
پس اسوقت اختلاف اُن لوگون مین کئی طرح پر ہو گیا ایک
یہ کہ ایک صحابی نے کوئی حکم کسی معاملہ مین یا استفتا مین سنا
اور دوسرے نے وہ حکم نہین سنا اوسنے اوس باب مین اپنی رائے
سے اجتہاد کیا اور یہ بھی کئی طور پر ہوا اول یہ کہ اوسکا
اجتہاد موافق حدیث کے ہوا اوسکی مثال یہ ہے کہ نسائی
وغیرہ نے روایت کیا کہ ابن مسعودؓ سے حال اوس عورت
کا پوچھا گیا جسکا شوہر گیا اور اوسکا مہر مقرر نہین کیا تھا
ابن مسعود نے کہا کہ مینے رسول خدا صلعم کو اس معاملہ مین حکم
کرتے نہین دیکھا لوگ ابن مسعود کے پاس مہینا بھر پھرا کئے

9

ثم رجوعه الى خبر عبد الرحمٰن
ابن عوف وكذا رجوعه في
قصة المجوس الى خبره وسرور
عبد الله بن مسعود بخبر
معقل بن يسار لما وافق رايه وقصة
رجوع ابي موسى عن باب عمر وسواله
عن الحديث وشهادة ابي سعيد له
وامثال ذلك كثيرة معلومة مروية
في الصحيحين والسنن وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم
فراى كل صحابي ما يسره الله
له من عباداته وفتاواه واقضيته
فحفظها وعقلها وعرف لكل
شئ وجها من قبل حفوف القرائن
به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على الاستحباب
وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت
كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان
الاطمينان والثلج من غير التفات الى طرق
الاستدلال كما ترى الاعراب يفهمون
مقصود الكلام فيما بينهم وتثلج صدورهم
بالتصريح والتلويح والايماء من حيث لا يشعرون

پھر رجوع کرنا خبر عبدالرحمٰن بن عوف پر اور نیز اُن کا
رجوع کرنا قصہ مجوس مین خبر عبدالرحمٰن پر آ۔ اور خوش ہونا
عبداللہ بن مسعود کا معقل بن یسار کی خبر سے جب
ابن مسعود کی رائے خبر مذکور کی موافق ہوئے۔ اور
واپس جانا ابو موسیٰ اشعریؓ کا عمر فاروق کے دروازہ
سے اور پوچھنا فاروق کا اوس حدیث کو جس کے
رو سے ابو موسیٰ ہٹ گئے اور گواہی دینا ابو سعیدؓ کا
ابو موسیٰ کی حدیث پر اور ان جیسی روایتین بہت معروف ہین
کہ صحیحین اور سنن مین مذکور ہین غرض کہ عادت مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی۔
اور ہر صحابی نے آپکی عبادات اور فتاوی اور فیصلون سے
وہ امر دیکھا جو خدا تعالے نے اوسکو میسر کیا اور اوسکو یاد رکھا
اور سمجھا اور بسبب اجتماع قراین کے ہر چیز کی وجہ پہچانی بعض کو اباحت
پر محمول کیا اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر
اون ہی علامات اور قرینون سے کہ اوسکے پاس
کافی تھے اور اون لوگون کے پاس سوائے اطمینان دل
اور تسکین خاطر کی کوئی چیز عمدہ نتھی استدلال کے
طریقون پر التفات نتھا جیسے کہ اعراب کو دیکھتے ہو
کہ مقصود کلام باہمی سمجھ لیتے ہین اور تصریح
اور کنایہ اور اشارہ سے اُن کے دلون کو
ایسی طرح تسکین ہوجاتی ہے کہ اُنکو خبر بھی نہین ہوتی

ف۱ حضرت فاروق رضہ مجوس سے جزیہ نہ لیتے تھے عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ آنحضرت صلعم ہجر کے مجوس کی جزیہ لیتے تھے اس حدیث کو سنکر حضرت عمرؓ نے مجوس پر جزیہ دینے کا حکم کیا ۱۲ رواہ البخاری وابوداؤد

ف۲ اسکا مفصل حال صفحہ نو ۹ مین مذکور ہوا ۱۲

ف۳ ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور دروازہ پر تین دفعہ اجازت ۸ چاہی جب کچھ جواب نہ ملا تو واپس چلے گئے حضرت عمرؓ نے کام سے فارغ ہو کر کہا کہ ابو موسیٰ کی آواز سنی تھی اونکو اجازت دو وہ دروازہ پر نہ ملے اونکو بلوا کر سبب واپس جانے کا پوچھا او نہون نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین بار اجازت مانگو اگر اجازت نہ ملے تو پھر جاؤ اس لئے مین چلا گیا حضرت عمرؓ نے اس حدیث پر گواہ مانگا ابو سعید خدریؓ نے گواہی دی رواہ البخاری مفصلاً

بانها كانت مطلقة الثلاث
فلم يجعل لها رسول الله صلى الله عليه
وسلم نفقة ولا سكنى فردها بانها قال
لا نترك كتاب الله بقول امرأة لا ندري
اصدقت ام كذبت لها النفقة والسكنى
وقالت عائشة رضى الله عنها ما لفاطمة الا تتقي الله
تعني في قولها لا سكنى ولا نفقة
ومثال آخر روى الشيخان انه كان
من مذهب عمر بن الخطاب ان التيمم
لا يجزئ الجنب الذي لا يجد ماء فروى
عنده عمار انه كان مع رسول الله صلعم
في سفر فاصابته جنابة ولم يجد
ماء فتمعك في التراب فذكر ذلك
لرسول الله صلعم فقال رسول الله صلعم
انما كان يكفيك ان تفعل هكذا وضرب
بيديه الارض فمسح بهما وجهه ويديه
فلم يقبل عمر ولم ينهض عنده حجة
لقادح خفي راه فيه حتى استفاض الحديث
في الطبقة الثانية من طرق كثيرة واضمحل
وهم القادح فاخذوا به ورابعها
ان لا يصل اليه الحديث اصلا

کہ مجھکو تین طلاق دی گئے تھے رسول خدا صلعم نے نہ میری
لئے نفقہ ٹھہرایا نہ رہنے کا مکان عمر فاروقؓ نے اُسکی گواہی
کو نہ مانا اور فرمایا کہ ہم حکم قرآن کو نہیں چھوڑتے ایک
ایسے عورت کے کہنے سے کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ نے سچ کہا
یا جھوٹ بولا تین طلاق والی عورت کو نفقہ بھی ہی اور رہنے
کا مکان بھی اور عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ فاطمہ کو کیا ہو گیا
کیا وہ خدا سے نہیں ڈرتی یعنے اپنے اس کہنے سے کہ سکنیٰ
اور نفقہ نہیں چاہیئے مطلقہ ثلثہ کو۔ اور دوسری مثال
یہ ہی کہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ مذہب عمر فاروقؓ
کا یہ تھا کہ تیمم شخص جنب کہ پانی نہ پاوے کافی نہیں عمار بن
یاسر نے اونکے سامنے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ
سفر میں تھا مجھکو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا میں خاک
میں لوٹا اور اس حال کو رسول خدا صلعم کی خدمت میں ذکر کیا
آپنے فرمایا کہ تجھکو صرف یون کر لینا کافی تھا اور اپنے دونوں ہاتھ
زمین پر مارے اور اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر مل لئے
عمر فاروقؓ نے اس روایت کو نہ مانا اور بوجہ کسی پوشیدہ
طعن کے جسکو انہونے اس حدیث میں دیکھا اونکے
نزدیک یہ روایت حجت نہ ٹھہری یہان تک کہ دوسرے
طبقہ میں حدیث مذکور بہت طریق سے مشہور ہوئی اور
وہم طعن کا سست پڑ گیا اور لوگون نے اوس حدیث
پر عمل کیا۔ چوتھے یہ کہ حدیث مجتہد کو مطلق نہ پہونچے

11

والحوا فاجتهد برائه وقضى بان لها
مهر نسائها لا وكس ولا شطط وعليها
العدة ولها الميراث فقام معقل بن
يسار فشهد بانه صلى الله عليه وسلم قضى
بمثل ذلك في امرأة منهم ففرح
بذلك ابن مسعود فرحة لم يفرح
مثلها قط بعد الاسلام وثانيها ان يقع
بينهما المناظرة ويظهر الحديث بالوجه
الذي يقع به غالب الظن فيرجع
عن اجتهاده اولا الى المسموع مثاله
ما رواه الائمة من ان ابا هريرة رض
كان من مذهبه انه من اصبح
جنبا فلا صوم له حتى اخبرته
بعض ازواج النبي صلى الله
عليه وسلم بخلاف مذهبه
فرجع وثالثها ان يبلغه الحديث
ولكن لا على الوجه الذي يقع
به غالب الظن فلم يترك
اجتهاده بل طعن في الحديث
مثاله ما رواه اصحاب الاصول من
ان فاطمة بنت قيس شهدت عند عمر بن الخطاب

اور جواب مسائل کے لئے اصرار کیا تب اونہون نے
اپنی رائے سے اجتہاد کرکے حکم کیا کہ اوس عورت کو مہر
مثل بلا کم وبیش چاہیئے اور اوسکا عدت مین بیٹھنا
ضروری ہی اور شوہر کے مال مین سے میراث کی مستحق ہی -
معقل بن یسار کھڑے ہوئے اور گواہی دی کہ آنحضرت صلعم
نے ایسا ہی حکم ہمارے قبیلہ کے ایک عورت یعنی بروع
بنت واشق کے حق مین فرمایا تھا اس بات کے سننے
سے ابن مسعود ایسے خوش ہوئے کہ مسلمان ہونے کے بعد کبھی
ایسے خوش نہوئے تھے - دوسرے یہ کہ دو شخصون مین مناظرہ ہوا
اور حدیث ایسی طرح پر ظاہر ہوئی جس سے غلبہ ظن ہوگیا
اور مجتہد نے اپنے پہلے اجتہاد سے رجوع کرکے حدیث مسموع
کو اختیار کیا اوسکی مثال یہ ہی کہ ائمہ حدیث روایت کرتے ہین
کہ مذہب ابوہریرہ کا یہ تھا کہ جو شخص حالت جنابت مین
صبح کرے تو اوسکا روزہ نہین ہوتا یہان تک کہ
بعض ازواج پیغمبر صلعم نے اونکو اونکے مذہب کے خلاف
حدیث سنائی انہون نے اپنے مذہب سے رجوع کیا
تیسرے یہ کہ مجتہد کو حدیث پہونچی لیکن نہ اسطرح
کہ اوس سے ظن غالب ہو لہذا مجتہد نے اپنا اجتہاد
نچھوڑا بلکہ حدیث مین طعن کیا اوسکے مثال یہ ہی
کہ اصحاب اصول روایت کرتے ہین کہ فاطمہ بنت
قیس نے عمر فاروق کی خدمت مین گواہی دی

له یعنی حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم [illegible] جنب ہو کر حالت جنابت مین صبح [illegible] روزہ رکھتے [illegible]
سه [illegible] بخاری ومسلم وغیرہ [illegible] اصول [illegible]

الى انه كان على وجه الاتفاق وليس من السنن
ومثال الحو ذهب الجمهور الى ان الرمل في
الطواف سنة وذهب ابن عباس الى انه انما
فعله النبي صلعم على سبيل الاتفاق لعارض عرضه
وهو قول المشركين حطمهم حمى يثرب وليس بسنة
ومنها اختلاف الوهم في التعبير مثاله
ان رسول الله صلعم حج فرآه الناس
فذهب بعضهم الى انه كان متمتعا
وبعضهم الى انه كان قارنا وبعضهم
الى انه كان مفردا مثال اخر اخرج ابو داود
عن سعيد بن جبير انه قال قلت لعبد الله بن
عباس يا ابا العباس عجبت لاختلاف اصحاب
رسول الله صلعم في اهلال رسول الله صلعم حين اوجب
فقال اني لاعلم الناس بذلك انها انما كانت
من رسول الله صلعم حجة واحدة فمن هناك
اختلفوا خرج رسول الله صلعم حاجا فلما صلى
في مسجد ذي الحليفة ركعتيه اوجب في مجلسه
واهل بالحج حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه
اقوام فحفظته عنه ثم ركب فلما استقلت به
ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك
ان الناس انما كانوا ياتون ارسالا
فسمعوه حين استقلت به ناقته

کہ یہ اترنا بطور اتفاق تھا سنت حج نہین ۔ دوسری
مثال یہ ہی کہ جمہور کہتے ہین کہ رمل طواف مین سنت ہی
اور ابن عباسؓ کہتے ہین کہ پیغمبر صلعم نے یہ رمل بطور اتفاق
اوس سبب سے کیا جو آپکو پیش ہوا یعنی مشرکون کا یہ کہنا کہ
مدینہ کی تپ نے مسلمانون کو چور لیا اور یہ فصل سنت نہین
تیسری طرح اختلاف کی اختلاف وہم ہی بیان کرنے مین اوسکی
مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے حج کیا اور لوگون نے آپکو دیکھا تو
کسی نے یہ بیان کیا کہ آپ متمتع تھے اور کسی نے کہا کہ قارن تھے اور کسی نے
کہا کہ مفرد تھے ۔ دوسری مثال یہ ہی کہ ابو داود نے سعید بن جبیر سے
روایت کیا ہی کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ ای ابو عباس
مین صحاب رسول خدا صلعم کے اختلاف سے آپکے لبیک کہنے
کے بارہ مین متعجب ہون جس وقت آپنے حج اپنے اوپر واجب کیا ابن عباسؓ
نے کہا کہ مین اس حال کو لوگون سے زیادہ جانتا ہون چونکہ رسول خدا صلعم
نے ایک ہی حج کیا اسوجہ سے لوگون مین اختلاف پڑا صورت یہ ہوئی کہ
رسول خدا صلعم بقصد حج مدینہ سے باہر نکلے اور جب مسجد ذی الحلیفہ مین
دوگانہ احرام ادا کیا اوسی جگہ نیت حج کی فرمائی اور دوگانہ سے
فارغ ہوتے ہی حج کے لئے لبیک کہا اس لبیک کو آپسے کچھ
لوگون نے سنا اور یاد کر لیا پھر آپ سوار ہوئے جب آپکی
ناقہ آپکو لیکر اوٹھی تو پھر آپنے لبیک کہا بعض لوگون نے
آپکا یہ لبیک سنا اور وجہ یہ ہوئی کہ لوگ گروہ گروہ چلے
آتے تھے انہون نے آپسے سنا کہ جب اونٹنی آپکو لیکر کھڑی ہوئی

۱۳

مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمر
كان يامر النساء اذا اغتسلن ان
ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة
بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر هذا يامر
النساء ان ينقضن رؤسهن افلا
يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت
اغتسل انا ورسول الله صلعم من اناء
واحد وما ازيد على ان افرغ على
راسي ثلث افراغات ومثال اخر ما ذكر الزهري
من ان هندا لم تبلغها رخصة رسول الله صلعم
في المستحاضة فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي
ومن تلك الضروب ان يروا
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة
وبعضهم على الاباحة مثاله ما رواه
اصحاب الاصول في قضية التحصيب
اي النزول بالابطح عند النفر نزل
رسول الله صلى الله عليه وسلم به فذهب
ابو هريرة وابن عمر الى انه على وجه القربة
فجعلوه من سنن الحج وذهب
عائشة وابن عباس

اوسکی مثال یہ ہی کہ مسلم نے روایت کیا کہ ابن عمر عورتونکو
حکم کرتے تھے کہ جب نہائین اپنے سر کے بال کھول
ڈالین عائشہ صدیقہ رض نے یہ بات سنی اور کہا کہ تعجب ہی
ابن عمر سے کہ عورتون کو سر کھولنے کے لئے حکم کرتے ہین
یہ کیون نہین کہتے کہ عورتین اپنے سر منڈوا ڈالین مین
اور رسول الله صلعم ایک برتن سے نہاتے تھے مین اس سے زیادہ
کچھ نکرتی کہ اپنے سر پر تین بار پانی بہاتی یعنی بدون
سر کھولنے کے۔ دوسری مثال یہہ ہی کہ زہری
نے ذکر کیا ہی کہ ہند کو رسول خدا صلعم کی اجازت
مستحاضہ کے باب مین نہ پہنچی تھی وہ اسلئے رویا کرتی
کہ نماز نہ پڑھتی تھین۔
دوسری طرح اختلاف کی یہ ہے کہ صحابہ نے
رسول خدا صلعم کو دیکھا کہ آپ نے کوئی کام کیا تو
بعض صحابہ نے اوس فعل کو عبادت پر محمول کیا
اور بعض نے اباحت پر اوسکی مثال یہ ہی کہ
اصحاب اصول نے منی سے چلکر ابطح کے اوترنے
کے باب مین ذکر کیا کہ رسول خدا صلعم ابطح مین
اترے تو ابو ہریرہ اور ابن عمر رض اسطرف گئے کہ یہ
اترنا بوجہ عبادت تھا اس لیئے اس اترنے کو
حج کی سنتون سے ٹھہرایا اور عائشہ صدیقہ رض
اور ابن عباس کی یہ رائے ہوئی

يبكي عليها اهلها فقال انهم يبكون
عليها وانها تعذب في قبرها
فظن العذاب معلولا للبكاء
وظن الحكم عاما على كل ميت
ومنها اختلاف وهمهم في علة الحكم
مثاله القيام للجنازة فقال
قائل لتعظيم الملائكة
فيعم المؤمن والكافر وقال
قائل لهول الموت فيعمهما وقال
قائل مر على رسول الله صلى
الله عليه وسلم بجنازة يهودي
فقام لها كراهة ان تعلو فوق
راسه فيخص الكافر
ومنها اختلاف وهمهم في الجمع بين المختلفين
مثاله رخص رسول الله صلعم في المتعة
عام خيبر ثم نهى عنها ثم رخص فيها عام
اوطاس ثم نهى عنها فقال ابن عباس
كانت الرخصة للضرورة والنهي لانقضاء
الضرورة والحكم باق على ذلك وقال
الجمهور كانت الرخصة اباحة والنهي
نسخا لها مثال آخر نهى رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن استقبال القبلة في الاستنجاء

کہ اوسکے گھر والے اوسپر روتے تھے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور اسکو اوسکی قبر مین عذاب ہو رہا ہی۔
ابن عمر نے رونیکو عذاب کی علت سمجھا اور ہر مردہ کے حق
مین حکم کو عام خیال کر لیا۔
چھٹی طرح اختلاف کے مختلف ہونا صحابہ کا ہی حکم کی علت
مین اوسکی مثال جنازہ کیلئے کھڑا ہو جانا ہے کہ بعض
کہتے ہین کہ قیام فرشتونکی تعظیم کے لئے ہی اسصورت مین جنازہ
مومن اور کافر دونو کیلئے عام ہی اور بعض کہتے ہین کہ قیام
موت کے خوف کیوجہ سے ہی اس صورت مین بھی دونو کو
عام ہی اور بعض نے کہا کہ رسول خدا صلعم کے پاس کسی یہودی کا
جنازہ گذرا آپ اسکے لئے کھڑے ہوگئے کہ اوسکا انکے سر پر اونچا ہونا
مکروہ سمجھا اس صورت مین قیام خاص جنازہ کافر
کے لئے ہی۔
ساتوین طرح اختلاف کی یہ ہی کہ دو مختلف احکام کی مطابقت
مین صحابہ کا اختلاف ہوا اوسکی مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے سال
جنگ خیبر مین متعہ کی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا پھر سال
اوطاس مین اوسکی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا تو ابن عباس کہتے ہین
کہ اجازت ضرورت کیلئے تھی اور ممانعت ضرورت کے جاتے رہنے سے اور حکم بدستور
باقی ہی یعنی ضرورت کے وقت متعہ جائز ہی اور جمہور کہتے ہین کہ اجازت سے
غرض مباح کرنا تھا اور ممانعت اوسکی ناسخ ہی دوسری مثال یہ ہے
رسول خدا صلعم نے استنجا کرتے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا

15

يهل فقالوا انما اهل رسول الله
صلى الله عليه وسلم حين استقلت
به ناقته ثم مضى رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما علا على شرف
البيداء اهل وادرك ذلك منه
اقوام فقالوا انما اهل حين علا على
شرف البيداء وايم الله لقد اوجب
فى مصلاه واهل حين استقلت
به ناقته واهل حين علا على
شرف البيداء ٭

ومنها اختلاف السهو والنسيان
مثاله ما روى ان ابن عمر
كان يقول اعتمر رسول الله
صلى الله عليه وسلم عمرة فى رجب فسمعت
بذلك عائشة فقضت عليه بالسهو
ومنها اختلاف الضبط مثاله
ما روى ابن عمر عنه صلى الله
عليه وسلم من ان الميت يعذب
ببكاء اهله عليه فقضت عائشة
عليه بانه لم ياخذ الحديث على وجهه
مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على يهودية

اوسوقت آپ لبیک کہہ رہے ہین تو انہون نے
یہ کہا کہ رسول خدا صلعم نے صرف لبیک اسوقت کہا جب
ناقہ آپکو لیکر کھڑی ہوئے پھر رسول خدا صلعم تشریف
لیچلے جب بیدا کی بلندی پر چڑہے تو پھر لبیک کہا کچھ
لوگون نے آپکا یہ لبیک سنا اور کہا کہ لبیک صرف
اوسوقت کہا جب بیدا کے بلندی پر چڑہے ہین قسم
خدا کی کہتا ہون کہ آپنے اپنی نماز کی جگہ ہی مین نیت
حج کی یعنی مع لبیک کی اور جب آپکو اونٹنی لیکر کھڑی ہوئی
تب بھی لبیک کہا اور جب بیدا کی بلندی پر چڑہے اسوقت
بھی لبیک کہا۔

چوتھی طرح اختلاف کی بوجہ سہو اور نسیان کے ہی اوسکی
مثال یہ ہی کہ مروی ہی کہ ابن عمر رض کہتے تھے کہ رسول
خدا صلعم نے ایک عمرہ رجب مین کیا ہی اس حال کو
عایشہ صدیقہ نے سنا اور ابن عمر پر بھول جانے کا
حکم لگایا۔

پانچوین طرح اختلاف کے اختلاف ضبط کا ہی یعنی حدیث کو
وجہ اصلی پر قائم نرکھنا اوسکی مثال یہ ہی کہ ابن عمر نے
آنحضرت صلعم سے روایت کیا کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہی اوسکے
گھروالونکے اوسپر رونے سی عایشہ صدیقہ نے ابن عمر پر حکم لگایا
کہ انہونے حدیث کو اوسکی اصلی وجہ پر ضبط نہین کیا اوسکے
اصل اسطرح ہی کہ رسول خدا صلعم ایک یہودیہ کی قبر پر گزرے

١٤

فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب
على حياله فانتصب في كل بلد امام مثل سعيد بن
المسيب وسالم بن عبد الله بن عمر في المدينة وبعدهما
الزهري والقاضي يحيى بن سعيد وربيعة بن ابي
عبد الرحمن فيها وعطاء بن ابي رباح بمكة وابراهيم النخعي
والشعبي بكوفة والحسن البصري بالبصرة وطاوس
بن كيسان باليمن ومكحول بالشام
فاظمأ الله اكبادا الى علومهم فرغبوا فيها واخذوا
عنهم الحديث وفتاوى الصحابة واقاويلهم
ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقيقاتهم من
عند انفسهم واستفتى منهم المستفتون
ودارت المسائل بينهم ورفعت اليهم
الاقضية وكان سعيد بن المسيب وابراهيم
النخعي وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها وكان
لهم في كل باب اصول تلقوها من السلف وكان
سعيد واصحابه يذهبون الى ان اهل الحرمين اثبت
الناس في الفقه واصل مذهبهم فتاوى
عمر وعثمان وقضاياهما وفتاوى
عبد الله بن عمر وعائشة
وابن عباس وقضايا قضاة المدينة
فجمعوا من ذلك ما يسره الله لهم

اسوقت مین علماے تابعین سے ہر عالم کا مذہب علیحدہ
ہوگیا اور ہر شہر مین ایک امام قایم ہوا مثلا سعید بن مسیب
اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور دونو کی بعد زہری اور
قاضی یحیی بن سعید اور ربیعہ بن عبد الرحمن مدینہ منورہ
مین امام ہوئے اور عطا بن ابو رباح مکہ معظمہ مین اور
ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور
طاؤس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام مین۔
بعدہ اللہ تعالی نے کچھ لوگوں کو ان علما کی علوم کا پیاسا بنایا انہون نے
ان علوم کے رغبت کی اور اون علما سے حدیث اور صحابہ کے فتاوی
اور اقوال اور خود اون علما کے مذاہب اور خاص اونکی تحقیقاتین
سیکھین اور فتوی چاہنیوالون نے اون علما سے فتوی حاصل
کئے اور مسائل اونمین دائر ہوئے اور معاملات اونکے سامنے پیش
ہوئے اور سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور ان جیسون نے فقہ کی
سارے ابواب جمع کئے اور اونکی پاس ہر باب مین وہ اصلین تہین
کہ انہون نے اونکو سلف سے سیکہا تھا۔ اور سعید اور اونکے تلامذہ
کا یہ مذہب تھا کہ مکہ اور مدینہ والے فقہ مین سب آدمیون سے
زیادہ پکے ہین اور اصل اونکے مذہب کی فتاوی عمر فاروق
اور عثمان غنی اور دونو کے احکام معاملات اور فتاوی
عبد اللہ بن عمر اور عایشہ صدیقہ اور ابن عباس اور
فیصلہا قاضیان مدینہ منورہ ہین۔ ان سب مین سے
انہون نے وہ باتین جمع کین جو خدا تعالی نے اونکو میسر فرمائین

17

فذهب قوم الى عموم هذا الحكم وكونه غير
منسوخ ورآه جابر يبول قبل ان يتوفى
بعام مستقبل القبلة فذهب الى نسخ
النهي المتقدم ورآه ابن عمر قضى حاجته
مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد به
قولهم وجمع قوم بين الروايتين فذهب
الشعبي وغيره الى ان النهي مختص
بالصحراء فاذا كان في المراحيض فلا بأس
بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الى
ان القول عام محكم والفعل يحتمل كونه خاصا بالنبي
صلى الله عليه وسلم فلا ينتهض ناسخا ولا مخصصا
وبالجملة فاختلف مذاهب اصحاب النبي صلعم
واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد
ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلعم
ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على
ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل
في نظرهم بعض الاقوال وان كان مأثورا عن كبار
الصحابة كالمذهب المأثور عن عمر
وابن مسعود في تيمم الجنب اضمحل عندهم
لما استفاض من الاحاديث عن
عمار وعمران بن حصين وغيرهما

تو بعض لوگوں کا مذہب یہ ہی کہ یہ ارشاد قولی حکم عام ہی اور منسوخ نہیں
اور جابر نے آنحضرت صلعم کو ایکسال پیشتر آپکی وفات سے قبلہ رو ہوکر
پیشاب کرتے دیکھا تو یہ تجویز کیا کہ یہ فعل ناسخ ہی پہلے ممانعت قولی
کا اور نیز ابن عمر نے آپکو قضا حاجت فرماتے ہوئے دیکھا کہ قبلہ کیطرف
پشت ہی اور شام کیطرف منہ اس فعل سے ابن عمر نے ان لوگوں کے قول کو
رد کیا۔ اور بعض لوگوں نے دونوں روایتوں میں مطابقت کی چنانچہ
شعبی وغیرہ اسطرف گئے کہ ممانعت خاص جنگل میں ہی اور جب
آدمی مکانوں کے پاخانوں میں ہو تو قبلہ کو رخ اور پشت کرنا مضائقہ
نہیں۔ اور کچھ لوگ ادھر گئے کہ ارشاد درباره نہی عام اور محکم ہی
اور آپکا فعل ہو سکتا ہی کہ آپکی ذات پر مخصوص ہو غرض کہ
یہ فعل نہ ارشاد قولی کا ناسخ ہو سکتا ہی نہ مخصص
حاصل یہ کہ مذاہب اصحاب پیغمبر صلعم کے مختلف ہوئے اور انسے
تابعین نے اسیطرح حاصل کئے ہر ایک کو جو میسر ہوا اوسکو حفظ
کیا اور جو کچھ حدیث رسول اللہ صلعم اور مذاہب صحابہ میں سنے
اوسکو یاد کیا اور سمجھا اور مختلف باتوں میں جسطرح اوس سے ہو سکا
مطابقت کی اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دی اور بعض
اقوال تابعین کی نظر میں سست ہو گئے اگرچہ بڑے بڑے صحابہ سے
منقول تھے مثلا عمر فاروق اور ابن مسعود کا مذہب
تو جنب کے تیمم کرنے کے باب میں ان کے
نزدیک سست ہو گیا جسوقت حدیثیں عمار اور
عمران بن حصین اور دوسرے لوگوں کی مشہور ہوئیں

وغيره من قضاة كوفة فجمع من
ذلك ما يسره الله ثم صنع في آثارهم
كما صنع اهل المدينة في آثار اهل المدينة
وخرج كما خرجوا فتخلص له مسائل الفقه
في كل باب باب وكان سعيد بن المسيب
لسان فقهاء المدينة وكان احفظهم
لقضايا عمر ولحديث ابي هريرة وابراهيم
لسان فقهاء كوفة فاذا تكلما بشيء
ولم ينسباه الى احد فانه في الاكثر
منسوب الى احد من السلف صريحا
او ايماء ونحو ذلك فاجتمع عليهما فقهاء
بلدهما واخذوا عنهما وعقلوه
وخرجوا عليه والله اعلم

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء

اعلم ان الله انشأ بعد عصر التابعين
نشأ من حملة العلم انجازا لما وعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث قال يحمل هذا العلم
من كل خلف عدوله فاخذوا
عمن اجتمعوا معه منهم صفة الوضوء
والغسل والصلوة والحج والنكاح والبيوع
وسائر ما يكثر وقوعه ورووا احاديث النبي صلعم

ودیگر قاضیان کوفہ - غرض کہ ابراہیم نے ان سب مین سے
وہ امور جمع کئے جو خدا نے اونپر آسان فرمائے پہر ابراہیم نے
انکے آثار مین وہی بات کی جو اہل مدینہ نے آثار اہل مدینہ
مین کی تہی اور تخریج مسایل بہی اون ہی طرح کی لہذا
اونکے پاس بہی مسائل فقہ کے ہر ہر باب مین جمع ہوگئے -
اور سعید بن مسیب فقہائے مدینہ کی زبان تہی اور فیصلہائے
عمر فاروق اور حدیث ابو ہریرہ کے زیادہ حافظ تھے اور
ابراہیم فقہائے کوفہ کی زبان تہی اور یہ دونون جب کسی مسالہ
مین بولتے ہین اور اوسکو کسیکی طرف منسوب نہین کرتے
تو وہ بات اکثر منسوب کسی سلف کیطرف صریحا یا اشارۃ
اور مانند اسکے ہوتی ہے غرض کہ اون دونو کے پاس فقہا
شہر کے اکٹھے ہوئے اور دونو سے علم حاصل کیا اور اوسکو سمجہا
اور اوس پر مسائل کی تخریج کی واللہ اعلم -

باب مذاہب فقہا کے مختلف ہونے کے اسباب کے ذکر مین

واضح ہو کہ خدای تعالے نے زمانہ تابعین کے بعد ایک گروہ علما
کا پیدا کیا تا کہ رسول خدا صلعم کا وعدہ پورا ہو کہ آپنے فرمایا تہا
کہ اس علم کو ہر پچہلے لوگونمین سے عادل شخص اوٹہائینگے
اس جماعت نے اون لوگونسے جو تابعین مین سے
انکو ملے کیفیت وضو اور غسل اور نماز اور حج اور نکاح
اور خرید و فروخت کی اور تمام چیزین جو اکثر واقع ہوتی
ہین سیکہین اور پیغمبر صلعم کی حدیث روایت کی

19

ابراہیم بہی جو بیچ ... سب فقہا ... مدینہ کا وہی قول ... تہا

ثم نظروا فيها نظر اعتبار وتفتيش فما
كان منها مجمعا عليه بين علماء المدينة
فانهم يأخذون عليه بنواجذهم وما كان
فيه اختلاف عندهم فانهم يأخذون
باقواها وارجحها اما لكثرة من ذهب اليه
منهم او لموافقته بقياس قوي او
تخريج صريح من الكتاب والسنة
ونحو ذلك واذا لم يجدوا فيما حفظوا
منهم جواب المسألة خرجوا من كلامهم
وتتبعوا الايماء والاقتضاء فحصل
لهم مسائل كثيرة في كل باب باب
وكان ابراهيم واصحابه يرون ان
عبد الله بن مسعود واصحابه اثبت
الناس في الفقه كما قال علقمة لمسروق
هل احد منهم اثبت من عبد الله وقول ابي حنيفة
للاوزاعي ابراهيم افقه من سالم ولولا
فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه
من عبد الله بن عمر وعبد الله هو
عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله
بن مسعود وقضايا علي رضي الله عنه
وفتاواه وقضايا شريح

پھر اونہونے اوس مجموعہ مین اعتبار اور تفتیش کی نظر سے
دیکھا تو جن بات پر اتفاق علماے مدینہ تھا اوسکو اپنے
دانتوںسے پکڑا اور جن باتوں مین علماے مدینہ کے نزدیک اختلاف
ہوا اوسمین قوی تر اور راجح تر کو اختیار کیا خواہ قوت اور
رجحان اسوجہ سے ہو کہ بہت شخصوں کا مذہب ہی یا
اسوجہ سے کہ کسی قیاس قوی یا استنباط صریح قرآن اور حدیث
کی موافق ہو اور جس صورت مین جواب مسالہ کا اوس مجموعہ
مین نپاتے جو سلف سے یاد کیا تھا تو اونکے کلام سے
استنباط کرتے اور اشارہ اور اقتضاے کلام کو ڈھونڈتے
اسطرح پر اونکے پاس بہت سے مسایل ہر باب
مین جدا جدا ہو گئے۔

اور ابراہیم نخعی اور اونکے شاگردونکا اعتقاد تھا کہ
عبد اللہ بن مسعود اور اونکے اصحاب فقہ مین سب لوگون سے
زیادہ پکے ہین چنانچہ علقمہ نے مسروق سے کہا تھا کہ کیا
کوئی صحابہ مین عبد اللہ سے بہی زیادہ پکا ہی اور امام ابو حنیفہ
نے اوزاعی سے کہا تھا کہ ابراہیم زیادہ فقیہ ہی بہ نسبت
سالم کے اور اگر صحابی ہونیکی فضیلت ابن عمر کو نہوتی
تو مین یہ کہتا کہ علقمہ زیادہ فقیہ ہی بہ نسبت ابن عمر کے
اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ ہی ہی۔ اور ابراہیم
نخعی کے مذہب کی اصل فتاوای عبد اللہ بن مسعود
اور فیصلہا اور فتاوای علی مرتضی اور فیصلہا شریح کے

او یکون استنباطا منهم من
المنصوص او اجتهادا منهم بآرائهم
وهم احسن صنیعا فی کل ذلك
ممن یجی بعدهم واکثر اصابة واقدم
زمانا واوعی علما فتعین العمل بها الا اذا
اختلفوا وکان حدیث رسول الله صلعم
یخالف قولهم مخالفة ظاهرة
وانه اذا اختلفت احادیث
رسول الله صلی الله علیه وسلم فی
مسئلة رجعوا الی اقوال الصحابة
فان قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن
ظاهره او لم یصرحوا بذلك ولکن
اتفقوا علی ترکه وعدم القبول
بموجبه فانه کابداء
علة فیه او الحکم بنسخه او تاویله
اتبعوهم فی کل ذلك وهو قول مالك فی
حدیث ولوغ الکلب جاء هذا الحدیث ولکن لا
ادری ما حقیقته حکاه ابن الحاجب
یعنی لم ار الفقهاء یعملون به
وانه اذا اختلفت مذاهب الصحابة والتابعین
فی مسئلة فالمختار عند کل عالم مذهب اهل بلده وشیوخه

یا یہ جانتے تھے کہ اقوال صحابہ اور تابعین کے حکم منصوص کے خود اونکی
استنباط ہین یا اونکے رایون سے بطور اجتہاد اور صحابہ اور تابعین ان
سب باتون مین اون لوگون سے بہتر ہین جو اونکے پیچھے ہوئے اور صواب
بیان کرنے مین زیادہ اور زمانہ کے اعتبار سے سب سے پیشتر اور علم کے لحاظ سے
سب مین بڑہکر ہین ہمین حجت عمل کرنا اونکے اقوال پر متعین ہوا
بجز اوس صورت کے کہ وہ مختلف ہون اور حدیث رسول خدا صلعم کی
اونکے قول سے صریح مخالف پڑے —

اور خلاصہ اونکے فعل کا یہہ بھی تہا کہ جس صورت مین کہ احادیث
رسول خدا صلعم کی کسی مسالہ مین مختلف ہوئین تو علماے مذکور
نے اقوال صحابہ کیطرف رجوع کیا اگر صحابہ بعض حدیث کے منسوخ ہونیکے
قائل ہے ہو یا اونہون نے حدیث کو ظاہر معنے سے پھیر دیا یعنی تاویل کی
یا اسکی تصریح نکی بلکہ ترک حدیث اور اوسکے بموجب عمل نکرنے پر متفق
ہوئے یہ بات گویا حدیث مین علت ظاہر کرنی یا اوسکے منسوخ ہونے
یا تاویل کا حکم لگادینا ہے تو اس باب مین علماے مذکورنے صحابہ کا
اتباع کیا اور یہی وجہ ہے کہ امام مالک نے کتے کی برتن مین منہ
ڈالنے کی حدیث مین کہا کہ یہ حدیث وارد ہے لیکن مین نہین
جانتا کہ اوسکی حقیقت کیا ہے نقل کیا ہے اس قول کو ابن
حاجب نے امام مالک کی غرض یہ ہے کہ فقہا کو مین نے نہین
دیکھا کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہون —

اور نیز خلاصہ اونکے فعل کا یہ تہا کہ جب مذاہب صحابہ اور تابعین کے کسی مسالہ
مین مختلف ہون تو ہر عالم کے نزدیک اپنے اہل شہر اور استادون کا مذہب مختار ہے

وسمعوا قضايا قضاة البلدان وفتاوى
مفتيها وسالوا عن المسائل واجتهدوا
فى ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد
اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم ولم
يالوا فى تتبع الايماءات والاقتضاءات
فقضوا وافتوا وروا وعلموا وكان
صنيع العلماء فى هذه الطبقة متشابها
وحاصل صنيعهم ان يتمسك بالمسند
من حديث رسول الله صلى الله عليه واله
وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال
الصحابة والتابعين علما منهم انها اما
احاديث منقولة عن رسول الله صلعم
اختصروها فجعلوها موقوفة كما قال
ابراهيم وقد روى حديث نهى رسول الله عن المحاقلة
والمزابنة فقيل له اما تحفظ عن رسول الله صلعم
حديثا غير هذا قال بلى ولكن اقول قال عبد الله
قال علقمة احب الى وكما قال الشعبى وقد سئل عن حديث
وقيل انه يرفع الى النبى صلى الله عليه وسلم قال
لا على من دون النبى صلى الله عليه وسلم احب الينا فان
كان فيه زيادة ونقصان كان على من
دون النبى صلى الله عليه وسلم

اور شہرونکے قاضیونکے فیصلے اور اونکے مفتیونکے فتاوی سنے
اور مسائل کو دریافت کیا اور ان سب باتونمین اجتہاد کیا
پہر ایک قوم کے پیشوا بنے اور مدار امر اون ہی پر آ رہا یہہ لوگ بہی
اپنے اساتذہ کے ڈہنگ پر چلے اور اشارون اور اقتضاؤنکی
تلاش مین کوئی دقیقہ نچہوڑا خود حکم اور فتوی دیے اور
روایتین بیان کین اور لوگونکو سکہایا اور اس طبقہ کے علما
کا فعل ایک دوسرے سے ملتا جلتا تہا اور خلاصہ اونکے فعل کا یہ تہا
کہ حدیث رسول خدا صلعم سے مسند اور مرسل دونو سے تمسک
کیا جاوے اور صحابہ اور تابعین کے اقوال سے دلیل بیان کیجاوے
کیونکہ وہ یہ جانتے تہے کہ یہ اقوال یا حدیثین رسول خدا صلعم
سے منقول ہین کہ اونکو مختصر کرکے موقوف بنالیا چنانچہ
ابراہیم نخعی نے جس وقت حدیث ممانعت رسول خدا صلعم کی
محاقلہ اور مزابنہ سے روایت کی تو اونسے کہا گیا کہ تمکو رسول
خدا صلعم سے کوئی حدیث یعنی مرفوع اسکے سوا یاد نہین اونہون نے
کہا کیون نہین لیکن مین یہہ کہتا ہون کہ قول عبد اللہ بن مسعود
کا اور قول علقمہ کا مجہکو زیادہ پسند ہے۔ اسیطرح شعبے نے جس وقت
اونسے ایک حدیث کا حال پوچہا گیا اور بیان کیا گیا کہ اس حدیث
کو پیغمبر صلعم تک مرفوع کہتے ہین یہ جواب دیا کہ مرفوع نہین کہنا
چاہئے بلکہ ہمکو زیادہ محبوب وہ حدیث ہے جو پیغمبر صلعم کے
بعد کے شخص کیطرف منسوب ہو کیونکہ اگر حدیث مین کچہہ کمی
بیشی ہوگی تو وہ بعد کے شخص پر رہیگی

ف معنی قذ وزن مفاعلہ حقل سے ہے معنی زراعت کرنا ہین اور اصطلاح مین کرایہ دینا زمین کا تہائی یا چوتہائی وغیرہ پیداوار پر اور بعضون نے کہا اور معنی بہی کہی

۲۰

فان اتفق اهل البلد على شيء اخذوا عليه بنواجذهم وهو الذي يقول في مثله مالك السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها اما لكثرة القائلين به او لموافقته بقياس قوي او تخريج من الكتاب والسنة وهو الذي يقول في مثله مالك هذا احسن ما سمعت فاذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب المسألة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء والهموا في هذه الطبقة التدوين فدون مالك ومحمد بن عبد الرحمن بن ابي ذئب بالمدينة وابن جريج وابن عيينة بمكة والثوري بكوفة وربيع بن صبيح بالبصرة وكلهم مشوا على هذا النهج الذي ذكرته ولما حج المنصور قال لمالك قد عزمت ان آمر بكتبك هذه التي صنعتها فتنسخ ثم ابعث في كل مصر من امصار المسلمين منها نسخة وآمرهم ان يعملوا بما فيها ولا يتعدوه الى غيره فقال يا امير المؤمنين لا تفعل هذا فان الناس قد سبقت اليهم اقاويل وسمعوا احاديث

پس اگر شہر والے کسی مسئلہ پر متفق ہو گئے تو پکڑ لیے علما نے اوسکو مضبوط پکڑ لیا اور اسی جیسی بات کے واسطے امام مالک یہہ کہا کرتے ہین السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا یعنی جس سنت میں ہمارے نزدیک کچھہ اختلاف نہین فلان بات ہی اور اگر اہل شہر مین اختلاف ہوا تو اقوال مین سے قوی تر اور راجح تر کو اختیار کیا خواہ یہ قوت بوجہ کثرت قائلین کے ہو یا بوجہ موافقت کسی قیاس قوی یا تخریج کتاب وسنت کی اور اسی جیسی بات کو امام مالک یون کہتے ہین هذا احسن ما سمعت یعنی یہ بات ان سب مین بہتر ہی جو مینے سنی ہین اور جب ان باتون مین کہ صحابہ اور تابعین سے یاد کی تہین جواب مسئلہ کا نپایا تو انکی تقریر سے نکالا اور اشارہ اور اقتضا کلام کو تلاش کیا اور اس طبقہ مین کتابون کا لکھنا دلمین ڈالا گیا چنانچہ امام مالک اور محمد بن عبد الرحمن بن ابو ذئب نے مدینہ مین اور ابن جریج اور ابن عیینہ نے مکہ مین اور ثوری نے کوفہ مین اور ربیع بن صبیح نے بصرہ مین کتابین لکھین اور سبہون نے یہی طریق اختیار کیا جو مینے بیان کیا۔ اور جب خلیفہ منصور نے حج کیا تو امام مالک سے کہا کہ مینے پکا ارادہ کیا ہی کہ جو کتابین آپنے تصنیف کی ہین انکے بارہ مین حکم کرون کہ لکھی جائین پھر مسلمانون کے ہر شہر مین انکا ایک ایک نسخہ بھیجون اور انکو حکم کرون کہ ان کتابون کے بموجب عمل کرین اور دوسری بات کیطرف تجاوز نکرین امام مالک نے کہا کہ امیر المؤمنین ایسا نکیجئے کیونکہ لوگون کے پاس سلف کے اقوال پہنچ چکے اور وہ حدیثین سن چکے

لانه اعرف بالصحيح من اقاويلهم من السقيم واوعى
للاصول المناسبة لها وقلبه اميل الى فضلهم
وتبحرهم فمذهب عمر وعثمان وعائشة
وابن عمر وابن عباس وزيد بن ثابت واصحابهم
مثل سعيد بن المسيب فانه كان احفظهم لقضايا
عمر وحديث ابى هريرة وعروة وسالم وعكرمة
وعطاء وعبيد الله بن عبد الله وامثالهم احق
بالاخذ من غيره عند اهل المدينة كما بينه النبى
صلى الله عليه وسلم فى فضائل المدينة ولانها
ماوى الفقهاء ومجمع العلماء فى كل عصر ولذلك
ترى مالكا يلازم محجتهم وقد اشتهر عن مالك
انه يتمسك باجماع اهل المدينة
وعقد البخارى بابا فى الاخذ
بما اتفق عليه الحرمان
ومذهب عبد الله بن مسعود واصحابه
وقضايا على وشريح والشعبى وفتاوى
ابراهيم احق بالاخذ عند اهل الكوفة من غيره
وهو قول علقمة حين مال مسروق الى قول زيد بن
ثابت فى التشريك قال هل احد منهم اثبت من
عبد الله فقال لا ولكن رايت زيد
بن ثابت واهل المدينة يشركون

کیونکہ اوسکو اونکے اقوال کی صحت اور سقم زیادہ معلوم ہی اور
جو اصول اون اقوال کی مناسب ہین وہ اوسکو زیادہ یاد ہین
اور اوسکا دل انہی اساتذہ کی فضیلت اور تبحر پر زیادہ مایل ہی چنانچہ
مذہب عمر فاروق اور عثمان غنی اور عائشہ صدیقہ اور ابن عمر اور
ابن عباس اور زید بن ثابت اور اونکے شاگردونکا مثل سعید بن مسیب
کہ جو عمر فاروق کے فیصلون اور ابوہریرہ کی حدیثونکو زیادہ حافظ تھے
اور مثل عروہ اور سالم اور عکرمہ اور عطا اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور ان
جیسونکا مذہب اہل مدینہ کے نزدیک بہ نسبت دوسرے مذہب کے زیادہ
لایق اختیار کرنیکے ہی چنانچہ پیغمبر صلعم نے فضایل مدینہ مین بیان فرمایا
اور نیز اسوجہ سے کہ مدینہ منورہ ہر زمانہ مین فقہا اور علما کا ماوی اور
مجمع رہا ہی اور اسی جہت سے تم دیکھتے ہو کہ امام مالک برابر مدینہ والون
کی راہ چلتے ہین اور امام مالک سے یہ بات بہی مشہور ہی کہ اجماع اہل مدینہ
حجت پکڑتے تھے اور بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہی کہ جس بات پر
حرمین شریفین کا اتفاق ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے۔
اور کوفہ والونکے نزدیک مذہب عبد اللہ بن مسعود اور انکے شاگردونکا
اور فیصلے علی مرتضی اور شریح اور شعبی کے اور فتاوی ابراہیم نخعی کے
زیادہ تر مستحق عمل کرنیکے ہین بہ نسبت دوسرے مذہب کے
اور یہی وجہ تہی کہ علقمہ نے جب مسروق کو زید بن ثابت کیطرف
تشریک کے باب مین مایل دیکھا تو کہا کیا کوئی صحابہ مین
عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ پکا عالم ہی مسروق نے کہا کہ نہیں
لیکن مین نے زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتے

ف اس حدیث کیطرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قریب ہی کہ لوگ طلب علم مین سواریان دوڑاوینگے اور کسیکو زیادہ عالم بہ نسبت عالم مدینہ کے نپاوینگے اور اسکا بیان صفحہ ۲۲ مین

۲۱

ف یعنی بہائی کو ماننے کے ساتھ ... کرنا اسکا ذکر مین ... دوسرے ... اوس ...

ناهيك بما جمع اصحابه رواياته
مختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها
وخرجوا عليها وتكلموا في اصولها وادلتها
وتفرقوا الى المغرب ونواحي الارض فنفع الله
بهم كثيرا من خلقه وان شئت ان تعرف
حقيقة ما قلناه من اصل
مذهبه فانظر في كتاب الموطا
تجده كما ذكرنا

وكان ابو حنيفة رض الزمهم بمذهب ابراهيم
واقرانه لا يجاوزه الا ما شاء الله وكان
عظيم الشان في التخريج على مذهبه دقيق
النظر في وجوه التخريجات مقبلا على
الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقيقة
ما قلنا فلخص اقوال ابراهيم من كتاب الآثار لمحمد
وجامع عبد الرزاق ومصنف ابي بكر بن ابي شيبة
ثم قايسه بمذهبه تجده لا يفارق تلك المحجة
الا في مواضع يسيرة وهو في تلك اليسيرة ايضا
لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء كوفة

وكان اشهر اصحابه ذكرا ابو يوسف فولي قضاء
القضاة ايام هارون الرشيد فكان سببا
لظهور مذهبه والقضاء به في اقطار

اور تجھکو ان ہی دو کاتول کافی ہے پھر امام مالک کے
شاگردون نے اونکی روایات اور مختارات کو جمع کیا اور انکی تلخیص
اور تنقیح اور شرح کی اور اونپر اور مسائل کی تخریج کی اور انکے
اصول اور دلایل مین بحث کی اور ملک مغرب و اطراف زمین
مین منتشر ہوئے اللہ تعالی نے ان سے اپنی بہت خلقت کو نفع
پہنچایا اور اگر تم ہمارے قول کی صداقت امام مالک کی اصل کے
باب مین معلوم کرنا چاہو تو کتاب موطا کو دیکھو اسکو
ویسا ہی پاؤگے جیسا ہمنے بتایا۔

اور امام ابو حنیفہ ابراہیم نخعی اور انکے ہمعصروں کے مذہب پر زیادہ
جمے ہوئے تھے کہ اس سے بہت ہی کم تجاوز کرتے تھے اور انکے
مذہب کے بموجب مسائل نکالنے مین شان عظیم رکھتے تھے اور
تخریج کی صورتونمین اونکی نظر دقیق تھی فروع پر بدرجہ غایت
متوجہ تھے اور اگر تمکو ہمارے قول کی حقیقت جاننی منظور ہو تو
امام محمد کی کتاب الآثار اور عبد الرزاق کی جامع اور ابو بکر بن
ابو شیبہ کی مصنف سے ابراہیم کے اقوال چھانٹ لو پھر امام کے مذہب سے
اونکا مقابلہ کرو تو امام کو اوس راہ سے جدا نہ پاؤگے مگر چند معدود
جگہ مین اور ان تھوڑی جگہ مین بھی امام فقہاء کوفہ کے
مذہب سے باہر قدم نہیں رکھتے۔

اور امام کے شاگردون مین سے زیادہ مشہور ابو یوسف ہیں
کہ زمانہ ہارون رشید مین قاضی القضاۃ ہوئے اور امام کے
مذہب ظاہر ہونے کا سبب ہوا اور اسکے بموجب فیصلے ہونے کا باعث اور

ورووا الروايات واخذ كل قوم بما سبق
اليهم واتوا به من اختلاف الناس فدع
الناس وما اختار اهل كل بلد منهم لانفسهم
ويحكى نسبته هذه القصة الى هارون
الرشيد وانه شاور مالكا في ان يعلق
الموطا في الكعبة ويحمل الناس على ما فيه
فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم اختلفوا في الفروع وتفرقوا في البلدان
وكل سنة مضت قال وفقك الله
يا ابا عبد الله حكاه السيوطي
وكان مالك اثبتهم في حديث المدنيين
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اوثقهم
اسنادا واعلمهم بقضايا عمر واقاويل عبد الله
بن عمر وعائشة واصحابهم من الفقهاء السبعة
وبه وبامثاله قام علم الرواية والفتوى فلما
وسد اليه الامر حدث وافتى وافاد
واجاد وعليه انطبق قول النبي صلى الله
عليه وسلم يوشك ان يضرب الناس اكباد
الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعلم
من عالم المدينة على ما قاله ابن
عيينة وعبد الرزاق

اور روایتین اونسے بیان کی گئین اور ہر قوم نے وہ بات
اختیار کر لی جو پیشتر انکو پہنچی تھی اور لوگونکا اختلاف کی اوسپر
کاربند ہو گئے تو ہر شہر والون نے جو کچھ اپنے لئے پسند کیا ہے لوگونکو اوسی پر
رہنے دے اور بعض لوگ اس قصے کی نسبت ہارون رشید کیطرف
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہارون نے امام مالک سے مشورہ کیا کہ آپکی
کتاب موطا کعبہ مین لٹکائی جاوے اور لوگونکو اسبات پر آمادہ کیا
جائے کہ جو کچھ اس مین ہے اوسپر کاربند ہون مالک نے کہا ایسا مت کر
کیونکہ اصحاب رسول خدا صلعم فروع مین مختلف ہوے اور
شہرون مین منتشر ہو گئے اور ہر ایک سنت جاری ہوئی ہارون نے
کہا کہ اے ابو عبد اللہ خدا تعالی تجھکو توفیق مرحمت فرماوے نقل کیا اسکو سیوطی نے
اور امام مالک اون مدینہ والون مین جو رسول خدا صلعم سے
حدیث روایت کرتے ہین سب سے زیادہ ثابت اور اسناد مین سب سے
زیادہ معتبر اور زیادہ جاننے والے فیصلہا عمر فاروق اور
اقوال عبد اللہ بن عمر اور عایشہ صدیقہ اور انکے شاگردون
یعنی فقہائے ہفتگانہ کے ہین اور مالک اور ان جیسون سے
علم روایت اور فتوی قائم ہوا جب کام انکے سپرد ہوا تو حدیث
بیان کی اور فتوی دیا اور فائدہ پہنچایا اور بہت عمدہ کیا ان
ہی پر ارشاد پیغمبر صلعم کا منطبق ہوا کہ قریب ہے کہ لوگ
اونٹون پر سوار ہو کر طلب علم کیلئے سفر کرینگے اور کسیکو
زیادہ عالم بہ نسبت مدینہ کے عالم کے نہ پاینگے اس پیشین
گوئی کا منطبق ہونا امام مالک پر جیسا کہ ابن عیینہ اور عبد الرزاق نے کہا ہے

له فقہائے ہفتگانہ مدینہ یہ لوگ ہین سعید بن مسیب عروہ ابن زبیر قاسم بن محمد ابن ابوبکر صدیق ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف خارجہ بن زید بن ثابت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سلیمان ابن یسار

توجه اصحاب ابي حنيفة الى تلك التصانيف
تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتاسيسا
واستدلالا ثم تفرقوا الى خراسان وما وراء النهر
فسمي ذلك مذهب ابي حنيفة وانما عد
مذهب ابي حنيفة مع مذهب ابي يوسف ومحمد واحدا
مع انهما مجتهدان مطلقان ومخالفتهما غير
قليلة في الاصول والفروع لتوافقهم في هذا
الاصل ولتدوين مذاهبهم جميعا في المبسوط والجامع الكبير
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في صنيع
الاوائل فوجد فيه امورا كبحت عنانه عن
الجريان في طريقهم وقد ذكرها في اوائل
كتاب الام منها انه وجدهم ياخذون
بالمرسل والمنقطع فيدخل فيهما الخلل
فانه اذا جمع طرق الحديث يظهر
انه كم من مرسل لا اصل له وكم
مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة
في كتب الاصول ومنها انه
لم يكن قواعد الجمع بين
المختلفات مضبوطة عندهم

بعدہ اصحاب ابوحنیفہ ان تصانیف کا خلاصہ کرنے اور مطالب کو
قریب فہم کرنے اور مسائل نکالنے اور تائید کرنے اور حجت پکڑنے میں
متوجہ ہوئے پھر خراسان اور ماوراء النہر میں پھیل گئے اور اسکا
نام مذہب ابی حنیفہ رکھا گیا اور مذہب امام ابوحنیفہ ابو یوسف اور محمد کے
ساتھ ایک مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ صاحبین مجتہد مطلق ہیں
اور اونکی مخالفت بھی اصول و فروع میں کم نہیں ہے اسلیے کہ اس اصل
میں سب موافق ہیں اور نیز اسوجہ سے کہ مبسوط اور جامع کبیر میں اون
مذہب ایک ساتھ لکھا گیا۔

امام شافعی ابتدائے ظہور مذہبوں امام مالک و امام ابوحنیفہ میں
اونکا اصول و فروع مرتب ہونیکے وقت ظاہر ہوا اور انہوں نے اگلوں کی
کارروائی دیکھی اور اوسمیں ایسی باتیں پائیں جنہوں نے
اونکو پہلوں کی راہ چلنے سے روکدیا اون باتوں کا ذکر امام شافعی
نے شروع کتاب ام میں کیا ہے اونمیں سے ایک یہ ہے کہ لوگونکو معلوم
ہوا کہ روایت مرسل اور منقطع دونوں کو لیتے ہیں اور اسیوجہ سے
اون لوگونکے اقوال میں خلل پڑتا ہے کیونکہ جب حدیث کے سب
طریقوں کو جمع کیا جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی مرسل حدیثیں
بے اصل ہیں اور بہت سی مرسل مسند کی مخالف ہوتی
ہیں لہذا امام شافعی نے یہ ٹھہرایا کہ حدیث مرسل کو نلینگے مگر
اوس صورت میں کہ شرطیں پائی جائیں وہ شرطیں اصول کی
کتابوں میں مذکور ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مختلف
نصوص میں مطابقت کرنیکے قاعدے اون لوگوں کے پاس ضبط نہ تھے

۲۷

مرسل اوسے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سے روایت کرے تابعی اور صحابی کا ذکر نہ ہو اور منقطع وہ ہے جسکی سند میں کوئی راوی چھوٹ گیا ہو

العراق وخراسان وما وراء النهر وكان
احسنهم تصنيفا والزمهم درسا محمد بن
الحسن وكان من خبره انه تفقه على ابي حنيفة
وابي يوسف ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطا
على مالك ثم رجع الى نفسه فطبق مذهب اصحابه
على الموطا مسئلة مسئلة فان وافق
فبها والا فان راى طائفة من الصحابة
والتابعين ذاهبين الى مذهب اصحابه
فكذلك وان وجد قياسا ضعيفا او تخريجا
لينا يخالفه حديث صحيح مما عمل به الفقهاء
او يخالفه عمل اكثر العلماء تركه الى مذهب
من مذاهب السلف مما يراه ارجح ما هناك وهما
لا يزالان على محجة ابراهيم ما امكن لهما
كما كان ابو حنيفة رضه يفعل ذلك وانما كان
اختلافهم في احد شيئين اما ان يكون
لشيخهما تخريج على مذهب ابراهيم
يزاحمانه فيه او يكون هناك
لابراهيم ونظرائه اقوال مختلفة
يخالفان في ترجيح بعضها على بعض
فصنف محمد وجمع راى هؤلاء
الثلثة ونفع كثيرا من الناس

عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر ف میں بہی ہوا۔ اور سب
شاگردونسے تصنیف مین بہتر اور تعلیم مین زیادہ مشغول
محمد بن حسن ہین اونکا حال یہ ہی کہ اونہونے فقہ ابو حنیفہ
اور ابو یوسف سے حاصل کی پہر مدینہ مین گئے اور امام مالک سے موطا
پڑہی پہر اپنے نفس کی طرف رجوع کیا اور اپنے ہمراہیونکے مذہب کے
ایک ایک مسالہ کو موطا سے مقابلہ کیا اگر موافق ہوا بہتر اور
اگر موافق نہوا اور صحابہ و تابعین کے ایک گروہ کو دیکہا کہ وہ
بہی ہماری ہمراہیون کی مذہب کیطرف گئی ہین تو اوس صورت مین
بہی مسالہ کو بدستور رکہا اور اگر کوئی قیاس ضعیف یا تخریج سست
پائی کہ حدیث صحیح جسپر فقہانے عمل کیا ہی اوسکے مخالف ہی یا اکثر
علما کا عمل اوسکے خلاف ہی اوس مسالہ کو چہوڑ دیا اور سلف کے
مذاہب مین سے جو اوس موقع پر راجح تر دیکہا اوسکو اختیار کیا
اور ابو یوسف اور محمد جہانتک انسے ہو سکا برابر ابراہیم
نخعی کی طریق پر رہے جیسے امام ابو حنیفہ بہی یہی کرتے تہے
اور اختلاف امام اور صاحبین کا صرف دو باتو نمین سے
ایک مین تہا یا یہ کہ امام کی کوئی تخریج مذہب ابراہیم پر ہے
صاحبین اوس تخریج مین امام کے مزاحم ہوے یا یہ کہ
ابراہیم اور اونکے ہمسرونکے اقوال مختلف ہین صاحبین
بعض اقوال کی ترجیح دینے مین بعض پر امام کا
خلاف کرتے ہین غرض کہ امام محمد نے کتابین لکہین اور
تینون شخصونکی رائے کو جمع کیا اور بہت سے لوگونکو فائدہ پہنچایا

ف یعنی ملک دریا پار ایران کے [illegible] کہ ملک توران [illegible]

۳۶

او لم تظهر في الطبقة الثالثة وانما
ظهرت بعد ذلك عندما امعن اهل الحديث في
جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار
الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثير من الاحاديث
لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا
يرويه عنه او عنهما الا رجل او رجلان وهلم
جرا فيخفى على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ
الجامعين لطرق الحديث وكثير من الاحاديث رواه
اهل البصرة مثلا وسائر الاقطار في غفلة منه
فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين
لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة
فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع اخر من الاستدلال
ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم
الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يلزمون عدم
تمسكهم بالحديث قدحا فيه اللهم الا اذا بينوا العلة
القادحة مثاله حديث القلتين فانه حديث
صحيح روي بطرق كثيرة
معظمها يرجع الى الوليد بن
كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير
او محمد بن عباد بن جعفر عن عبيد الله بن
عبد الله عن ابن عمر

یا تیسرے طبقہ مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین بلکہ اوسکے
بعد ظاہر ہوئین جس وقت اہل حدیث نے طرق حدیث کی
جمع کرنے مین غور کیا اور ملکون ملکون پہرے اور علما کا تجسس کیا
کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ صحابہ مین سے صرف ایک یا دو
اونکی راوی ہین پہر ان سے ایک یا دو بہی ایسیطرح روایت
کرتے ہین اور اسیطرح لئے جاؤ اسی وجہ سے یہ احادیث فقہ
والون پر پوشیدہ رہین اور زمانہ حفاظ مین ظاہر ہوئین
جنہون نے طرق حدیث کو جمع کیا اور نیز بہت سی حدیثین
ہین کہ مثلا اہل بصرہ ہی نے اونکو روایت کیا اور دوسرے
طرفین اوس سے غافل ہین پس امام شافعی نے بیان کیا کہ
علماء صحابہ اور تابعین کا حال برابر یہ رہا کہ وہ جواب مسائل
مین حدیث ڈہونڈتے اور جب حدیث نہ پاتی تو دوسری
قسم کی استدلال سے حجت پکڑتے پہر اونپر جب حدیث
ظاہر ہوتی تو اپنے اجتہاد سے حدیث کی جانب رجوع کرتے جب یہ
حال ہی تو صحابہ کا حدیث پر تمسک نکرنا موجب طعن حدیث
مین نہین ہی مگر ہان اوسی صورت مین کہ علت طعن بیان
کردین - اوسکی مثال حدیث قلتین ہی کہ یہ حدیث
صحیح اور بہت سے اسنادون سے مروی ہی کہ مآل اکثر اسنادونکا
اس اسناد کیطرف ہی ولید بن کثیر روایت کرتے ہین محمد بن
جعفر بن زبیر سے یا محمد بن عباد بن جعفر سے اور وہ دونون
راوی ہین عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور وہ راوی ہین ابن عمر

29

فیطرق بذلک خلل فی مجتہداتہم فوضع
لہا اصولا ودونہا فی کتاب وہذا اول
تدوین کان فی اصول الفقہ مثالہ ما بلغنا
انہ دخل علی محمد بن الحسن وہو یطعن علی
اہل المدینۃ فی قضائہم بالشاہد الواحد
مع الیمین ویقول ہذا زیادۃ علی کتاب اللہ
فقال الشافعی اثبت عندک انہ لا یجوز
الزیادۃ علی کتاب اللہ بخبر الواحد قال نعم
قال فلم قلت ان الوصیۃ للوارث لا یجوز
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا وصیۃ
لوارث وقد قال اللہ تعالی کُتِبَ عَلَیْکُمْ
اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ الایۃ واورد
علیہ اشیاء من ہذا القبیل فانقطع کلام
محمد بن الحسن ومنہا ان بعض الاحادیث
الصحیحۃ لم تبلغ علماء التابعین ممن وسد الیہم
الفتوی فاجتہدوا بارائہم واتبعوا العمومات
او اقتدوا بمن مضی من الصحابۃ فافتوا
حسب ذلک ثم ظہرت بعد ذلک فی الطبقۃ الثالثۃ
فلم یعملوا بہا ظنا منہم انہا تخالف عمل اہل
مدینتہم وسنتہم التی لا اختلاف لہم فیہا وذلک
قادح فی الحدیث وعلۃ مسقطۃ لہ

اسوجہ سے اونکے اجتہادی مسائل مین خلل پڑ جاتا تھا امام
شافعی نے اوسکے قواعد بنائے اور اونکو ایک کتاب مین لکھا
اصول فقہ مین پہلی پہل یہی تحریر ہوئی اور اوسکی مثال
یہ ہے کہ ہمنے سنا ہے کہ امام شافعی امام محمد کے پاس آئے جسوقت کہ وہ
اہل مدینہ پر ایک گواہ اور قسم سے حکم دینے مین طعن کرتے
تہے اور کہتے تہے کہ یہ قرآن پر زیادتی ہے امام شافعی نے
کہا کہ کیا تمہارے نزدیک ثابت ہے کہ خبر واحد سے قرآن پر زیادتی
جائز نہین امام محمد نے کہا ہان امام شافعی نے کہا کہ پہر کسوقت کہتے
ہو کہ وصیت وارث کو درست نہین بوجہ ارشاد آنحضرت
صلعم کہ وصیت وارث کے حق مین نہین ہے حالانکہ اللہ تعالے
فرماتا ہے کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت الایہ یعنی حکم ہوا تمپر
جب حاضر ہو ایک کو تم مین سے موت اگر چہوڑ جاوے مال وصیت کرنا
ماں باپ اور رشتہ دارونکو - اور امام شافعی نے اسی قسم کی چند
باتین امام محمد پر پیش کین کہ وہ خاموش ہو رہے - اور تیسری
بات یہ ہے کہ بعض صحیح حدیثین اون علماء تابعین کو نہ پہنچین جنکو
فتوی کا کام سپرد تہا اسوجہ سے اونہون نے اپنی رای سے اجتہاد کیا
اور عمومات کا اتباع کیا یا اگلے صحابہ کا اقتدا کیا اور اوسکے موافق
فتوی دیا پہر تیسرے طبقہ مین بعد کو وہ حدیثین ظاہر ہوئین
اور پہر اس گمان سے عمل نکیا کہ یہ ہمارے اہل شہر کے عمل
اور طریق کی جنمین ہمکو کچہ اختلاف نہین مخالف ہین
اور یہ بات حدیث مین موجب طعن اور علت سقوط کی

ويسمونه تارة بالاستحسان واعني
بالرأي ان ينصب مظنة حرج او مصلحة
علة لحكم وانما القياس ان يخرج العلة
من الحكم المنصوص ويدار عليها الحكم فابطل
هذا النوع انواع ابطال وقال من استحسن
فانه اراد ان يكون شارعا حكاه
العضد في شرح مختصر الاصول مثاله رشد
اليتيم امر خفي فاقاموا مظنة الرشد وهو
بلوغ خمس وعشرين سنة مقامه وقالوا
اذا بلغ اليتيم هذا العمر سلم اليه ماله قالوا
هذا استحسان والقياس ان لا يسلم اليه
وبالجملة فلما رأى في صنيع الاوائل
مثل هذه الامور اخذ الفقه من الرأس
فاسس الاصول وفرع الفروع وصنف
الكتب فاجاد وافاد واجتمع عليه
الفقهاء وتصرفوا اختصارا وشرحا و
استدلالا وتخريجا ثم تفرقوا في
البلدان فكان هذا مذهب الشافعي والله اعلم

باب اسباب الاختلاف
بين اهل الحديث واصحاب الرأي

اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب

اور کبھی اوس رائے کو استحسان بھی کہتے ہین۔ اور رائے سے
میری غرض یہ ہی کہ کسی حرج یا مصلحت کے موقع کو حکم کی
علت ٹھہرایا جاوے اور قیاس یہ ہی ہوتا ہی کہ حکم منصوص
سے علت نکالی جاوے اور اوسی علت پر حکم کا مدار ہو غرض امام
شافعی نے اس رائے کو نہایت درجہ پر باطل کیا اور کہا کہ جو کوئی
استحسان کرتا ہی وہ یہ چاہتا ہی کہ خود شارع ہو جاوے نقل کیا ہی
اسکو عضد نے مختصر الاصول کی شرح مین۔ اوسکی مثال یتیم کا عاقل
ہونا ہی کہ ایک امر پوشیدہ ہی اون لوگون نے موقع دانش
یعنے پچیس سال کی عمر کو اسکے قائم مقام کیا اور کہا کہ یتیم جب
اس عمر کو پہونچ جاوے تو اسکا مال اوسکے سپرد کیا جاوے اور کہا یہ استحسان ہے
اور قیاس یہ ہی کہ اوسکو نہ دیا جاوے۔
حاصل یہ کہ جب امام شافعی نے پہلے لوگون کی کاروائی
مین اسطرح کی باتین دیکھین فقہ کو از سر نو لیا اور
اصول کی بنا ڈالی اور فروع کو نکالا اور کتابین تصنیف کین
اور عمدہ لکھین اور فائدہ پہنچایا اور اونکے پاس فقہا جمع
ہوئے اور اون کتابون مین مختصر کرنے اور شرح کرنے
اور دلیل پکڑنے اور مسائل نکالنے کے تصرفات کئے
پھر شہرون مین متفرق ہو گئے اور یہ مذہب شافعی کا ہوا واللہ اعلم

باب اہل حدیث اور اصحاب رائے کے

مختلف ہونے کے اسباب کے ذکر مین جاننا چاہیے
کہ علما مین سے بعض لوگ سعید بن مسیب

ثم تشعبت الطرق بعد ذلك وهذان
وان كانا من الثقات لكنهما ليسا ممن
وسد اليهم الفتوى وعول الناس عليهم
فلم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا
في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية
ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي
وكحديث خيار المجلس فانه حديث صحيح روي
بطرق كثيرة وعمل به ابن عمر وابو هريرة
من الصحابة ولم يظهر على الفقهاء السبعة
ومعاصريهم فلم يكونوا يقولون به فرأى مالك
وابو حنيفة هذا علة قادحة في الحديث وعمل به
الشافعي ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في
عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت
ورأى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث
لم يبلغهم ورأى السلف لم يزالوا يرجعون
في مثل ذلك الى الحديث فترك
التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم
رجال ونحن رجال ومنها انه رأى قوما
من الفقهاء يخلطون الرأي الذي لم يسوغه
الشرع بالقياس الذي اثبته
فلا يميزون واحدا منهما من الآخر

پھر بعد اسکے بہت سے طریق شاخ در شاخ ہو گئے اور یہ دونو
راوی یعنے معمر بن جعفر اور محمد بن عباد اگرچہ معتبر ہین
لیکن اون لوگو مین سے نہین جنپر فتوے کا مدار اور لوگونکا
اعتماد ہوا سو جیسے یہ حدیث سعید بن مسیب اور زہری کے
زمانہ مین ظاہر نہوئی اور مالکیہ و حنفیہ اوسپر نچلے نہ اوسکے
بموجب عمل کیا اور امام شافعی نے اسپر عمل کیا۔ دوسری
مثال حدیث خیار مجلس ہی کہ یہ حدیث صحیح بہت سی اسنادون
سے مروی ہی صحابہ مین ابن عمر اور ابو ہریرہ نے اوسپر عمل کیا
اور فقہاے ہفتگانہ اور اونکے ہمعصرون پر ظاہر نہوا اسیوجہ سے وہ اوسکے
قایل نہوا اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے اسبات کو حدیث مین
طعن سمجھا اور امام شافعی نے اوسپر عمل کیا چوتھی بات یہ ہی کہ
امام شافعی کے زمانہ مین صحابہ کے اقوال جمع ہوگئے کثرت سے اور
مختلف اور متفرق تھے اور بہت سے بہت کو دیکھا کہ جہان اون لوگونکو
حدیث نہین پہونچی وہان صحیح حدیث کی مخالف ہین اور سلف کو
دیکھا کہ اس جیسے معاملہ مین برابر حدیث کی طرف رجوع
کرتے ہین لہذا امام شافعی نے اونکے اقوال سے
تمسک ترک کر دیا جبتک کہ وہ لوگ متفق نہون اور
یہ کہا کہ وہ بھی مرد ہین اور ہم بھی مرد ہین۔ پانچوین
بات یہ ہی کہ کچھ لوگونکو فقہا مین سے دیکھا کہ وہ رای کو جسے
شریعت نے جایز نہین کیا قیاس سے خلط کرتے ہین جسے
شریعت نے ثابت کیا ہی یعنے ایک کو دوسرے سے تمیز نہین کرتے

٥ وہ حدیث یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوکو اختیار ہی یعنی فسخ معاملہ کا جبتک کہ جدا نہون یعنی جبتک کہ جدا نہون اور اقوال الخ

٦ متفرق یعنی بعض صحیح ہین اور بعض سقیم ہین

٧ یعنی حدیث سے اونہون نے استنباط کیا ہم بھی کرسکتے ہین ہم اونکے تابع نہین ہین

انس الحسن فما كان احد بالبصرة احب الى
لقاء منك وذلك انه بلغنى انك
تفتى برايك فلا تفت برايك الا ان يكون سنة
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او كتاب
منزل وقال ابن المنكدر ان العالم يدخل
فيما بين الله وبين عباده فليطلب لنفسه
المخرج وسئل الشعبى كيف كنتم
تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت
كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول وقال
الشعبى ما حدثوك هؤلاء عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم فخذ به وما قالوه
برأيهم فالقه فى الحش اخرج
هذه الآثار عن آخرها الدارمى
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
فى بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ
حتى قل من يكون من اهل الرواية الا كان له
تدوين او صحيفة او نسخة من حاجتهم موقع
عظيم فطاف من ادرك من عظمائهم
ذلك الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق ومصر
واليمن وخراسان وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ

کہ تم ہی حسن ہو مجھے تمہاری نسبت کسیکا ملنا بصرہ مین زیادہ
محبوب تہا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ مجھکو خبر ملی ہی کہ تم اپنی رائے
سے فتوی دیتے ہو آئندہ کو اپنی رائے سے فتوی مت دو بجز اسکے
کہ سنت رسول خدا صلعم ہو یا قرآن مجید سے اور ابن منکدر کا
قول ہی کہ عالم خدا تعالے اور اسکے بندون کے درمیان واسطہ ہوتا ہی
اسکو چاہیے کہ اپنے لئے نجات کی صورت تلاش کرے اور شعبی
سے کسی نے پوچھا کہ جب لوگ تم سے مسالہ پوچھتے تھے تو تم کیا کرتے تھے
انہون نے کہا کہ تو نے خبردار واقف کار سے دریافت کیا یون دستور تہا
کہ جب کسی مرد سے مسالہ پوچھا جاتا تو وہ اپنے ساتھی سے کہتا کہ تو انکو
فتوی دے اور وہ شخص تیسرے سے کہتا اسیطرح برابر ہوتا تہا یہانتک
کہ سوال پہلے ہی شخص پر آ رہتا۔ اور نیز شعبی نے کہا ہی کہ یہ لوگ
جو کچہ رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرین اسپر عمل کرو اور
جس بات کو اپنی رائے سے کہین اسکو جاضرور مین ڈالو
ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہی۔
غرض کہ جمع کرنا حدیث اور آثار صحابہ اور تابعین کا اور لکھنا
چھوٹے رسالون اور بڑی کتابونکا اسلام کے شہرون مین
اسقدر شایع ہوئے کہ روایت والون مین ایسا کم آدمی تھا
جسکے پاس کوئی مجموعہ یا رسالہ یا کتاب تہو اونکی
بڑی ضرورت نکلی یعنے جن بڑے علما نے یہ زمانہ پایا اونہون
نے حجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور خراسان
مین گشت کیا اور کتابونکو اکٹھا کیا اور نسخونکو تلاش کیا

وابراهيم والزهري وفي عصر مالك
وسفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض
بالرأي ويهابون الفتيا والاستنباط الا
لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر
همهم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه
وسلم سئل عبد الله بن مسعود عن شيء
فقال اني لاكره ان احل لك شيئا
حرمه الله عليك او احرم ما احله الله لك
وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون
ان يكون فيهم من اذا سئل سدد وروي نحو
ذلك عن عمر وعلي وابن عباس وابن مسعود
في كراهة التكلم فيما لم ينزل
وقال ابن عمر لجابر بن زيد
انك من فقهاء البصرة فلا
تفت الا بقرآن ناطق او سنة
ماضية فانك ان فعلت غير
ذلك هلكت واهلكت
وقال ابو نضر لما قدم ابو سلمة
البصرة اتيته انا والحسن
فقال الحسن

اور ابراہیم اور زہری کے زمانہ مین اور نیز مالک اور سفیان
کے زمانہ مین اور اوسکے بعد ایسے تھے کہ رائے مین غوض کرنا مکروہ
جانتے تھے اور فتوی دینے اور استنباط کرنے مین خوف کرتے تھے بجز ضرورت
کے کہ اوس سے چارہ نپاتے اور اونکا بڑا مطلب حدیث رسول
خدا صلعم کا روایت کرنا تھا۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعود سے کسی نے
کسی چیز کا حال پوچھا اونھون نے کہا کہ مین مکروہ جانتا ہون
کہ تیرے لئے وہ چیز حلال کردون کہ جو اللہ تعالے نے تجھ پر حرام کی ہے
یا حرام کردون اوس چیز کو کہ خدا نے تیرے واسطے حلال کیا ہو
اور معاذ بن جبل نے کہا کہ اے لوگو بلا کو اوترنے سے
پہلے جلدی مت کرو یعنی بے ہوئی بات کو پہلے
سے مت پوچھو کیونکہ مسلمانون مین ہمیشہ ایسے
رہین گے کہ جب ونسے پوچھا جائیگا تو درست جواب
دینگے۔ اور اسیطرح روایت ہے عمر فاروق رض اور
علے رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود سے
دو باب کراہت سوال کے اوس حادثہ مین کہ ابھی
نازل نہین ہوا۔ اور ابن عمر نے جابر بن زید سے
کہا کہ تو فقہاے بصرہ سے ہے تو فتوی مت دینا مگر
قرآن ناطق یا سنت جاری سے کیونکہ تو اگر اس کے
سوا کریگا تو خود ہلاک ہوگا اور دوسرونکو ہلاک کریگا
اور ابو نضر کہتے ہین کہ جب ابو سلمہ بصرہ مین آئے
تو مین اور حسن بصری اونکے پاس گئے اونھون نے حسن سے

له یعنی جو چیز حلال یا حرمت کسی چیز کی قرآن یا حدیث سے معلوم ہووے [illegible]

٣٢

واجتمعت عندهم آثار فقهاء كل بلد من
الصحابة والتابعين وكان الرجل
فيما قبلهم لا يتمكن إلا من جمع حديث بلده
وأصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في
معرفة أسماء الرجال ومراتب عدالتهم على
ما يخلص إليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن
وأمعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه
شيئا مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا
التدوين والمناظرة ما كان خفيا من حال
الاتصال والانقطاع وكان سفيان ووكيع
وأمثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا
يتمكنون من الحديث المرفوع المتصل إلا من دون
ألف حديث كما ذكره أبو داود السجستاني
في رسالته إلى أهل مكة وكان أهل هذه الطبقة
يروون أربعين ألف حديث فما يقرب منها
بل صح عن البخاري أنه اختصر صحيحه من
ستمائة ألف حديث وعن أبي داود أنه اختصر سننه من
خمسمائة ألف حديث وجعل أحمد مسنده ميزانا يعرف به
حديث رسول الله صلعم فما وجد فيه ولو بطريق
واحد من طرقه فله أصل وإلا فلا أصل له
فكان رؤوس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدي ويحيى
بن سعيد القطان ويزيد بن هارون وعبد الرزاق

اور اہل روایت کے پاس ہر شہر کے فقہای صحابہ و تابعین کے
آثار جمع ہوے اور انسے پیشتر کا شخص صرف اپنے شہر اور اپنے
اصحاب کی احادیث جمع کر سکتا تھا اور نیز پہلے لوگ اسماء رجال
کے پہچاننے اور انکی عدالت کے مراتب معلوم کرنےمین اُس
مشاہدہ حال اور تلاش قراین پر اعتماد کرتے تھے جو اُن سے
بن پڑتے تھے اور اہل روایت کے طبقہ نے اس فن مین خوب غور
کیا اور لکھنے اور بحث کرنےمین اسکو امر مستقل ٹھرایا اور اسکی
صحت وغیرہ کے حکم کرنےمین مناظرہ کئے تو اس لکھنے اور مناظرہ
کرنے سے جو حال اتصال[1] اور انقطاع کا پوشیدہ تھا وہ اُنپر ظاہر
ہو گیا - اور سفیان اور وکیع اور اُنکے مثل نہایت درجہ کی
کوشش کرتے تھے پر بہی حدیث مرفوع متصل ہزار سے
کم ہی قادر رہے چنانچہ ابو داود سجستانی نے اپنے خط مین جو اہل مکہ
کو لکھا ہے اسکا ذکر کیا ہے - اور اس طبقہ والے چالیس ہزار حدیث کے
قریب روایت کرتے تھے بلکہ بخاری سے نقل صحیح ہے کہ اُنہوں نے صحیح
بخاری کو چھہ لاکھہ حدیثوں سے مختصر کیا اور ابو داود سے مروی ہے
کہ انہوں نے اپنی سنن کو پانچ لاکھہ حدیثوں سے چھانٹا - اور امام احمد نے
اپنی مسند کو میزان ٹھرایا ہے جس سے حدیث رسول اللہ صلعم کی پہچانی
جائے یعنی جو حدیث مسند مین ہو اگرچہ اسکے ایک ہی سند ہو
تو اُس حدیث کی اصل ہے اور اگر مسند مین نہو تو وہ بے اصل ہے
غرض کہ اس طبقہ کے سردار یہ لوگ ہین عبدالرحمن بن مہدی
اور یحیی بن سعید قطان اور یزید بن ہارون اور عبدالرزاق

[1] اتصال سے مراد سند مین سب راویون کا اول سے آخر تک موجود ہونا ہے اور انقطاع سے غرض یہ ہے کہ سند مین کوئی راوی چھوٹ گیا ہو ۱۲ ۱۲ ۱۲

وا معنوا في التفحص عن غريب الحديث
ونوادر الآثار فاجتمع باهتمام اولئك
من الحديث والآثار ما لم يجتمع لاحد
قبلهم وتيسر لهم ما لم يتيسر لاحد قبلهم
وخلص اليهم من طرق الاحاديث شيء
كثير حتى كان لكثير من الاحاديث عندهم
مائة طريق فما فوقها فكشف بعض الطرق
ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا محل
كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل قال الشافعي لاحمد
انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب اليه كوفيا
كان او بصريا او شاميا حكاه ابن الهمام
وذلك لانه كم من حديث صحيح لا يرويه الا اهل
بلد خاصة كافراد الشاميين والعراقيين او
اهل بيت خاصة كنسخة بريد عن ابي بردة عن
ابي موسى ونسخة عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده او كان
الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه الا شرذمة
قليلون فمثل هذه الاحاديث يغفل عنها عامة اهل الفتوى

اور احادیث غریبہ اور نوادر آثار کو بہت محنت سے تجسس کیا
ان لوگونکے اہتمام سے وہ حدیثین اور آثار مجمع ہوگئے کہ پہلے کسی سے
جمع نہوئے تھے اور اونکو وہ بات حاصل ہوئی کہ انسے پیشتر کسی کو
نصیب نہوئی تہی اور احادیث کی سندین اس کثرت سے بہم
ہونچین کہ بہت سی حدیثونکی سندین اونکے پاس سو اور زیادہ
ہوگئین جنہین سے بعض سندون نے وہ بات واضح کردی جو اور سندون مین
چھپی ہوئی تھی اور جنسے اونہون نے ہر حدیث کا غریب ہونا اور مشہور ہونا
پہچان لیا اور متابعات[۵] اور شواہد مین نظر کرنے پر قادر ہوگئے اور
اونکو ایسی صحیح حدیثین بہت ظاہر ہوئین کہ فتوی والونکو
ظاہر نہین ہوئی تہین چنانچہ امام شافعی نے امام احمد سے کہا
کہ تم صحیح حدیثین ہمسے زیادہ جانتے ہو تو اگر کوئی حدیث صحیح ہو
تو مجھے تبلانا کہ مین اوسپر عمل کرون خواہ کوفی ہو یا بصری یا شامی
نقل کیا ہی اسکو ابن ہمام نے اور اہل فتوی پر نہ ظاہر ہونیکی
یہ وجہ تہی کہ بہت سی صحیح حدیثین صرف خاص ایک شہر والے
روایت کرتے ہین جیسے شامیون اور عراقیونکی افراد[۶]
خاص ایک گہر والے روایت کرتے ہین مثل نسخہ برید
کہ روایت کرتے ہین ابو بردہ سے اور وہ راوی ہین
ابو موسی اشعری سے اور مثل نسخہ عمرو بن شعیب کہ راوی ہین اپنے
باپ شعیب سے اور وہ راوی ہین اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو سے
یا یہ کہ صحابی کم روایت کرنیوالا غیر معروف تہا کہ اوس سے بجز تہوڑے
لوگونکی کسینے روایت نکی تو اس قسم کی حدیثون سے اکثر اہل فتوی غافل

۵ جب کئی راوی ایک ہی مضمون کی حدیثین روایت کرین اور راوی آخر یعنی صحابی ایک ہی ہو تو یہ حدیثین ایک دوسرے کے متابع کہی جاتی ہین اور اگر مضمون ایک ہو اور صحابی دو

ہون یا زیادہ تو وہ حدیثین ایک دوسرے کے شواہد کہلاتی ہین

۶ اور فرد کی جمع افراد ہی اور فرد وہ حدیث ہی جسکا راوی ایک ہو اور سوا اسکے نہ ہو اور غریب بھی اسکو کہتے ہین ۱۲

كان في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلاف اثر
من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا
فرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا
في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من
الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون
قوم ولا بلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم
فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء
فهو المتبع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما
واورعهم ورعا واكثرهم ضبطا او ما اشتهر
عنهم فان وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي
مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا
تاملوا في عمومات الكتاب والسنة ايماءاتها
واقتضاءاتها وحملوا نظير المسئلة عليها
في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي
لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن
على ما يخلص الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه
ليس ميزان التواتر عدد الرواة ولا حالهم
ولكن اليقين الذي يعقبه في قلوب
الناس كما نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة
وكانت هذه الاصول مستخرجة من صنيع الاوائل
وتصريحاتهم وعن ميمون بن مهران قال

مسالہ مین کوئی حدیث موجود ہو تو اوسمین اوسکے خلاف
کی پیروی نکیجاوے خواہ اوسکے خلاف اثر ہو خواہ کسی مجتہد کا
اجتہاد اور جس صورت مین احادیث کی تلاش مین خوب
کوشش کر لیتے اور مسالہ مین کوئی حدیث نپاتے تو اقوال گروہ
صحابہ اور تابعین اختیار کرتے بدون قید کسی خاص قوم
اور کسی خاص شہر کی جیسے اونسے پہلے لوگ کرتے تھے - اور اگر جمہور
خلفا اور فقہا کسی بات پر متفق ہو جائین تو اوسیکا اتباع کیا جاتا
اور اگر اختلاف کرین تو ایسے شخص کی حدیث اختیار کرتے
جو علم اور ورع اور ضبط مین بڑہکر ہو یا وہ بات اختیار کرتے
جو اونسے مشہور ہو اور اگر کوئی بات ایسی پاتے جسمین دو قول
برابر ہوتے تو وہ مسالہ دو قول والا کہلاتا - اور اگر اس بات سے بھی
عاجز ہوتے تو عمومات قرآن اور سنت کے اشارون اور اقتضاؤن مین
تامل کرتے اور مسالہ کی نظیر کو جواب مین اوسپر محمول کرتے
بشرطیکہ دونو ظاہر مین ایکسی ہوتے اس باب مین اصول کے
قواعد پر اعتماد نکرتے بلکہ اوسپر اعتماد کرتے جو اونکی سمجھ مین آتا اور جس سے
اونکے دل کو اطمینان ہوتا جیسے متواتر ہونیکے میزان راویون
کے شمار اور اونکا حال نہین بلکہ وہ یقین ہے کہ حدیث متواتر
سننے کے بعد لوگونکے دلونمین ہوتا ہے چنانچہ بیان حال
صحابہ مین ہمنے اسپر تنبیہ کی ہے -
اور یہ قواعد پہلے لوگونکے افعال اور اقوال صریح سے نکالے
گئے ہین - میمون بن مہران سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا

وابوبكر بن ابي شيبة ومسدد وهناد
واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه
والفضل بن دكين وعلى المديني واقرانهم
وهذه الطبقة هي الطراز الاول من طبقات المحدثين
فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية
ومعرفة مراتب الاحاديث الى الفقه
فلم يكن عندهم من الرأي ان يجمع على تقليد رجل
ممن مضى مع ما يرون من الاحاديث والآثار
المناقضة لكل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا
يتتبعون احاديث النبي صلى الله عليه وسلم
وآثار الصحابة والتابعين والمجتهدين على
قواعد احكموها في نفوسهم وانا ابينها لك في

كلمات يسيرة

كان عندهم انه اذا وجد في المسئلة
قرآن ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره
واذا كان القرآن محتملا لوجوه فالسنة
قاضية عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله
اخذوا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
سواء كان مستفيضا دائرا بين الفقهاء
او يكون مختصا باهل بلد او اهل بيت او بطريق
خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى

اور ابوبکر بن ابو شیبہ اور مسدد اور ہناد اور امام
احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور فضل بن دکین
اور علی مدینی اور اونکے ہمسر اور یہی طبقہ محدثین کے
طبقات مین سے نقش اول ہی۔

انمین سے محقق شخص بعد مضبوط کرنے فن روایت اور
پہچاننے مراتب حدیث کی فقہ کیطرف مائل ہوئے اونکی یہ رائے
نہی کہ گذشتہ لوگونمین سے کسی شخص کی تقلید پر اتفاق کیا
جاوے باوجودیکہ احادیث اور آثار مخالف ہر مذہب کے اون مذہبونمین
سے اونکے پیش نظر تہی لہذا اونہون نے احادیث پیغمبر صلعم اور آثار
صحابہ اور تابعین اور اقوال مجتہدین کو اون قاعدونکے
موافق جانچا جو نکو اونہون نے پختہ کر رکہے تہے تحقیق اور تلاش کرنا
شروع کیا اور مین اون قواعد کو تمہے تہوڑے سے
الفاظ مین بیان کئے دیتا ہون ۔

اونکے یہان یہ قاعدہ تہا کہ جب مسالہ مین قرآن ناطق
پایا جاوے تو اوس سے دوسری چیز کیطرف پہرنا جایز نہین
اور جب قرآن مین کئی صورتونکا احتمال ہو تو حدیث
رسول خدا صلعم اوسپر حاکم ہو گی۔ اور جب قرآن مین نپاتے
تو حدیث رسول اللہ صلعم کو اختیار کرتے خواہ مشہور
اور فقہا مین رائج ہو خواہ کسی شہر یا کسی خاندان
یا کسی خاص طریق سے مخصوص ہو اور خواہ صحابہ
اور فقہا نے اوسپر عمل کیا ہو یا نکیا ہو اور جب

فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به فان
جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولم يتكلم فيه واحد قبلك فاختر اي
الامرين شئت ان شئت ان تجتهد برأيك
ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر
فتاخر ولا ارى التاخر الا خيرا لك وعن
عبد الله بن مسعود قال اتى علينا زمان لسنا
نقضي ولسنا هنالك وان الله قد قدر
من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض له
قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله
عز وجل فان جاءه ما ليس في كتاب الله
فليقض بما قضى به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فان جاءه ما ليس
في كتاب الله ولم يقض به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضى به الصالحون
ولا يقل اني اخاف واني ارى فان الحرام بين
والحلال بين وبين ذلك امور مشتبهة
فدع ما يريبك الى ما لا يريبك

اور اگر ایسا مسالہ تمہارے پاس آوے کہ نہ قرآن مین ہو
اور نہ اسمین کوئی حدیث رسول خدا صلعم کی ہو تو جس بات کے
لوگونکا اجتماع ہو اُسکو دیکھنا اور اُسکی مطابق اختیار کرنا
اور اگر تمہارے پاس ایسا مسالہ آوے کہ نہ قرآن مین ہی
اور نہ اُس باب مین حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی
اور نہ تمسے پہلے کسینے اُس باب مین کلام کیا تو دو باتونمین
جون سی چاہو پسند کرو اگر چاہو اپنی رائے سے اجتہاد کرو پہر آگے
بڑہو تو آگے بڑہو اور اگر چاہو کہ دیر کرو تو دیر کرو اور مین تمہارے
حق مین دیر کرنے ہی کو بہتر سمجھتا ہون سا اور عبد اللہ بن مسعود
سے مروی ہی کہ انہونے کہا کہ ہم پر ایک وقت ایسا گذرا کہ ہم
حکم نکرتے تھے اور نہ اُسکے لایق تہا اور خدای تعالے نے ہماری تقدیر
مین یہ لکھا تہا کہ ہم اُس مرتبہ پر پہونچی جسپر تم دیکھتے ہو تو آج
بعد جس کسی کے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہو تو اسمین بموجب حکم
قرآن کے حکم کرے اور اگر اُسکے پاس وہ صورت آوی کہ قرآن مین
نہو تو مطابق اُس حکم کے فیصلہ کرے جو رسول خدا صلعم نے حکم کیا
اور اگر اُسکے پاس وہ معاملہ آوے کہ نہ قرآن مین ہی اور نہ رسول خدا
صلعم نے اُسکا حکم دیا تو اُس فیصلہ کے بموجب حکم کرے کہ جو اہل
صالح نے اُس سے فیصلہ کیا ہی اور یہ نہ کہے کہ مین ڈرتا ہون
اور مین تجویز کرتا ہون کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال بہی
ظاہر اور جو چیزین انکے بیچمین ہین اُنمین تسک اور شبہ ہی تو جن
باتونمین تجہے شبہ ہو چھوڑ کر اُنکو جنمین تجہے شبہ نہو اُنکو اختیار کر

۳۹

کان ابو بکر اذا ورد علیه الخصم نظر فی
کتاب اللہ فان وجد فیه ما یقضی بینهم قضی به
وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم فی ذلک الامر سنة قضی بها فان اعیاه
خرج فسأل المسلمین وقال اتانی کذا وکذا فهل
علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قضی
فی ذلک بقضاء فربما اجتمع الیه النفر کلهم
یذکر من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فیه قضاء
فیقول ابو بکر الحمد للہ الذی جعل فینا من
یحفظ علی نبینا فان اعیاه ان یجد
فیه سنة من رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم جمع رؤس
الناس وخیارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رأیهم علی امر قضی به
وعن شریح ان عمر بن الخطاب
کتب الیه ان جاءک شئ فی
کتاب اللہ فاقض به ولا یلفتک
عنه الرجال فان جاءک ما لیس فی
کتاب اللہ فانظر سنة
رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم فاقض بها

کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس جب کوئی مقدمہ والا آ
تو قرآن مین دیکھتے اگر قرآن مین حکم فیصلہ باہمی کا پا
تو اوسکے موافق حکم کرتے اور اگر قرآن مین نہوتا اور حدیث
رسول خدا صلعم اس باب مین انکو معلوم ہوتی تو اوسکے
موافق حکم کرتے اور اگر ان دونون باتونسے عاجز ہو
تو باہر نکلتے اور مسلمانون سے پوچھتے اور فرماتے کہ میرے پا
فلان معاملہ آیا ہی کیا تمکو معلوم ہی کہ رسول خدا صلعم نے
باب مین کوئی حکم فرمایا ہی بعض اوقات انکی خدمت مین
بہت لوگ جمع ہوجاتے ہر ایک انمین سے اوس معاملہ
حکم رسول خدا صلعم کا بیان کرتا حضرت صدیق فرما
کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہم مین ایسے لوگ بنائے جو ہم
پیغمبر صلعم کے احکام یاد رکھتے ہین - اور اگر اس بات
ہی عاجز ہوتے کہ اوس معاملہ مین حدیث رسول
صلعم سے ملی تو لوگونکے سردارون اور بہترونکو جمع کرتے
اونسے مشورہ لیتے جب انکی رای کسی بات پر متفق ہو
تو اوسکے بموجب حکم کرتے - اور شریح قاضی سے مروی
کہ حضرت عمر فاروق نے انکو لکھا کہ اگر تمہارے پاس
ایسا مسالہ آوے جو قرآن مین ہی تو قرآن کے بموجب
کرنا اور اس بات سے تمکو لوگ منحرف نکرین اور اگر تمہارے
پاس ایسا مسالہ آوے کہ قرآن مین نہو تو حدیث
رسول خدا صلعم کو دیکھنا اور اوسکے بموجب حکم

عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم
اقامه عن يمينه فاخذ به وعن الشعبي جاءه
رجل يسئله عن شيء فقال كان ابن مسعود
يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برائك
فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن ابن
مسعود ويسئلني عن رائي وديني اثر عندي
من ذلك والله لان اتغنى بعنية احب الي
من ان اخبرك برائي اخرج هذه الآثار
كلها الدارمي واخرج الترمذي عن
ابي السائب قال كنا عند وكيع فقال لرجل
ممن ينظر في الرأي اشعر رسول الله صلى
الله عليه وسلم ويقول ابو حنيفة هو مثلة
قال الرجل فانه قد روي عن ابراهيم
النخعي انه قال الاشعار مثلة قال رايت
وكيعا غضب غضبا شديدا وقال اقول
لك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتقول قال ابراهيم ما احقك بان تحبس
ثم لا تخرج حتى تنزع عن قولك وعن
عبد الله بن عباس وعطاء ومجاهد
ومالك بن انس انهم كانوا يقولون
ما من احد الا وماخوذ من كلامه

کہ وہ روایت کرتی ہیں ابن عباس سے کہ پیغمبر صلعم نے اونکو اپنی داہنی
جانب کھڑا کیا ابراہیم نے اس حدیث کو مان لیا۔ اور شعبی
سے منقول ہی کہ ایک مرد اونکے پاس آیا کہ کسی بات کو اونسے پوچھتا تھا
شعبی نے کہا کہ ابن مسعود اسباب میں ایسا ایسا کہتے تھے اوس
شخص نے کہا کہ آپ مجھے اپنی رای بتائیے شعبی نے حاضرین سے کہا کہ تم
اس شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ مینے اوسکو روایت ابن مسعود کی
بتادی اور وہ مجھسے میری رای پوچھتا ہے میرے نزدیک میرا
طریق اپنی رای بتانے سے بدتر ہی بخدا کہ مین اگر کسی بلا مین
مبتلا ہوں یہ بات مجھکو محبوب تر ہی اس سے کہ تجھے اپنی رای بتاؤن
ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہی۔ اور ترمذی نے ابو سائب سے
روایت کیا کہ ہم وکیع کے پاس تھے وکیع نے ایک مرد سے جو رای کا
معتقد تھا کہا کہ رسول خدا صلعم نے اشعار فرمایا ہے اور امام ابو حنیفہ
کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہی اوس مرد نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے
منقول ہی کہ اونہوں نے کہا کہ اشعار مثلہ ہی ابو سائب کہتے ہیں
کہ مینے وکیع کو دیکھا کہ نہایت درجہ کو غصہ کیا اور کہا
کہ مین تجھسے کہتا ہوں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی اور تو
کہتا ہی کہ ابراہیم نے کہا ہی تو نہایت مستحق اسکا ہے
کہ قید کیا جاے اور جب تک اپنی قول سے باز نہ آئے قید سے
نکالا نجاے۔ اور عبد اللہ بن عباس اور عطا اور مجاہد اور
مالک بن انس سے منقول ہی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ کوئی
شخص بجز رسول خدا صلعم کے ایسا نہیں کہ اوسکی بعض بات اختیار نکیجائے

وكان ابن عباس اذا اسئل عن
الامر فكان فى القرآن اخبر به وان لم
يكن فى القرآن وكان عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم اخبر به فان لم يكن فعن ابى بكر
وعمر فان لم يكن قال فيه برائه وعن ابن عباس
اما تخافون ان تعذبوا او يخسف بكم ان
تقولوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقال فلان وعن قتادة قال حدث ابن
سيرين رجلا بحديث عن النبى صلى الله
عليه وسلم فقال قال فلان كذا وكذا
فقال ابن سيرين احدثك عن النبى
صلى الله عليه وسلم وتقول قال فلان كذا
وكذا وعن الاوزاعى قال كتب عمر بن عبد العزيز
انه لا رأى لاحد فى كتاب الله وانما
رائ الايمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم
تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولا رأى لاحد فى
سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم
وعن الاعمش قال كان ابراهيم
يقول يقوم عن يساره فحدثته
عن سميع الزيات

اور حضرت ابن عباس سے جب کوئی بات پوچھی جاتی او
قران مین ہوتی تو اوسکو بتا دیتے اور اگر قران مین نہ
اور رسول خدا صلعم سے روایت ہوتی تو اوسکی بموجب بتاتے
اور اگر حدیث مین بھی نہوتی تو ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
اقوال سے جواب دیتے اور اگر اونکے اقوال مین بھی نہ ملتی تو او
باب مین اپنی رائے کہتے - اور نیز ابن عباس سے منقول ہے
کہ تم ڈرتے نہین کہ عذاب دئے جاؤ یا زمین مین
دھنسا جاؤ اپنے اس کہنے سے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا او
فلان شخص نے کہا + اور قتادہ سے مروی ہے کہ ابن سیرین
نے ایک مرد سے حدیث پیغمبر صلعم کے بیان کی اس مرد نے کہا
کہ فلان شخص نے ایسا ایسا کہا ہے ابن سیرین نے کہا کہ مین
تجھکو پیغمبر صلعم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو کہتا ہے
فلان نے ایسا ایسا کہا ہے - اور اوزاعی سے منقول ہے
عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ قرآن کے حکم مین کسی کی
رائے کا اعتبار نہین بلکہ ایمہ کی رائے اُسی صورت
مین ہے کہ جس مین قرآن نازل نہوا ہو اور نہ حدیث
رسول خدا صلعم کی اُسمین وارد ہوا ہو اور جس سنت
کہ رسول خدا صلعم نے مقرر فرمایا ہے اُسمین کسی کی رائے
اعتبار نہین - اور اعمش سے مروی ہے کہ انہون نے
کہا کہ ابراہیم نخعی امام کے بائین طرف کھڑے ہوتے کہ قائل
مین نے اُنکے سامنے حدیث بیان کی سمیع زیات

له یعنی حدیث کے مقابل مین کسی کا قول نقل مت کرو ورنہ مستحق عذاب ہوگے ۱۲ یعنی جس صحابی ... مقتدی کا کیا ہوا

ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق واضرابهم
وجمع احاديث الفقه التي بنى عليها فقهاء الامصار
وعلماء البلدان مذاهبهم والحكم على كل حديث
بما يستحقه كالشاذة والفاذة من الاحاديث التي
لم يرووها او طرقها التي لم يخرجها الاوائل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية فقيه عن فقيه
او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلمية
وهؤلاء هم البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابو يعلى
والترمذي والنسائي والدارقطني
والحاكم والبيهقي والخطيب والديلمي
وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة متقاربون
في العصر اولهم ابو عبد الله البخاري
وكان غرضه تجريد الاحاديث الصحاح
المستفيضة المتصلة من غيرها واستنباط
الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامعه
الصحيح ووفى بما شرط وبلغنا ان رجلا من الصالحين
راى رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه
وهو يقول ما لك

اور یحیی بن سعید قطان اور احمد اور اسحق اور انکے ہمسرون کا
اور شغل جمع کرنے احادیث فقہ کے جنپر شہرونکے فقہا اور
علمانے اپنے مذہبون کی بناڈالی ہی اور شغل حکم لگانے کے
ہر حدیث پر جسکے وہ لائق ہی جیسے شاذہ[له] اور فاذہ ان حدیثون
سے جو پہلون نے روایت نہین کین - یا شغل جمع کرنے ان
اسنادون کے جنکی رو سے پہلون نے روایت نہین کی باین لحاظ
کہ سند جدید مین اتصال یا عالی ہونا سند کا یا روایت کرنا
فقیہ کا فقیہ سے یا حافظ کا حافظ سے اور شغل اسکے مطالب علمیہ
پائی جاتی ہین اور اس دوسرے گروہ کے لوگ بخاری اور مسلم
اور ابوداود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی
اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور
دیلمی اور ابن عبد البر اور انکے امثال ہین -
اور میرے نزدیک علم مین زیادہ وسیع اور تصنیف سے زیادہ
نفع پہونچانیوالے اور ذکر مین زیادہ مشہور چار شخص زمانہ مین ایک
دوسرے کے قریب ہین - انمین سے اول ابو عبد اللہ بخاری ہین
جنکی غرض احادیث صحیح مشہور متصل کو اور حدیثون سے علیحدہ کرنا
اور فقہ اور سیر اور تفسیر کا احادیث سے استنباط کرنا ہے
اسی غرض سے انہون نے اپنی کتاب جامع صحیح بخاری کو
تصنیف کیا اور جو شرط کی تھی اسکو پورا کیا اور ہمکو خبر
ملی ہی کہ کسی نیکبخت نے رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ یون ارشاد فرماتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے

له شاذہ وہ روایت
ہو کہ ثقات کی روایت
کے مخالف ہو اور فاذہ
بمعنی منفرد کے ہو اور بعض
اوقات شاذہ اور فاذہ کو
غریب بھی کہتے ہین اور
یہ دونون لفظ بتشدید
ذال معجمہ ہین ۱۲

ومردود عند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
وبالجملة فلما مهدوا الفقه على هذه القواعد
فلم يكن مسئلة من المسائل التي تكلم فيها من
قبلهم والتي وقعت في زمانهم الا وجدوا فيها
حديثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحيحا
او حسنا او صالحا للاعتبار او وجدوا اثرا
من آثار الشيخين او سائر الخلفاء وقضاة
الامصار وفقهاء البلدان او استنباطا من عموم
او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل بالسنة
على هذا الوجه وكان اعظمهم شانا
واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة
واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل ثم اسحاق بن
راهويه فكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على
جمع شيء كثير من الاحاديث والآثار حتى سئل احمد
ايكفي الرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى
قيل خمسمائة الف حديث قال ارجو له كذا في غاية
المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل
ثم انشا الله قرنا آخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة
جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على هذا الاصل فتفرغوا
لفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون

اور بعض نہ مانی جائے ۔
حاصل یہ کہ جب اُن لوگوں نے فقہ کو اِن قواعد پر مرتب کیا تو کوئی
مسالہ اُن مسایل میں سے جنمیں پیشتر والوں نے کلام کیا تھا
اور نیز اُنمیں سے جو خاص اُنکے زمانہ میں واقع ہوئے ایسا تھا جس میں
اُنکو حدیث مرفوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا لائق
اعتبار کے نملی ہو یا کوئی اثر آثار شیخین یا اور خلفا کا اور شہروں کے
قاضیوں اور فقہا کا نپایا ہو یا خود عموم یا اشارہ یا اقتضا سے استنباط
کیا ہو غرضکہ اُنکو سنت پر عمل کرنا اس صورت سے خدا نے آسان کر دیا
اُنمیں سے زیادہ عظیم الشان اور روایت میں وسیع تر اور مرتبہ
حدیث سے زیادہ واقف اور فقہ میں زیادہ غور کرنیوالے دو شخص ہیں
امام احمد بن محمد بن حنبل پھر اسحق بن راہویہ اور فقہ کا
مرتب کرنا اس صورت پر بہت سی حدیثوں اور آثار کے جمع کرنے پر
منحصر ہے حتی کہ امام احمد سے پوچھا گیا کہ ایک لاکھ حدیثیں آدمی کو
مفتی ہونے کیلئے کافی ہیں امام احمد نے کہا نہیں یہانتک کہ پانچ لاکھ
حدیثوں کا ذکر اُنسے کیا گیا تب اُنہوں نے کہا کہ میں توقع کرتا ہوں کہ اُسکے
لئے کافی ہوں اسیطرح ہے غایۃ المنتہی میں ۔ اور غرض امام احمد کی
فتوی دینا اسی قاعدہ کے بموجب ہے ۔
پھر خدای تعالے نے ایک اور گروہ پیدا کیا اُنہوں نے دیکھا کہ پہلے
گروہ والوں نے ہمکو احادیث کی جمع کرنے اور اُس قاعدہ کے موافق
فقہ کے مرتب کرنے کی مشقت سے بچا دیا اسلیئے یہ لوگ دوسرے
فنون میں مشغول ہوے مثلاً جدا کرنا حدیث صحیح کا جسپر
بڑے بڑے محدثوں کا اتفاق ہے جیسے یزید بن ہارون

مرفوع وہ حدیث ہو کہ جسکی سند ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچی ہوئی ہو اور متصل وہ ہو کہ جسکی سند میں شروع سے آخر تک سب راوی مذکور ہوں اور اسکو
۴۲
مسند بھی کہتے ہیں اور مرسل وہ ہے جسمیں تابعی کہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا یعنی بلا واسطہ صحابی کے اور موقوف وہ جو قول صحابی کا ہو ۱۲ ۱۲ ۱۲

اجمع الناس علی ترکه وما کان منها ضعیفا
صرح بضعفه وما کان فیه علة بینها
بوجه یعرفها الخائض في هذا الشان
وترجم علی کل حدیث بما استنبط منه عالم
وذهب الیه ذاهب ولذلك صرح الغزالی
وغیره بان کتابه کاف للمجتهد ورابعهم
ابو عیسی الترمذی وکانه استحسن طریقة
الشیخین حیث بینا وما ابهما وطریقة
ابی داود حیث جمع کلما ذهب الیه ذاهب
فجمع کلتا الطریقتین وزاد علیهما بیان
مذاهب الصحابة والتابعین وفقهاء الامصار
فجمع کتابا جامعا واختصر طرق الحدیث
اختصارا لطیفا فذکر واحدا
واومی الی ما عداه وبین امر کل حدیث
من انه صحیح اوحسن اوضعیف او
منکر وبین وجه الضعف لیکون الطالب علی
بصیرة من امره فیعرف ما یصلح للاعتبار
عما دونه وذکر انه مستفیض او غریب
وذکر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار
وسمی من یحتاج الی التسمیة
وکنی من یحتاج

کہ سب محدثون نے اوسکی ترک پر اتفاق کیا ہو اور جو حدیث
اونمین سے ضعیف تہی اوسکی ضعف کی تصریح کر دی اور جسمین
کوئی علت تہی اوسکو ایسی صورت سے بیان کیا کہ فن
حدیث مین غور کرنیوالا اوسکو جانلے اور ہر حدیث کا
عنوان اوس مسائل سے کیا جو کسی عالم نے اوس حدیث سے
نکالا ہی اور کوئی جاننے والا اوسطرف گیا ہی اور یہین وجہ
امام غزالی اور دوسرون نے تصریح کی ہی کہ ابو داؤد کی کتاب
مجتہد کے لئے کافی ہی ۔ چوتھا شخص ابو عیسے ترمذی ہی
جسنے طریقہ بخاری اور مسلم کا پسند کیا کہ اونہون نے صاف بیان
کیا اور مبہم نہین چھوڑا اور نیز ابو داؤد کا طریقہ پسند کیا جسنے
سب ایسی باتین جمع کین جو کسی کا مذہب نہین لہذا ترمذی
نے ان دونو طریقونکو جمع کیا اور اسپر یہ اضافہ کیا کہ صحابہ
اور تابعین اور فقہاء امصار کے مذاہب بہی بیان کئیے غرض کہ
ایک کتاب جامع بنائی اور طرق حدیث کو لطف کے ساتھ
مختصر کیا یعنی ایک ذکر کرکے ماسوا کیطرف اشارہ کر دیا اور
ہر حدیث کا حال کہ صحیح ہی یا حسن یا ضعیف یا منکر
بیان کر دیا اور وجہ ضعف کی ظاہر کر دی تاکہ طالب کو اپنی
معاملہ مین پکی شناخت ہو اور قابل اعتبار کو غیر معتبر سے
پہچان لی اور یہ بہی ذکر کیا کہ حدیث مشہور ہی یا غریب
اور مذاہب صحابہ اور فقہاء امصار بیان کئے اور جسکا نام
لینیکی ضرورت تہی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت کیحاجت تہی

۴۵

اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت
كتابي قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم
وما كتابك قال صحيح البخاري ولعمري انه
من الشهرة والقبول درجة لا ترام
فوقها وثانيهم مسلم النيسابوري توخى
تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين
المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه
السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل
الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق
كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف
المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون
وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة
بلسان العرب عذرا في الاعراض عن السنة
الى غيرها وثالثهم ابو داود السجستاني
وكان همه جمع الاحاديث التي استدل بها
الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها
الاحكام علماء الامصار
فصنف سننه وجمع فيها الصحيح
والحسن واللين الصالح
للعمل قال ابو داود وما ذكرت
في كتابي حديثا

کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی کی فقہ مین مشغول ہی
اور میری کتاب کو تونے چھوڑ دیا اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ
آپکی کتاب کونسی ہی آپنے فرمایا کہ صحیح بخاری - اور قسم ہی کہ یہ
کتاب اسقدر مقبول اور مشہور ہوئی کہ اوس سے زیادہ نہین
ہو سکتے دوسرا شخص مسلم نیشاپوری ہی جسنے یہ قصد کیا
کہ صحیح حدیثون مرفوع متصل کو جنپر محدثون کا اتفاق ہے
اور جن سے سنت مستنبط ہوتی ہے جدا کر دی اور قصد
ارادہ کیا کہ اون احادیث کو لوگون کی سمجھ کے قریب
اور اونمین سے مسائل کا نکالنا آسان کر دی اسلئے کتاب کی
ترتیب بہت عمدہ رکھی اور ہر حدیث کی سندین ایک جگہ
اکٹھا کر دین تاکہ اختلاف متن اور تفرق اسناد اونکا زیادہ صراحت
سے واضح ہو جاوے اور مختلف حدیثون مین مطابقت کر دی غرض
کہ جو شخص زبان عرب جانتا ہی اوس کے لیے مسلم نے کوئی عذر
نہین چھوڑا کہ سنت سے دوسری طرف منہ پھیرے تیسرا
شخص ابو داود سجستانی ہی اوسکا مقصود اون احادیث
کا جمع کرنا تھا جن سے فقہا نے حجت پکڑی ہی اور وہ
حدیثین اونمین رائج ہین اور شہرونکے علما نے
اونپر احکام کی بنا ڈالی ہی اس غرض سے اوسنے
اپنی سنن کو تصنیف کیا اور اوسمین احادیث صحیح
اور حسن اور ضعیف قابل عمل کو درج کیا ابو داود کا
قول ہی کہ مینے اپنی کتاب مین کوئی ایسی حدیث نہین ذکر کی

قدم اصحاب محمد فیاتونکم فیسئلونکم
عن الحدیث فاقلوا الروایة عن
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابن
عون کان الشعبی اذا جاءه شئ اتقی
وکان ابرٰهیم یقول ویقول اخرج هذه الاثار الذی
فوقع تدوین الحدیث والفقه والمسائل
من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه
لم یکن عندهم من الاحادیث والاثار ما یقدرون به
علی استنباط الفقه علی الاصول التی اختارها
اهل الحدیث ولم تنشرح صدورهم للنظر فی
اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها
واتهموا انفسهم فی ذلك وکانوا اعتقدوا
فی ائمتهم انهم فی الدرجة العلیا من التحقیق
وکان قلوبهم امیل شئ الی اصحابهم کما قال
علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله وقال
ابو حنیفة ابرٰهیم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة
لقلت علقمة افقه من ابن عمر وکان عندهم من
الفطانة والحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ الی
شئ ما یقدرون به علی تخریج جواب المسائل علی اقوال
اصحابهم وکل میسر لما خلق له
وکل حزب بما لدیهم فرحون

آپکے صحابی تشریف لائے غرض کہ تمہارے پاس آکر تمسے حدیثیں
پوچھینگے تو تم رسول خدا صلعم سے روایت کم کرنا - ابن عون نے
کہا ہے کہ شعبی کا دستور تہا کہ انکے پاس جب کوئی مسالہ آتا تو وہ
کنارہ کرتے اور ابراہیم نخعی کہدیا کرتے - ان آثار کو دارمی نے روایت
کیا ہے -
حاصل یہ کہ حدیث اور فقہ اور مسائل کے مجتمع ہونے سے دوسری طرح انکا
مطلب نکلا کیونکہ خود انکے پاس احادیث اور آثار اسقدر نہ تھے
جنسے ان اصول کے مطابق کہ اہل حدیث نے اختیار کیئے ہین فقہ کا
استنباط کر سکتے اور شہرونکے علما کے اقوال مین نظر کرنی اور انکو
جمع کرنے اور انکی تحقیق کرنے پر ان لوگون کا دل نہ ٹہکا اسباب مین اپنے
آپکو انہون نے متہم جانا اور اپنے اماموں کے بارہ مین اعتقاد کرلیا تہا
کہ وہ تحقیق کے اونچے درجہ پر ہین اور انکے دل اپنے اساتذہ
کیطرف زیادہ مائل تہے چنانچہ علقمہ[1] نے کہا تہا کہ کیا کوئی صحابی
عبد اللہ بن مسعود سے بہی اثبت ہی اور امام[2] ابو حنیفہ نے کہا تہا کہ
ابراہیم نخعی سالم کی نسبت زیادہ فقیہ ہین اور اگر فضیلت صحابی
ہونے کی نہ ہوتی تو مین یہ کہتا کہ علقمہ ابن عمر سے زیادہ فقیہ ہین
اور انکو زیرکی اور ذکا اور تیزی ذہن کی ایک بات سے دوسری کی
طرف انتقال کرنے مین اسقدر تہے جس سے جواب مسائل کا
اپنے استادونکے اقوال کے بموجب نکال سکتے تہے اور
ہر ایک شخص کے لیئے وہی چیز آسان ہوتی ہی جسکے لیئے وہ
پیدا ہوا اور ہر گروہ اپنے اپنے پاس کی چیز سے خوش ہین

[1] یہ قول علقمہ کا مفصل صفحہ ۱۲۳ مین
[2] ترجمہ ...
۴۷
یہ قول امام اعظم کا ... جسمین یہ کہا تہا حاشیہ صفحہ ۱ مین مذکور ہوا ۱۲

الى الكنية ولم يدع خفاء
لمن هو من رجال العلم
ولذلك يقال انه كاف
للمجتهد مغنٍ للمقلد
وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك
وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون
المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون
على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته
ويهابون رواية حديث النبي صلى
الله عليه وسلم والرفع اليه حتى قال
الشعبي على من دون النبي صلى
الله عليه وسلم احب الينا فان
كان فيه زيادة او نقصان كان
على من دون النبي صلى الله عليه وسلم
وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال
علقمة احب الينا وكان ابن مسعود
اذا حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
تربد وجهه وقال هكذا او نحوه هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة
انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز
بالقرآن فياتونكم فيقولون قد اصحاب محمد

اُسکی کنیت بیان کی اور جو لوگ مردِ میدان علم ہین
اونکے لیئے کچھ چھپا نہین رکھا اور اسی وجہ سے کہتے
ہین کہ جامع ترمذی مجتہد کے لیئے کافی اور تقلید کرنیوالے
کے حق مین بس ہے۔

اور ان لوگونکے مقابل زمانہ مالک و سفیان مین اور بعد
انکے کچھ ایسے لوگ تھے کہ مسایل کو مکروہ نہ جانتے تھے اور نہ
فتوی دینے سے ڈرتے تھے او کہتے تھے کہ دین کی بنا فقہ
پر ہے اسی وجہ سے اُسکا شایع کرنا ضروری ہی اور حدیث پیغمبر صلعم
کی روایت کرنے اور آپکی طرف مرفوع کرنے سے ڈرتے تھے
یہانتک کہ شعبی نے کہا کہ جو لوگ بعد پیغمبر صلعم کے ہین اُنپر
حدیث کا موقوف ہونا ہمارے نزدیک زیادہ محبوب ہی
کیونکہ اگر حدیث مین زیادتی یا کمی ہو تو وہ اُسی پر رہے
گی پیچھے پیغمبر صلعم کے ہی اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ قول عبد اللہ
کا اور قول علقمہ کا ہمکو زیادہ محبوب ہی اور ابن مسعود
جب رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرتے تو انکا چہرہ
ہیبت سے متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہ یہی طرح فرمایا ہے
یا اسکے قریب یہی الفاظ ہین یا مانند انکے۔ اور عمر فاروق
نے جب ایک قوم کو انصار مین سے کوفہ کی طرف روانہ
کیا تو فرمایا کہ تم کوفہ مین ایسی قوم کے پاس جاتے
کہ قرآن پڑھکر آواز سے روتے ہین وہ تمہارے
پاس آئین گے اور کہین گے کہ اصحاب محمد صلعم آ

على انه فى نفسه متصل صحيح فان مثله
انما يصار اليه عند التعارض وكقولهم
فلان احفظ الحديث فلان من غيره
فيرجحون حديثه على حديث غيره لذلك
وان كان فى الاخر الف وجه من الرجحان وكان
اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى
برءوس المعانى دون الاعتبارات التى
يعرفها المتعمقون من اهل العربية
فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم
كلمة وتاخيرها ونحو ذلك من التعمق
فكثيرا ما يعبر الراوى الاخر عن تلك
القصة فياتى مكان ذلك الحرف بحرف
اخر والحق ان كلما ياتى به الراوى فظاهره انه كلام
النبى صلى الله عليه وسلم فان ظهر حديث او دليل اخر وجب
ولا ينبغى لمخرج ان يخرج قولا لا يفيده
نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف
والعلماء باللغة ويكون بناء على تخريج مناط
او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه
اهل الوجوه وتتعارض الاراء ولو ان اصحابه سئلوا
عن تلك المسئلة ربما لم يحملوا النظير على النظير
لمانع وربما ذكروا علة غير ما خرجه
هو وانما جاز التخريج

حالانکہ وہ حدیث بذات خود متصل صحیح ہی اور اس جیسے
بات یعنی شبہہ انقطاع کیطرف صرف تعارض کی وقت جایا
کرتے ہین - اور مثلاً محدثین کا یون کہنا کہ فلان شخص کو فلان
کی حدیث بہ نسبت غیر کے زیادہ یاد ہی اسوجہ سے اول کی حدیث
کو دوسرے کی حدیث پر ترجیح دیتے ہین اگرچہ دوسرے مین ہزار
وجہ سے ترجیح ہو - اور سب راویونکا اہتمام روایت بالمعنی کرنے
کے وقت اصل معنی پر ہوتا تھا نہ اون اعتبارات پر کہ
اہل عربیت کی تکلف کرنیوالے اونکو جانتے ہین مثلاً حرف فا
اور واو اور ایک کلمہ کی تقدیم و تاخیر وغیرہ سے حجت پکڑنا داخل
تکلف ہی کیونکہ اکثر دوسرا راوی اوسی قصہ کو بیان کرتا ہی
اور اوس حرف کی جگہ دوسرا حرف لاتا ہی - اور سچ یہ ہی کہ جو
کچھ راوی ذکر کرتا ہی ظاہر یہی ہی کہ وہ پیغمبر صلعم کا کلام ہی تو اگر
دوسری حدیث یا دوسری دلیل ظاہر ہو تو اوسکی طرف
رجوع کرنا واجب ہی -
اور تخریج والیکو مناسب نہین کہ ایسا قول نکالے کہ جو اوسکے استاد
کے کلام کا مقصود نہو اور نہ اوس کلام سے عرف والے اور لغت دان اوس
قول کو سمجھین اور تخریج مناط کر بنا یا نظیر مسالہ کو مسالہ پر محمول
کرنا ایسا ہو جسمین ارباب علم اختلاف رکھتے ہون اور رائین ایک
دوسرے کے مخالف ہون اور اگر بالفرض اوسکی اوستادون سے یہی مسالہ
پوچھا جاتا تو شاید کسی مانع کی جہت سے وہ نظیر کو نظیر پر محمول نکرتے اور کبھی وہ
علت بتاتے کہ اوس علت کے سوا ہو جو اونکے نکالی ہی اور تخریج اسوجہ سے جائز ہوئی

ل جب کسی اصل فرع مین حکم کے ثابت کرنیکو دونون مین کوئی وصف مشترک دیکھا جاتا ہی علت بنانا ہین اسی علت کو مناط کہتے ہین ۱۲

فمنهم من يقل من ذا ويكثر من ذلك و
منهم من يكثر من ذا ويقل من ذلك فلا ينبغي
ان يهمل امر واحد منهما بالمرة كما يفعله عامة
الفريقين وانما الحق البحت ان يطابق احدهما
بالاخر وان يجبر خلل كل بالاخر وذلك قول
الحسن البصري سنتكم والله الذي
لا اله الا هو بينهما بين الغالي والجافي
فمن كان من اهل الحديث ينبغي له ان يعرض
ما اختاره وذهب اليه على رأي المجتهدين
من التابعين ومن بعدهم ومن كان من
اهل التخريج ينبغي له ان يحصل من السنن
ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن
ان يقول برأيه فيما فيه حديث او اثر بقدر
الطاقة ولا ينبغي لمحدث ان يتعمق في
القواعد التي احكمها اصحابه
وليست مما نص عليه الشارع فيرد به
حديثا او قياسا صحيحا كرد ما فيه ادنى
شائبة الارسال والانقطاع كما
فعله ابن حزم رد حديث تحريم
المعازف لشائبة الانقطاع
في رواية البخاري

٥٠

[illegible]

[illegible]

بعضے کلام فقہا کو کم لیتے اور حدیث کو زیادہ اور بعض کو
فقہا کو زیادہ لیتے اور حدیث کو کم پس یون مناسب نہین
کہ ان دونو طریق مین سے ایک کو بالکل چھوڑ دین جیسے کہ دو
فریق کے عوام کرتے ہین بلکہ حق خالص یہہ ہی کہ ایک
دوسرے سے مطابق کرین اور ایک کی کسر دوسرے سے مٹادین
یہی مراد اس قول حسن بصری رحمہ اللہ کی ہی کہ قسم اوس خدا پاک
کہ کوئی معبود برحق اوسکے سوا نہین کہ تمہاری سنت [illegible]
کی درمیان ہی یعنی غلو کرنیوالے اور جفا کار کے درمیان [illegible]
یہ کہ اہل حدیث کو چاہیے کہ جس چیز کو خود اختیار کیا ہو او
مذہب بنایا ہو اوسکو تابعین اور اونکے بعد کے مجتہدونکی رای
پیش کرے اور اہل تخریج کو چاہیے کہ احادیث مین سے وہ [illegible]
بہم پہونچاوے کہ جسکے سبب سے حدیث صحیح کی صریح مخالفت سے بچے
اور جس باب مین کہ حدیث یا اثر موجود ہو اوسمین اپنی [illegible]
بہر رای لگانے سے احتراز کرے - اور کسی محدث کو مناسب نہین
کہ اون قواعد کے استعمال مین جو محدثون نے مستحکم کیے
ہین اور شارع نے اونکے تصریح نہین کی اتنا مبالغہ کرے
کہ اوسکے سبب سے کسی حدیث یا قیاس صحیح کو نہ مانے مثلا نہ
ماننا اوس حدیث کا جس مین تھوڑا سا شک مرسل
ہونے اور منقطع ہونے کا ہو جیسے ابن حزم نے کہ
کہ حدیث حرمت باجے گاجے کے نہین مانے اسواسطے
کہ بخاری کی روایت مین منقطع ہونیکا احتمال ہے

ووجدت هذين الفريقين على ما بينهم
من التداني في المحلين والتقارب في المنزلين
وعموم الحاجة من بعضهم الى بعض
وشمول الفاقة اللازمة لكل منهم الى صاحبه
اخوانا متهاجرين على سبيل الحق بلزوم
التناصر والتعاون غير متظاهرين فاما
هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر
فان الاكثرين منهم انما كدهم الروايات
وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ
من الحديث الذي اكثره موضوع او
مقلوب لا يراعون المتون ولا يتفهمون
المعاني ولا يستنبطون سرها ولا يستخرجون
ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء
وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن
ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون
وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى
وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرجون
من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من
سقيمه ولا يعرفون جيده من رديه ولا يعبأون بما بلغهم
منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق مذاهبهم
التي ينتحلونها ووافق آراءهم التي يعتقدونها
وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم

اور بیچ ان دونوں فرقوں کے جنکے مرتبے ایسے پاس پاس اور نسبت
ایسے قریب اور حاجت ایک کو دوسرے کو عام اور ضرورت
ہر ایک کی دوسرے کو لگی ہوئی ہے ایسے بھائی پائے گئے آپس مین
مدد اور اعانت کرنیکو جو راہ حق مین لازم ہے چھوڑے ہوئے ہین
ایک دوسرے کی پشتی نہین کرتے طبقہ اہل حدیث و اثر کا حال
یہ ہے کہ اونمین اکثر کی کوشش روایتون کا بیان کرنا اور سندونکو
اکٹھا کرنا اور غریب و شاذ کو اوس حدیث سے تلاش کرنا
ہے جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہے یہ لوگ نہ الفاظ حدیث کا
لحاظ کرین اور نہ معانی کو سمجھین اور نہ اونکی راز کو استنباط
کرین اور نہ اونکے دفینہ اور فقہ کو نکالین اور بعض اوقات
فقہا پر عیب لگا دین اور طعن سے اونکو برا کہین اور اون پر
مخالفت سنت کا دعوی کرین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر
علم فقہا کو دیا گیا وہ خود اوس سے قاصر ہین اور فقہا کو برا کہنے
سے گنہگار ہوتے ہین اور دوسرے طبقہ اہل فقہ و نظر کا
یہ حال ہے کہ اونمین سے اکثر حدیث کی طرف کمتر ہی
میل کرتے ہین نہ صحیح کو ضعیف سے جدا کرین اور
نہ کھرے کو کھوٹے سے پہچانین اور جو حدیث اونکو پہنچتی ہے
اوس سے مخالف پر حجت لانیکی پروا نہین کرتے بشرطیکہ
جن مذاہب کے وہ پابند ہین حدیث مذکور اونکے موافق
ہو اور نیز اونکے رایون کے مطابق جنکے وہ معتقد
ہین اور آپس مین اس قرارداد پر اصطلاح ٹھہرائی

لانه فی الحقیقة من تقلید المجتهد
ولا یتم الا فیما یفهم من کلامه ولا
ینبغی ان یرد حدیثا او اثرا تطابق علیه
القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه
کرد حدیث المصراة وکاسقاط سهم
ذوی القربی فان رعایة الحدیث
اوجب من رعایة تلك القاعدة
المخرجة والی هذا المعنی اشار الشافعی
حیث قال مهما قلت من قول او
اصلت من اصل فبلغ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
خلاف ما قلت فالقول ما قال صلی الله علیه وسلم
ومن شواهد ما نحن فیه ما صدر به الامام
ابو سلیمان الخطابی کتاب معالم السنن حیث قال
رایت اهل العلم فی زماننا قد حصلوا حزبین
وانقسموا الی فرقتین اصحاب حدیث واثر واهل فقه
ونظر وکل واحد منهما لا تتمیز عن اختها فی
الحاجة ولا یستغنی عنها فی درك ما نحوه من
البغیة والارادة لان الحدیث بمنزلة
الاساس الذی هو الاصل والفقه بمنزلة البناء
الذی هو له کالفرع وکل بناء لم یوضع علی قاعدة
واساس فهو منهدم وکل اساس خلا عن بناء وعمارة فهو قفر وخراب

کہ حقیقت مین مجتہد ہی کی تقلید ہی اور تخریج پوری وہی ہوتی ہی
کہ مجتہد کی کلام سی سمجھی جاوے - اور نیز تخریج والیکو مناسب نہین کہ
اوس قاعدہ کیوجہ سی جسکو خود اوسنے اور اوسکے اساتذہ نی نکالا ہی
کسی حدیث یا اثر کو جسپر قوم کا اتفاق ہی رد کرے جیسے رد کرنا
حدیث مصراۃ کا اور جیسے ساقط کرنا حصہ ذوی القربی کا کیونکہ
حدیث کی رعایت واجب تر ہی بہ نسبت رعایت اوس قاعدہ
نکالی ہوئے کے اور امام شافعی نی اسی بات کیطرف اشارہ
کیا ہی جہان کہا ہی کہ جو کوئی قول مینے کہا ہی یا کوئی اصل مقرر
کی ہی اور خلاف میرے قول کے رسول خدا صلعم سی پہونچے تو قول
وہی ہی جو آنحضرت صلعم نے فرمایا - اور جس بات کو
ہم کہہ رہے ہین اوسکا ایک شاہد وہ کلام ہی جس سے
امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب معالم السنن کو
شروع کیا ہی وہ یون کہتے ہین -
مینے اہل علم کو اپنے زمانے مین دیکھا کہ دو جماعتین ہو گئین
اور دو فرقون مین منقسم اول اصحاب حدیث و اثر دوم
ارباب فقہ و نظر اور ان دونو مین ہر واحد اپنی حاجت مین
دوسرے سے جدا نہین اور نہ اپنا مقصود حاصل کرنے مین اوس سے
بے پروا اسلئے کہ حدیث بجائے نیو کے ہی جو اصل ہی اور فقہ بجائے
عمارت کے ہی جو اصل کیلئے بجائے شاخ کے ہی اور جو عمارت
کسی نیو کی جڑ پر نہین رکھی جاتی وہ منہدم ہوتی ہی
اور جو بنیاد عمارت سی خالی ہوتی ہی وہ بیابان اور ویران ہی

على رواية المزني والربيع بن سليمان
المرادي فاذا جاءت رواية حرملة
والبحتري وامثالهما لم يلتفتوا اليها
ولم يعتدوا في اقاويله على هذا عادة كل
فرقة من العلماء في احكام مذاهب ائمتهم
واستاذيهم فاذا كان هذا دابهم وكانوا
لا يقتنعون في امر هذه الفروع وروايتها عن
هؤلاء الشيوخ الا بالوثيقة والثبت فكيف
يجوز لهم ان يتساهلوا في الامر الاهم والخطب
الاعظم وان يتواكلوا الرواية والنقل
عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب
حكمه اللازمة طاعته الذي يجب علينا
التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث
لا نجد في انفسنا حرجا مما قضاه ولا في
صدورنا غلا من شيء ابرمه وامضاه أرأيتم
اذا كان للرجل ان يتساهل في امر نفسه
ويسامح غرماءه في حقه فياخذ منهم
الزيف ويغضي لهم عن العيب هل يجوز له ان
يفعل ذلك في حق غيره اذا كان نائبا عنه كولي
الضعيف ووصي اليتيم ووكيل الغائب وهل يكون
ذلك منه اذا فعله الا خيانة للعهد واخفارا للذمة

صرف مزنی اور ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت کو
معتبر سمجھتے ہین اور اگر کوئی روایت حرملہ و بحتری اور اون
جیسے لوگونکی آوے تو اوسکی طرف التفات نہین کرتے اور
نہ اقوال شافعی مین اوسکو شمار کرین اسیطرح علما کی
ہر فرقہ کی عادت اپنے امامون اور اوستادونکی احکام مین ہی
اور جس صورت مین کہ ان لوگونکا دستور اور قاعدہ ان فروعات
کی معاملہ مین اور اپنے اوستادونسے انکے مروی ہونے مین یہ ہی کہ
بدون اعتماد اور پختگی کے اکتفا نہین کرتے تو اونکو کیسے جایز ہوگا
کہ امر ضروری اور بہاری کام مین سستی کرین اور روایت
اور نقل امامونکی امام اور رسول رب العزت کو دوسرونپر
چھوڑین جس رسول کی حکم کو ماننا اور اونکی فرمانبرداری ہمپر
ایسی طرح واجب ہی کہ جس بات کا وہ حکم کردین اوسسے اپنے
دلونمین تنگی نپائین اور جس حکم کو وہ نافذ اور جاری فرمائین
اوسسے ہمارے سینونمین کچھ کینہ نہو۔ بھلا دیکھو تو جب آدمی
اپنے معاملہ مین سستی کرے اور اپنے قرضخواہونسے اپنے حق مین چشم
پوشی کرے یعنی اونسے کہوٹے دام قرض لے اور انکے عیب دار دام اونکو
ادا کرے تو ایسے آدمی کو کہین جایز ہی کہ یہ بات دوسرے کے
حق مین کرے جسکی طرفسے نائب ہو مثلاً کسی ضعیف کا
ولی اور یتیم کا وصی اور غایب کا وکیل ہو یہ بات
اوسکو ہرگز جایز نہوگی اور اگر ایسا کریگا تو بجز اسکے کہ یہ فعل
عہد مین خیانت کرنا اور ذمہ کو توڑنا ہو اور کیا ہوگا۔

في قبول الخبر الضعيف والحديث المنقطع
اذا كان ذلك قد اشتهر عندهم
وتعاورته الالسن فيما بينهم من غير تثبت
فيه او يقين علم به فكان ذلك
زلة من الرأي وعثاء فيه وهؤلاء وفقنا
الله واياهم لو حكي لهم عن واحد من رؤساء
مذاهبهم وزعماء نحلهم قول يقوله باجتهاد
من قبل نفسه طلبوا فيه الثقة واستبرؤا
له العهدة فتجد اصحاب مالك لا يعتمدون
في مذهبه الا ما كان من رواية ابن القاسم
والاشهب وضربائهما من نبلاء اصحابه
فاذا جاءت رواية عبد الله بن عبد الحكم
واضرابه لم يكن عندهم طائلا وترى اصحاب
ابي حنيفة لا يقبلون من الرواية عنه الا ما حكاه
ابو يوسف ومحمد بن الحسن والعلية
من اصحابه والاجلة من تلامذته
فان جاءهم عن الحسن بن زياد
اللؤلؤي وذونه رواية قول
بخلافه لم يقبلوه ولم يعتمدوه
وكذلك تجد اصحاب الشافعي
انما يعولون في مذهبه

کہ خبر ضعیف اور حدیث منقطع اوسوقت پذیرا ہوگی کہ ہمارے
اصحاب کے پاس مشہور اور اونکے درمیان زبانون پر مذکور
ہو گو کوئی پختگی یا علم یقین اوسمین نہو تو یہ اصطلاح
رائے کے لغزش اور جہالت ہی - اور اگر ان لوگونکے سامنے
خدا ہمکو اور اونکو توفیق عنایت فرماوے اونکے مذہب کے کسی پیر
اور ملت کے کسی عظیم کا ایسا قول نقل کیا جاوے کہ اونہون خاص
اپنے اجتہاد سے اوسکو کہا ہو تو اوسمین راوی ثقہ کی
تفتیش کرتے ہین اور اوس سے بری الذمہ ہوا چاہتے ہین
مثلاً مالکیون نکو دیکھو گے کہ امام مالک کے مذہب
مین وہی معتبر جانینگے جو ابن قاسم اور اشہب اور اون
جیسے بڑے بڑے اصحاب مالک کی روایت ہو اور اگر کوئی
روایت عبد اللہ بن عبد الحکم اور اوسکے ہمسرونکے آجاوے
تو اونکے نزدیک معتبر نہوگی - اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ
کے تابعین وہی روایت امام کی قبول کرتے ہین جسکو
ابو یوسف اور محمد بن حسن اور امام کے بڑے شاگردون
اور جلیل تلامذہ نے نقل کیا ہو اور اگر اونکے پاس
کوئی روایت حسن بن زیاد لؤلؤی اور اوس سے
کمتر شخص کے آوے جو پچھلی روایت کے خلاف ہو
تو اوس کو پذیرا اور معتمد نرکھین گے - اور
ایسے ہی امام شافعی کے تابعین کو
دیکھو گے کہ شافعی کے مذہب مین

والله المستعان انتهى كلام الخطابي

باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبيان
سبب الاختلاف بين الأوائل والأواخر
في الانتساب إلى مذهب من المذاهب وعدمه وبيان
سبب الاختلاف بين العلماء في كونهم من
أهل الاجتهاد المطلق أو أهل الاجتهاد في المذهب
والفرق بين هاتين المنزلتين

واعلم أن الناس كانوا في المائة الأولى
والثانية غير مجمعين على التقليد لمذهب واحد
بعينه قال أبو طالب المكي في قوت القلوب
إن الكتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات
الناس والفتيا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ
قوله والحكاية له في كل شيء والتفقه على مذهبه
لم يكن الناس قديما على ذلك في القرنين الأول
والثاني انتهى بل كان الناس على درجتين
العلماء والعامة وكان من خبر العامة أنهم كانوا
في المسائل الإجماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين
أو بين جمهور المجتهدين لا يقلدون إلا صاحب الشرع
وكانوا يتعلمون صفة الوضوء والغسل وأحكام
الصلاة والزكاة ونحو ذلك من آبائهم أو معلمي بلدانهم
فيمشون على ذلك وإذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها

اور اب خدا ہی سے مدد درکار ہی پورا ہوا کلام خطابی کا

باب اون لوگونکے حال کے ذکر مین جو چوتھی صدی
سے پیشتر ہوئی اور اوس اختلاف کی سببکے بیان مین جو
پہلون اور پچھلون مین کسی مذہب کیطرف منسوب ہونے
اور نہونے مین ہوا اور نیز علما کی اوس اختلاف کے سببکے
بیان مین کہ بعض مجتہد مطلق ہوئے اور بعض مجتہد فی المذہب
اور ان دونو مرتبون کے فرق کے ذکر مین۔

جاننا چاہئے کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ
ایک مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے چنانچہ ابو طالب
مکی نے قوت القلوب مین کہا ہی کہ کتابین اور مجموعے سب
نئی نکلی ہوئی ہین اور لوگونکے اقوال کا بیان کرنا اور ایک
شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر
چیز مین اوسکی نقل کرنی اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا اول
اور دوم دو قرنون مین لوگونکا دستور نتھا تمام ہوا قول ابو طالب کا۔
بلکہ لوگ اوسوقت دو طرح پر تھے علما اور عوام۔ عوام کا یہ حال
تھا کہ مسایل اتفاقیہ مین جنمین مسلمانونکے اندر یا جمہور مجتہدین
کے درمیان اختلاف نتھا بجز شارع کے اور کسی کی تقلید نہین کرتے
اور کیفیت وضو اور غسل کی اور نماز اور زکوۃ وغیرہ کے
احکام اپنے باپ دادون یا اپنے شہرونکے پڑہانیوالون سے
سیکہلیتے تھے اور اوسی پر چلتے تھے اور جب کوئی حادثہ
اجنبی واقع ہوتا اوسکے بارہ مین جس مفتی کو پاتے

فهذا هو ذلك اما عيان جسر واما عيار مثل
ولكن اقواما عمساعلها استوعروا طريق الحق
واستطالوا المدة فى ذلك الخلق واحبوا عجالة
النيل فاختصروا طريق العلم واقتصروا على
وحروف منتزعة من معانى اصول
الفقه سموها عللا وجعلوها شعارا
لانفسهم فى الترسم برسم العلم واخذوها
جنة عند لقاء خصومهم ونصبوها دريئة
للخوض والجدال يتناظرون بها ويتلاطمون
عليها وعند التصادر عنها قد حكم للغالب
بالحذق والتبريز فهو الفقيه المذكور فى
عصره والرئيس المعظم فى بلده ومصره هذا
وقد دس لهم الشيطان حيلة لطيفة وبلغ منهم
مكيدة بليغة فقال لهم هذا الذى فى ايديكم علم
قصير وبضاعة مزجاة لا تفى بمبلغ الحاجة والكفاية
فاستعينوا عليه بالكلام وصلوه بالمقطعات
منه واستظهروا باصول المتكلمين
يتسع للمرء مذهب الخوض ومجال النظر فصدق
عليهم ابليس ظنه واطاعه كثير منهم واتبعوه
الا فريقا من المؤمنين فيا للرجال والعقول ان
يذهب بهم وانى يخدعهم الشيطان عن حظهم وموضع رشدهم

پس یہ صورت وہی ہی خواہ آنکھ سے دیکھو یا دل سے پرکھو
لیکن کچھ لوگون نے شاید طریق حق کو مشکل جانا اور بہرہ وافی
پانیکی مدت دراز سمجھی اور مقصود حاصل کرنمین جلدی سے
کی اس غرض سے طریق علم کو مختصر کیا اور چند امور پر اکتفا کیا اور
کچھ باتین معانی اصول فقہ سے نکال کر اونکا نام علل رکھا
اور علم کی پانچون سوارونمین داخل ہونے کے لئے ان باتونکو اپنی
پہچان مقرر کی اور مخالفونکے مقابلہ کیوقت اونکو سپر کیا اور جنگ و
جدال مین اونکو ٹٹی بنایا کہ اون ہی سے باہم مناظرہ کرتے ہین اور
اون ہی پر دھینگا دھینگی ہوتی ہی اور ان باتونکے مناظرہ سی پہرنے
کیوقت جو غالب رہتا ہی اوسپر زیرکی اور فوقیت کا حکم لگتا ہی
یعنی اپنے وقت مین فقیہ مشہور اور اپنے شہر مین بڑا رئیس وہی ہی
اور اسیطرح یہ ہی کہ شیطان نے چپکے سے ایک لطیف حیلہ اونکے
لئے نکالا اور اونسے بڑا داؤ کھیلا یعنی اونسے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے
یہ علم کم اور متاع کاسد ہی حاجت اور کفایت کو وافی
نہین اسپر علم کلام کی مدد لو اور کچھ علم کلام اسمین
گانٹھو اور متکلمین کے اصول سے قوت بہم پہونچاؤ تاکہ
آدمی کو غور کی راہ اور فکر کی جولان گاہ کھلے غرض کہ شیطان
نے اپنا خیال اونپر سچا کر دیا اور مومنونکی ایک فریق کے
سوا بہتون نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی ہمکو مردون
اور اونکی عقلونسے حیرت ہی کہ شیطان اونکو کہان لئے جاتا ہی
اور بہرہ وافی اور مقام ہدایت سے کہان بہکاتا ہے —

كحال الامامين القريبين ابي يوسف
ومحمد بن الحسن ومنهم من حصل له من
معرفة القرآن والسنن ما يتمكن به من معرفة
رؤس الفقه وامهات مسائله بادلتها التفصيلية
وحصل له من غالب الرأي ببعض المسائل الاخرى من
ادلتها وتوقف في بعضها واحتاج في ذلك الى مشاورة
العلماء لانه لم تتكامل له الادوات كما تتكامل
للمجتهد المطلق فهو مجتهد في البعض غير مجتهد في
البعض وقد تواتر عن الصحابة والتابعين انهم كانوا
اذا بلغهم الحديث يعملون به
من غير ان يلاحظوا شرطا وبعد
المائتين ظهر فيهم التمذهب
للمجتهدين باعيانهم وقل من
كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه
وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان وسبب
ذلك ان المشتغل بالفقه لا يخلو عن حالتين
احدهما ان يكون اكبر همه معرفة المسائل
التي قد اجاب فيها المجتهدون من قبل من
ادلتها التفصيلية ونقدها وتنقيح مأخذها
وترجيح بعضها على بعض وهذا امر جليل لا يتم
له الا بامام يتاسى به قد كفي مؤنة فرش المسائل

جیسے حال دو اماموں پیشوا ابو یوسف اور محمد بن حسن
کا ہی۔ دوسرے وہ عالم تھے جنکو قرآن اور حدیث سے اسقدر
معلوم تھے کہ اوس سے فقہ کی جڑ اور اوسکی اصلی مسائل
تفصیلی دلیلونکے ساتھ پہچان سکین اور بعض مسائل
پر دلیل کے ساتھ غالب راے حاصل ہو جاوے اور
بعض مسایل مین توقف کرین اور علما کے مشورہ
کے محتاج ہون کیونکہ اونکے پاس کوئی سامان نہین جیسے
مجتہد مطلق کے پاس ہوتے ہین تو اس قسم کے عالم بعض
مسایل مین مجتہد اور بعض مین غیر مجتہد ہوے اور صحابہ
اور تابعین سے بتواتر ثابت ہی کہ جب انکو کوئی حدیث پہونچتی
تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوس پر عمل کر لیتے اور بعد
دو صدیونکے لوگونمین معین مجتہدونکا مذہب اختیار کرنا
ظاہر ہوا اور ایسی کم آدمی تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر
اعتماد نہ رکھتے ہون اور اوس وقت مین پابندی مذہب
معین کی واجب ہو گئی اور اوسکا سبب یہ ہی کہ فقہ
مین مشغول ہونیوالا دو حال سے خالی نہین۔
اول یہ کہ اوسکا بڑا مطلب اون مسائل کا پہچاننا ہو جنکا
جواب پیشتر تفصیلی دلیلونسے مجتہد دے چکے ہین اور نیز اون مسائل
کا پرکھنا اور اونکی ماخذ کی تحقیق اور اونمین سے بعض کو بعض پر ترجیح
دینا منظور ہو اور یہ کام ایسا بڑا ہی کہ بدون اقتدا کسی ایسے
امام کی اوس سے بن نہین سکتا جنے مسائل کے پھیلانے

من غير تعيين مذهب قال ابن الهمام في
التحرير كانوا يستفتون مرة واحداً و
مرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحداً هم
واما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم
من امعن في تتبع الكتاب والسنة والآثار
حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل
ملكة ان ينتصب مفتيا في الناس يجيبهم
في الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه
اكثر مما يتوقف فيه ويختص باسم المجتهد
المطلق وهذا الاستعداد يحصل تارة
باستفراغ الجهد في جمع الروايات فانه ورد
كثير من الاحكام في احاديث وكثير منها في
آثار الصحابة والتابعين وتبع التابعين
مع ما لا ينفك عنه العاقل العارف باللغة من معرفة
مواقع الكلام وصاحب العلم بالآثار من معرفة
طرق الجمع بين المختلفات وترتيب الدلائل ونحو
ذلك كحال الامامين القدوتين احمد بن محمد بن
حنبل واسحق بن راهويه وتارة باحكام
طرق التخريج وضبط الاصول المروية في
كل باب باب عن مشائخ الفقه من الضوابط
والقواعد مع جملة صالحة من السنن والآثار

بدون تعیین مذہب کے پوچھ لیتے - ابن ہمام نے تحریر مین
کہا ہی کہ کبھی ایک شخص سے پوچھتے اور کبھی دوسرے سے
التزام ایک مفتی کا نکرتے فقط - اور علما دو قسم کے تھے
ایک وہ عالم جنہونے قرآن حدیث اور آثار کی جستجو مین
اتنا غور کیا کہ اُنکو بالقوۃ جسکو بالفعل کہنا چاہئے ایسے
استعداد حاصل ہوگی کہ لوگونین مفتی مقرر ہوجائین
کہ اکثر معاملات مین اُنکو جواب دینے اسطرحپر کہ جواب دینا
توقف کرنیکے نسبت زیادہ ہو یہ لوگ مجتہد مطلق کی
نام سے خاص تھے اور یہ استعداد کبھی اسطرح حاصل
ہوتی ہی کہ روایتونکے جمع کرنے مین خوب کوشش کیجائے
کیونکہ بہت سے احکام احادیث مین ہین اور بہت سے
آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین اسکے ساتھ
ہی یہ ہو کہ عاقل زبان دان موقع کلام کو اور آثار
کا جاننے والا طریق مطابقت مختلف حدیثونکے درمیان
اور ترتیب دلایل وغیرہ کو برابر پہچان لیتا ہی جیسے
دو امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ
کا حال ہی اور کبھی استعداد مذکور تخریج کے طریقونکو
مستحکم کرنے اور اون ضوابط اور قواعد کو یاد کرنیسے
ہوتی ہی جو ہر باب مین جدا جدا فقہ کے مشایخ
سے مروی ہین جنکے ساتھ سنن اور
آثار کا ایک لایق مجموعہ محفوظ ہو

قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب
فيه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب
وثانيهما ان يكون اكبر همه معرفة
المسائل التي يستفتيه المستفتون
مما لم يتكلم فيه المتقدمون وحاجته
الى امام يأتسي به في الاصول
الممهدة في كل باب باب اشد
من حاجة الاول لان مسائل الفقه
متعانقة متشابكة فروعها
يتعلق بامهاتها فلو ابتدأ هذا بنقد
مذاهبهم وتنقيح اقوالهم كان
ملتزما لما لا يطيقه ولا يتفرغ منه
طول عمره فلا سبيل له الى ما يهمه
الا ان يحمل النظر فيما سبق فيه ويتفرغ
للتفاريع وقد يوجد لمثل هذا
استدراكات على امامه بالكتاب والسنة
وآثار السلف والقياس لكنها قليلة في جنب
الموافقات وهذا هو المجتهد في المذهب واما الحالة
الثالثة وهي ان يستفرغ جهده اولا في معرفة
ادلة ما سبق اليه ثم يستفرغ جهده ثانيا في
التفريع على ما اختاره واستحسنه

جنکا جواب پہلے ہو چکا ہی کم ہوتے ہین اور ایسا
شخص مجتہد مطلق منتسب ہی- دوسرا حال مشغول
بفقہ کا یہ ہی کہ اوسکی بڑی غرض اون مسائل کا
پہچاننا ہو جنکو فتوی پوچھنے والے دریافت کرتے ہین
جنمین پہلے لوگون نے کچھ نہین کہا اور اس شخص
کو بہ نسبت پہلے شخص کے ایک ایسے امام کی سخت ضرورت
ہی کہ اوسکا اقتدا اون اصول مین کرے جو ہر ہر باب مین
مرتب ہو چکی ہین کیونکہ فقہ کے مسائل ایک دوسرے سے مخلوط اور
جال کیطرح ہین اور اونکی فروع اپنی اصول سے وابستہ ہین
تو اگر یہ شخص پرکھنا اونکے مذاہب کا اور تنقیح انکے اقوال کی
از سر نو شروع کرتا تو ایسی چیز اپنے ذمہ لیتا جسکی طاقت اوسکو
نتھی اور نہ ساری عمر اوس سے فارغ ہوتا اسلئے اوسکو اپنی مطلوب
کی راہ بجز اسکے نہین کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے ہین تو انپر
غور کرے اور تفریعات کیلئے فارغ ہو بیٹھے اور بعض اوقات ایسا
شخص بھی قرآن اور حدیث اور آثار سلف اور قیاس سے اپنے
امام کا خلاف کرتا ہی لیکن اوسکے خلافی مسائل بہ نسبت
موافق مسائل کے کم ہوتے ہین اور یہ شخص مجتہد فی المذہب ہے
اور تیسری حالت یہ ہی کہ عالم اول ہمہ تن کوشش
اس بات مین کرے کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے
ہین اونکی دلیلین پہچانے دوسرے کمائینی کوشش کرے
کہ جس بات کو مختار اور اچھا سمجھا ہے اوسپر تفریع نکالے

وایراد الدلائل فی کل باب باب فیستعین
به فی ذلك ثم یشتغل بالنقد والترجیح
ولولا هذا الامام صعب علیه ولا معنی
الارتکاب امر صعب مع امکان الامر
السهل ولابد لهذا المقتدی ان یحسن
شیئا مما سبق الیه امامه ویستدرك
علیه شیئا فان کان استدراکه
اقل من موافقته عد من اصحاب
الوجوه فی المذهب وان کان
اکثر لم یعد تفرده وجها
فی المذهب وکان مع
ذلك منتسبا الی صاحب المذهب
فی الجملة ممتازا عمن ایتسی بامام آخر
فی کثیر من اصول مذهبه
وفروعه ویوجد لمثل هذا
بعض مجتهدات لم یسبق
بالجواب فیها اذ الوقایع
متتالیة والباب مفتوح
فیاخذها من الکتاب والسنة
واثار السلف من غیر اعتماد
علی امامه ولکنها

اور دلائل لانیکی مشقت سی ہر ہر باب مین فارغ کر دیا ہو
تاکہ وہ اس باب مین اوس امام کی قول سے مدد لی پھر
پرکھنے اور ترجیح مین مشغول ہو اور اگر بالفرض یہ امام نہوتا تو
اوسپر یہ امر دشوار ہوتا اور ظاہر ہی کہ سہل بات ممکن ہوتے ہوئے
دشوار کام کو اختیار کرنا بے فائدہ ہی اور ضرور ہی کہ یہہ
مقتدی اون باتون مین سے کہ اوسکا امام پہلے کہہ چکا ہی کچھہ
باتونکو اچھا کہے اور کچھہ مین اوسکا خلاف کرے اگر اوسکا
خلاف بہ نسبت موافقت کے کم ہوگا تو یہ شخص مذہب
مین اصحاب وجوہ مین سے شمار کیا جائیگا اور اگر خلاف زیادہ
ہوگا تو اوسکا تنہا ہونا مذہب مین وجہ نگنی جائیگی
اور باوجود اسکے فی الجملہ صاحب مذہب کی طرف
منسوب رہیگا اور اون لوگون سے جنہون نے
دوسرے امام کا اقتدا اوس کے مذہب کے بہت سی
اصول اور فروع مین کیا ہو ممتاز رہیگا اور
اس جیسے شخص کے بعض اجتہادی مسائل ایسے
پائے جائینگے کہ اونکا جواب پہلے نہوا ہو کیونکہ
معاملات پیاپے ہوتے رہتے ہین اور اجتہاد کا
دروازہ کھلا ہوا ہی ایسے مسائل کا جواب وہ
شخص قران اور حدیث اور آثار سلف سی بدون
اعتماد کے اپنے امام پر نکالتا ہے لیکن ایسے
مسائل بہ نسبت اون مسائل کے

وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله
تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث
يشعرون او لا يشعرون ومن شواهد
ما ذكرناه كلام الفقيه ابن زياد الشافعي
اليمني في فتاواه حيث سئل عن مسئلتين اجاب فيهما
البلقيني بخلاف مذهب
الشافعي فقال في الجواب انك
لا تعرف توجيه كلام البلقيني ما لم تعرف
درجته في العلم فانه امام مجتهد مطلق
منتسب غير مستقل من اهل التخريج والترجيح
واعني بالمطلق المنتسب من له اختيار وترجيح
يخالف الراجح في مذهب الامام الذي ينتسب اليه
وهذا حال كثير من جهابذة اكابر
اصحاب الشافعي من المتقدمين والمتاخرين
وسياتي ذكرهم وترتيب درجاتهم
وممن نظم البلقيني في سلك
المجتهدين المطلقين المنتسبين تلميذه
الولي ابو زرعة فقال قلت مرة لشيخنا الامام
البلقيني ما يقصر بالشيخ تقي الدين السبكي عن الاجتهاد
وقد استكمل آلته وكيف يقلد قال ولم اذكره انا شيخه
البلقيني استحياء منه لما اردت ان ارتب على ذلك

حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راز ہی کہ
اللہ تعالے نے علماکے دلمین ڈالا اور اوسپر اونکو متفق کیا
خواہ وہ اوسکو جانین یا نہ جانین اور ہماری تقریر کا
مؤید فقیہ ابن زیاد شافعی یمنی کا کلام اون کے فتاوی
مین ہی کہ جب ونسے دو مسالونکا حال پوچھا گیا جنھین
بلقینی نے مذہب شافعی کے خلاف جواب دیا تھا تو ابن
زیاد نے جواب مین تقریر ذیل لکھی۔
کہ جبتک تمکو بلقینی کا درجہ علم مین معلوم نہوگا تبتک اونکے کلام
توجیہ نسمجھوگے جان لو کہ بلقینی امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل
تخریج اور ترجیح والونمین سی ہین۔ اور میری غرض مطلق منتسب سے
وہ شخص ہی کہ جس امام کی طرف وہ منسوب ہی اوسکے مذہب مین اختیار
اور ترجیح رکھتا ہی کہ قول راجح کی مخالفت کری اور یہ حال بہت سے
بڑے بڑے علامہ اصحاب شافعی کا پہلون اور پچھلونمین سے ہی
اور اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب عنقریب آئیگی او
جن لوگون نے بلقینی کو مجتہد مطلق منتسب کے زمرہ مین داخل کیا
ہی اونمین سے بلقینی کا شاگرد ولی ابو زرعہ ہی۔ وہ کہتا ہی کہ مین نے
ایک بار اپنے اوستاد امام بلقینی سے کہا کیا وجہ ہی کہ شیخ تقی الدین
سبکی اجتہاد سے کوتاہی کرتے ہین حالانکہ مجتہد ہونیکا سامان
سب پورا کر لیا ہی تو وہ تقلید کیون کرتے ہین اور مین نے
مارے شرم کے خود اوستاد بلقینی کا نام نلیا کیونکہ مجھے
منظور تھا کہ اجتہاد نکرنے پر کچھ سخت بات مرتب کرونگا

فهي حالة بعيدة غير واقعة لبعد
العهد عن زمان الوحي واحتياج
كل عالم في كثير مما لابد له في
علمه الى من مضى من رواية الاحاديث
على تشعب متونها وطرقها ومعرفة
مراتب الرجال ومراتب صحة الحديث
وضعفه وجمع ما اختلف من الاحاديث
والاثار والتنبه لمأخذ الفقه
منها ومن معرفة غريب اللغة واصول
الفقه ومن رواية المسائل التي سبق
التكلم فيها من المتقدمين مع كثرتها
جدا وتباينها واختلافها ومن توجيه
افكاره في تمييز تلك الروايات
وعرضها على الادلة فاذا انفد عمره في
ذلك كيف يوفي حق التفاريع بعد ذلك
والنفس الانسانية وان كانت زكية لها حد
معلوم تعجز عما وراءها وانما كان هذا ميسرا
للطراز الاول من المجتهدين حين كان العهد
قريبا والعلوم غير متشعبة على انه لم يتيسر ذلك ايضا
الا لنفوس قليلة وهم مع ذلك كانوا مقتدين بمشايخهم
معتمدين عليهم ولكن لكثرة تصرفاتهم في العلم صاروا مستقلين

یہ حالت بعید از عقل اور غیر متحقق ہے اسلئے کہ وحی کا زمانہ
دور پڑ گیا اور ہر عالم کو بہت سی باتون مین کہ اوسکے علم
مین ضروری ہین سلف گذشتہ کی حاجت ہے مثلاً روایت
کرنا احادیث کا باوجود متفرق ہونے الفاظ اور اسناد اونکے
اور راویونکے مرتبونکا پہچاننا اور حدیث کے صحیح اور ضعیف
ہونیکے مراتب کو معلوم کرنا اور احادیث اور آثار مختلف مین
مطابقت دینا اور اونمین سے ماخذ فقہ پر واقف ہونا اور
مشکل الفاظ اور اصول فقہ کو پہچاننا اور اون مسائل کا روایت
کرنا جنمین پہلے لوگ کلام کر چکے ہین حالانکہ یہ مسائل
نہایت کثرت سے اور ایکدوسرے سے جدا اور مختلف ہین اور
اپنی فکرونکو ان روایات کے امتیاز کرنے اور دلیلون
پر پیش کرنے کیطرف متوجہ کرنا کہ اگر اپنی تمام عمر ان ہی
باتون مین صرف کرے تو اوسکے بعد تفریعات کا حق کیسے پورا
کریگا اور نفس انسانی کیلئے گو تیز فہم ہو ایک حد معین ہے کہ
اوس سے باہر عمل کرنے سے عاجز ہے ہان یہ بات مجتہدین نقش
اول کیلئے حاصل تھے کیونکہ وحی کا زمانہ قریب تھا اور علوم
بھی شاخ در شاخ تھے علاوہ اسکے اوسوقت مین بھی
صرف تھوڑے ہی شخصونکو میسر ہوئے ہوا اور وہ اشخاص
باانہمہ اپنے مشایخ کے مقتدی تھے اور اون ہی پر
اعتماد رکھتے تھے لیکن علم مین کثرت تصرفات
کی وجہ سے خود مستقل ہو گئے تھے

وقد كان المصنف يعني صاحب التنبيه من
الاجتهاد بالمحل الذي لا ينكر وصرح
غير واحد من الائمة بانه وابن الصباغ
وامام الحرمين والغزالي بلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق وما وقع في فتاوي ابن الصلاح
من انهم بلغوا رتبة الاجتهاد في المذهب
دون المطلق فمراده انهم كانت لهم درجة
الاجتهاد المنتسب دون المستقل وان
المطلق كما قرره في كتابه اداب الفتيا
والنووي في شرح المهذب نوعان
مستقل وقد فقد من رأس اربع مائة
فلم يمكن وجوده ومنتسب وهو باق الى ان تأتي
اشراط الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاعه
شرعا لانه فرض كفاية ومتى قصر اهل عصر حتى تركوه
اثموا كلهم وعصوا باسرهم كما صرح به الاصحاب
منهم الماوردي في الحاوي والروياني في البحر
والبغوي في التهذيب وغيرهم ولا يتأدى هذا الفرض
بالاجتهاد المقيد كما صرح به ابن الصلاح والنووي
في شرح المهذب والمسئلة مبسوطة في كتابنا
المسمى بالرد الى من اخلد الى الارض وجهل
ان الاجتهاد في كل عصر فرض ولا يخرج هؤلاء عن
الاجتهاد المطلق المنتسب من كونهم شافعية

اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے مرتبہ پر تھا جسکا
انکار نہیں کیا جاتا اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہے کہ صاحب تنبیہ
اور ابن صباغ اور امام الحرمین اور امام غزالی اجتہاد مطلق کے مرتبہ
پر پہونچے ہوے تھے اور فتاوی ابن صلاح مین جو لکھا ہے کہ یہ لوگ
اجتہاد فی المذہب کے مرتبہ پر پہونچے تھے نہ مطلق پر تو اوسکا مقصود
یہ ہے کہ وہ لوگ درجہ اجتہاد منتسب رکھتے تھے نہ اجتہاد مستقل اور یہ کہ
اجتہاد مطلق کی دو قسمین ہین ایک مستقل دوم منتسب جیسا کہ
خود اوسنے اپنی کتاب آداب المفتیا مین اور نووی نے شرح مہذب مین
ثابت کیا ہے مستقل تو چوتھی صدی کے شروع سے مفقود ہو گیا
اور اوسکا وجود ممکن نہین اور منتسب باقی ہے یہانتک کہ علامات قیامت
کبری آوین اور شرعًا اوسکا موقوف ہو جانا جائز نہین اسلئے
کہ یہ اجتہاد منتسب بغرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ کے لوگ اوسمین
کوتاہی کرین یہانتک کہ بالکل چھوڑ دین تو سب کے سب گنہگار
اور عاصی ہونگے چنانچہ اس بات کی تصریح علما نے کی ہے اونمین
ماوردی نے حاوی مین اور رویانی نے بحر مین اور بغوی نے
تہذیب مین اور دوسرے عالموں نے تصریح کی ہے اور یہ فرض اجتہاد
مقید سے ادا نہین ہوتا جیسے ابن صلاح نے اور نووی نے
شرح مہذب مین اوسکی تصریح کی ہے اور یہ مسالہ ہماری
کتاب مسمے بہ رد الی من اخلد الی الارض وجہل ان
الاجتہاد فی کل عصر فرض مین مشرح ہے - اور یہ لوگ
اجتہاد مطلق منتسب کے سبب سے شافعی ہونے سے باہر نہ ہونگے

[illegible] اور یہ نہین جانا کہ اجتہاد ہر زمانہ مین فرض ہے

65

فسكت فقلت فما عندي ان الامتناع
من ذلك هو الا الوظائف التي قدرت
للفقهاء على المذاهب الاربعة وان
من خرج عن ذلك واجتهد لم ينله
شئ من ذلك وحرم ولاية القضاء
وامتنع الناس من استفتائه ونسب للبدعة
فتبسم ووافقني على ذلك انتهى قلت اما انا
فلا اعتقد ان المانع لهم من الاجتهاد ما
اشار اليه حاشا منصبهم العلي عن ذلك
وان يتركوا الاجتهاد مع قدرتهم عليه
لغرض القضاء والاسباب هذا ما لا يجوز
لاحد ان يعتقده فيهم وقد تقدم ان
الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد
في مثل ذلك وكيف ساغ للولي نسبتهم
الى ذلك ونسبة البلقيني الى موافقته على ذلك
وقد قال الجلال السيوطي في شرح
التنبيه في باب الطلاق ما لفظه
وما وقع للائمة من الاختلاف
من تغير الاجتهاد فيصححون في
كل موضع ما ادى اليه
اجتهادهم في ذلك الوقت

امام بلقینی خاموش ہوگئے تب مین نے کہا کہ میرے نزدیک اجتہاد
سے باز رہنا صرف اون نوکریونکی جہت سے ہی جو فقہائے
ہر چہار مذہب کے لئے مقرر ہین اور جو کوئی مذاہب چہارگانہ
سے باہر ہوگا اور اجتہاد کریگا اوسکو اس وظیفہ مین سے کچھہ
نہ ملیگا اور عہدہ قضا سے محروم رہیگا اور لوگ اوس سے فتوی
دریافت کرنا چھوڑ دینگے اور بدعتی کہلائیگا بلقینی نے تبسم
کیا اور اس رائے پر میری موافقت کی پورا ہوا کلام ابو زرعہ کا
مین کہتا ہون کہ میرا یہ اعتقاد نہین کہ جس بات کی
طرف ابو زرعہ نے اشارہ کیا ہی وہ بات اجتہاد سے
اون لوگونکو مانع ہوا اونکا منصب عالی اس سے بری ہی
اور نہ میرا یہ اعتقاد ہی کہ وہ لوگ باوجود اجتہاد پر قادر
ہونیکے عہدہ قضا اور اسباب معیشت کیوجہ سے اجتہاد
چھوڑ دین اون لوگونکے حق مین یہ اعتقاد رکھنا توکسیکو
جائز نہین اور پیشتر گذر چکا کہ جمہور کے نزدیک غالب یہ ہی کہ
ایسے مرتبہ مین اجتہاد کرنا واجب ہی اور ابو زرعہ کو اون
لوگونمین یہ عیب لگانا اور اس بات مین امام بلقینی کو
اپنا موافق بتانا کیسے جائز ہوا حالانکہ جلال الدین
سیوطی نے شرح تنبیہ کے باب الطلاق مین یہ عبارت
لکھی ہی جو کچھہ ایمہ مین اختلاف ہوا ہی وہ اجتہاد کی
تبدیل سے ہوا پس ہر جگہ مین جو ائمہ تصحیح کرتے ہین اوسی
بات کی کرتے ہین کہ اوس وقت اونکا اجتہاد اوس تک پہونچا ہو

٦٤

تفرد ابن جرير لا يعد وجها في مذهبنا
وان كان معدودا في طبقات اصحاب
الشافعي قال النووي في التهذيب
ذكره ابو عاصم العبادي في الفقهاء الشافعية
وقال هو من افراد علمائنا واخذ فقه الشافعي
على الربيع المرادي والحسن الزعفراني انتهى
ومعنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على
طريقه في الاجتهاد واستقراء الادلة
وترتيب بعضها على بعض ووافق اجتهاده
اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة
ولم يخرج عن طريقه الا في مسائل
وذلك لا يقدح في دخوله في مذهب الشافعي
ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخاري فانه
معدود في طبقات الشافعية وممن ذكره في طبقات
الشافعية الشيخ تاج الدين السبكي وقال انه تفقه
بالحميدي والحميدي تفقه بالشافعي واستدل
شيخنا العلامة على ادخال البخاري في الشافعية
بذكره في طبقاتهم وكلام النووي
الذي ذكرناه شاهد له
وذكر الشيخ تاج الدين
السبكي في طبقاته ما لفظه

کہ تنہا ابن جریر کا قول ہمارے مذہب مین کوئی صورت
نہین گنی جاتی اگرچہ وہ خود اصحاب شافعی کے طبقات
مین شمار کیا جاتا ہی اور نووی نے تہذیب مین ذکر کیا ہی
کہ ابو عاصم عبادی نے ابن جریر کو فقہائے شافعیہ مین بیان کیا
ہی اور کہا ہی کہ یہ شخص ہمارے علمائے یگانہ مین سے ہی اور فقہ
شافعی کی فقہ ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے سیکھی نووی
کا کلام ختم ہوا۔ اور اوسکے منسوب بشافعی ہونیکے یہ معنی ہین
کہ اجتہاد اور دلیلونکی تلاش کرنے اور بعض کو بعض پر ترتیب
کرنے مین امام شافعی کے طریق پر چلا اور اوسکا اجتہاد امام کی
اجتہاد سے موافق پڑا اور اگر کہین مخالف ہوا تو مخالفت کی پروا
نہین کی اور امام کے طریقہ سے بجز چند مسائل کے خارج نہین
ہوا اور یہ امر اوسکے شافعی مذہب مین داخل رہنے کا خلل
انداز نہین۔ اور محمد بن اسمعیل بخاری بھی اسی جنس
کے ہین کہ وہ طبقات شافعیہ مین گنی جاتی ہین اور جن
لوگون نے انکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اونمین سے
شیخ تاج الدین سبکی ہین کہ اونہونے کہا ہی کہ بخاری نے فقہ حمیدی سے
سیکھی اور حمیدی نے شافعی سے فقہ سیکھی اور ہمارے اوستاد علامہ نے
بخاری کی شافعیہ مین داخل کرنے پر یہ حجت پکڑی ہی کہ
تاج الدین نے انکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اور نووی کا
کلام جو ہمنے ذکر کیا اس امر کا شاہد ہی۔ اور شیخ تاج الدین
سبکی نے اپنے طبقات مین یہ عبارت لکھی ہے

لما صرح به النووي وابن الصلاح في
الطبقات وتبعه ابن السبكي ولهذا صنفوا في كتب
المذهب وافتوا وولوا وظائف الشافعية
كما ولي المصنف وابن الصباغ تدريس النظامية
ببغداد وولي امام الحرمين والغزالي تدريس النظامية
بنيسابور وولي ابن عبد السلام الجابية و
الظاهرية بالقاهرة وولي ابن دقيق العيد
الصلاحية المجاورة لمشهد امامنا الشافعي
والفاضلية والكاملية وغير ذلك اما
من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج
بذلك عن كونه شافعيا ولا ينقل اقواله
في كتب المذهب ولا اعلم احدا بلغ هذه
الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير
الطبري فانه كان شافعيا ثم استقل
بمذهب ولهذا قال الرافعي وغيره لا يعد تفرده
وجها في المذهب انتهى وهي عندي احسن
مسالك الولي ابو زرعة الا ان
كلامه يقتضي ان ابن جرير
لا يعد شافعيا وهو مردود فقد
قال الرافعي في اول كتاب
الزكوة من الشرح

چنانچہ نووی نے اور طبقات مین ابن صلاح نے اسکی تصریح
کی ہی اور ابن سبکی نے اوسکی موافقت کی اور یہین وجہ ہی کہ انہون
نے مذہب کی کتابین تصنیف کین اور فتوی دیے اور شافعی
وظیفونکے متولی کیے گئے مثلا مصنف اور ابن صباغ کو
تعلیم کی تولیت مدرسہ نظامیہ بغداد ملی اور امام الحرمین اور
امام غزالی کو تعلیم مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی تولیت ہوئی
اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہریہ کا
متولی ہوا اور ابن دقیق عید مدرسہ صلاحیہ کا جو ہمارے
امام شافعی کے مقبرہ کے پاس ہی اور مدرسہ فاضلیہ کاملیہ وغیرہ کا
متولی ہوا۔ اور جو شخص کہ اجتہاد مستقل کے مرتبہ کو پہونچا
وہ البتہ شافعی ہونے سے نکل گیا اور اسکے اقوال مذہب کی
کتابونمین منقول نہین ہوتے اور مین کسیکو اصحاب شافعی
سے نہین جانتا کہ وہ اس مرتبہ کو پہونچا ہو بجز ابو جعفر بن جریر
طبری کے کہ وہ شافعی تھا پھر مذہب مین مستقل ہوگیا
اور اسی وجہ سے رافعی وغیرہ نے کہا ہی کہ اوسکا تنہا ہونا
کسی قول مین مذہب کی وجہ شمار نہین ہوتے سیوطی
کا قول پورا ہوا۔ اور یہ طریق میرے نزدیک اور سب سے
بہتر ہی جسپر ولی ابو زرعہ چلا ہی مگر سیوطی کا کلام
اس بات کا مقتضی ہی کہ ابن جریر طبری کو شافعی
شمار نکیا جاوے اور اوسکا یہ کلام مسلم نہین کیونکہ
رافعی نے شروع کتاب الزکوۃ کی شرح مین کہا ہی

۶۶

وانما ينسبون اليه لجريهم على طريقته
في الاجتهاد واستعمال الادلة وترتيب
بعضها على بعض الثالث المتوسطون
وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد لكنهم
وقفوا على اصول الامام وتمكنوا من قياس
ما لم يجدوه منصوصا على ما نص عليه وهؤلاء
مقلدون له وكذا من ياخذ بقولهم من
العوام والمشهور انهم لا يقلدون في انفسهم
لانهم مقلدون انتهى كلام الانوار
فان قلت كيف يكون شيء واحد غير
واجب في زمان وواجبا في زمان آخر مع ان
الشرع واحد فليس قولك لم يكن الاقتداء
بالمجتهد المستقل واجبا ثم صار واجبا
الا قولا متناقضا متنافيا قلت الواجب
الاصلي هو ان يكون في الامة من
يعرف الاحكام الفرعية من ادلتها
التفصيلية اجمع على ذلك اهل الحق
ومقدمة الواجب واجبة فاذا كان للواجب
طرق متعددة وجب تحصيل طريق من تلك الطرق
من غير تعيين واذا تعين له طريق واحد وجب ذلك
الطريق بخصوصه كما اذا كان الرجل في مخمصة شديدة

اور ایسے لوگ دوسرے کی طرف منسوب اس لئے ہوتے ہین
کہ اجتہاد کرنے اور دلیلون کے عمل مین لانے اور بعض کو بعض پر
مرتب کرنے مین اوس دوسرے کے طریق پر چلتے ہین سوم
درمیانی لوگ جو رتبہ اجتہاد کو نہین پہونچے لیکن امام کے قاعدون سے
واقف اور ایسے قیاس پر قادر ہین کہ جس بات کو مصرح
نپاوین تو اوسکو مصرح پر خیال کر لین یہ لوگ امام کے مقلد
ہوتے ہین اور ایسے ہی وہ لوگ جو عوام مین سے اونکے قول کو اختیار کرین
اور مشہور یہ ہی کہ خود اونکی کوئی تقلید نہین کرتا کیونکہ وہ
خود دوسرے کے مقلد ہین پورا ہوا کلام انوار کا۔
اور اگر تم یون کہو کہ ایک ہی چیز ایک وقت مین غیر واجب اور
دوسرے وقت مین واجب کیسے ہو سکتی ہی شریعت تو ایک ہی ہی ۶۹
پھر تمھارا یہ کہنا کہ اقتدا مجتہد مستقل کا پیشتر واجب نہ تھا پھر واجب
ہو گیا مخالف اور ساقط ہی۔ اس اعتراض کے جواب مین
مین کہتا ہون کہ واجب اصلی تو یہ ہی کہ امت مین ایسا شخص
ہو کہ فرعی احکام کو مع تفصیلی دلیلون کے پہچانتا ہو اس بات کے
سب اہل حق کا اتفاق ہی اور جس بات پر واجب
موقوف ہوتا ہی وہ بھی واجب ہوتی ہے اور جس
صورت مین کہ واجب کے چند طریق ہون تو اونمین سے
ایک غیر معین کا حاصل کرنا واجب ہے اور جب اوسکا
ایک ہی طریق ہو تو خاص اوسی طریق کا حاصل کرنا
واجب ہے مثلا جب آدمی سخت بھوک مین مبتلا ہو

كالتخريج اطلقه المخرج اطلاقا فينظر ان
ذلك المخرج ان كان ممن يغلب عليه
المذهب والتقليد كالشيخ ابي حامد
والقفال عد من المذهب وان كان
ممن يكثر خروجه كالمحمدين الاربعة
يعني محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة ومحمد
ابن نصر المروزي ومحمد بن المنذر فلا يعد
واما المزني وبعده ابن سريج فبين الدرجتين
لم يخرجوا لخروج المحمدين ولم يتقيدوا
تقييد العراقيين والخراسانيين انتهى وقد
ذكر السبكي في طبقاته الشيخ ابا الحسن الاشعري
امام اهل السنة والجماعة وقال انه معدود
من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابي اسحق
المروزي انتهى قول ابن زياد
ومن شواهد ما ذكرنا ايضا
ما في كتاب الانوار حيث
قال والمنتسبون الى مذهب الشافعي
او ابي حنيفة ومالك واحمد اصناف احدها العوام
وتقليدهم للشافعي متفرع على تقليد المنتسب
الثاني البالغون الى رتبة الاجتهاد
والمجتهد لا يقلد مجتهدا

کہ جس تخریج کو کسی نکالنے والے نے مطلق نکالا ہی تو دیکھنا
چاہیے کہ اگر نکالنے والا اون لوگوں مین سے ہی جنپر مذہب
اور تقلید غالب ہی مثلا شیخ ابو حامد غزالی اور قفال تو
یہ تخریج کرنیوالا مذہب مین گنا جائیگا اور اگر اون لوگون مین
سے ہی کہ بکثرت مذہب سے خارج رہتے ہین مثل چار محمد یعنے
محمد بن جریر اور محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر مروزی اور محمد بن
منذر کے تو مذہب سے شمار نہوگا - اور مزنی اور اوسکے بعد ابن
سریج دونو درجون کے بیچ مین ہین نہ تو چارون محمد
کیطرح مذہب سے باہر رہتے ہین اور نہ عراقیون اور خراسانیون کی
طرح مذہب کے مقید رہتے ہین - اور نیز سبکی نے
طبقات مین شیخ ابو الحسن اشعری امام اہل سنت
وجماعت کا ذکر کیا ہی کہ وہ شافعیون مین سے گنی
جاتی ہین کیونکہ اونہون نے فقہ شیخ ابو اسحق مروزی سے
سیکھی ابن زیاد کا قول پورا ہوا -
اور جو کچھہ ہمنے ذکر کیا ہی اوسکا ایک شاہد مضمون کتاب انوار
بھی ہی کہ اوسکا مؤلف کہتا ہی کہ جو لوگ مذہب امام شافعی وامام
ابو حنیفہ وامام مالک وامام احمد کی طرف منسوب ہین
اونکی چند قسمین ہین - **اول** عوام اور اون کا
شافعی کی تقلید کرنا مجتہد منتسب کی تقلید پر متفرع ہوتا ہے
دوم وہ لوگ جو اجتہاد کے مرتبہ پر پہونچے ہین اور
مجتہد کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کیا کرتا -

وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب
وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم
عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع
من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى مهملا بخلاف
ما اذا كان في الحرمين فانه يتيسر له هناك معرفة
جميع المذاهب ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير
ثقة ولا ان ياخذ من السنة العوام ولا ان ياخذ من
كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق
واعلم ان المجتهد المطلق من جمع خمسة من العلوم
قال النووي في المنهاج وشرط القاضي مسلم مكلف
حر ذكر عدل سميع بصير ناطق كاف مجتهد وهو
ان يعرف من القرآن والسنة ما يتعلق بالاحكام
وخاصه وعامه ومجمله ومبينه وناسخه ومنسوخه

ومتواتر السنة وغيرها والمتصل والمرسل وحال الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا

واقوال العلماء من الصحابة ومن بعدهم اجماعا واختلافا والقياس بانواعه ثم اعلم ان هذا المجتهد

فتبكون مستقلا وقد يكون منتسبا الى
المستقل والمستقل من امتاز عن
سائر المجتهدين بثلاث خصال

اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی وہان نہو اور نہ ان مذہبونکی کوئی کتاب ہو تو اوسپر واجب ہی کہ تقلید امام ابو حنیفہ
کی کرے اور اوسپر حرام ہی کہ مذہب امام ابو حنیفہ سے باہر نکلے کیونکہ
اسصورت مین شریعت کا پہندا اپنی گردن سے نکالکر مہمل بیکار
ہوجائیگا بخلاف اوسصورت کے کہ حرمین مین ہو کیونکہ وہان
اوسکو سب مذہبونکا پہچاننا ممکن ہی اور اوسکو یہ کافی نہین
بدون وثوق کے گمان پر عمل کرے اور نہ یہ کہ عوام کی زبانون
سے کوئی بات اختیار کرے اور نہ یہ کہ کسی کتاب غیر مشہور سے کوئی قول
لے چنانچہ یہ سب باتین نہر الفایق شرح کنز الدقائق مین مذکور ہین
اور جاننا چاہئے کہ مجتہد مطلق وہ ہی جو پانچ علمونکا حاوی ہو
چنانچہ نووی نے منہاج مین کہا ہی کہ قاضی کی شرط یہ ہی کہ مسلمان
عاقل بالغ آزاد مذکر عادل شنوا بینا گویا کافی مجتہد ہو اور
مجتہد پانچ باتونکا واقف ہی **اول** قرآن اور حدیث
متعلق باحکام کو اور اونکی خاص و عام اور مجمل او مبین اور ناسخ
اور منسوخ کو پہچانے- **دوم** حدیث کی متواتر اور غیر متواتر و متصل

اور مرسل اور راویون کی قوت اور ضعف کا حال جانتا ہو- **سوم** عربی زبان کو لغت اور نحو کی راہ سے واقف ہو **چہارم**

اقوال علماے صحابہ و تابعین کو اجماع اور اختلاف کی لحاظ سے جانتا ہو **پنجم** قیاس کے سب قسمون سے آگاہ ہو- پہر یہ معلوم کرو کہ یہ مجتہد کبہی

مستقل ہوتا ہی اور کبہی منتسب بمستقل اور مجتہد مستقل وہ ہی کہ بسبب تین
مجتہد و[illegible] تین باتونمین امتیاز رکھتا ہو جیسے یہ بات

يخاف منه الهلاك وكان لدفعه مخصصة
طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه
من الصحراء واصطياد ما يتقوت به فوجب
تحصيل شيء من هذه الطرق لا على التعيين
فاذا وقع في مكان ليس هناك صيد ولا فواكه
وجب عليه بذل المال في شراء الطعام
وكذلك كان للسلف طرق في تحصيل
هذا الواجب وكان الواجب تحصيل طرق من
تلك الطرق لا على التعيين ثم انسدت
تلك الطرق الا طريق واحد فوجب ذلك
الطريق بخصوصه وكان السلف لا يكتبون
الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث
واجبة لان رواية الحديث لا سبيل لها اليوم
الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون
الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا معرفة اللغة
العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاول و
شواهد ما نحن فيه كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان
يقاس وجوب التقليد لامام بعينه فانه قد يكون
واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان انسان
جاهل في بلاد الهند وبلاد ما وراء النهر

کہ اوس سے مرنیکا ڈر ہو تو بھوک دور کرنیکے چند طریق ہین
جیسے کہانا مول لینا اور جنگل سے میوونکا چننا اور قوت کی چیز
کو شکار کرنا پس ان طریقون مین سے کسی چیز غیر معین کا
بہم پہونچانا واجب ہے اور اگر بھوکا ایسی جگہ مین ہو کہ وہان
شکار اور میوے نہون تو روپیہ مال کا خرچ کرنا کہانے کی خریدنے
مین واجب ہے۔ اسی طرح سلف کو اس واجب اصلی کے
حاصل کرنے مین چند طریق تھے اور ایک طریق غیر معین کا
حاصل کرنا اون پر واجب تہا پھر یہ سب طریق مسدود
ہو گئے صرف ایک طریق رہ گیا تو وہی خاص ایک طریق
واجب ہو گیا۔ مثلاً سلف کا دستور تھا کہ حدیث کو
لکھتے نہ تھے پھر آج حدیث کا لکھنا واجب ہے اسلئے کہ روایت
حدیث کے واسطے آج کوئی سبیل سوا ان کتابونکی جاننے
کی نہین ہے۔ اور سلف کا دستور تھا کہ علم نحو اور لغت مین
مشغول نہوتے تھے اور اونکی زبان عربی تھی ان فنونکے
محتاج نہ تھے پھر ہمارے وقت مین لغت عربی کا جاننا واجب ہو گیا
کیونکہ عرب اول کا زمانہ دور پڑ گیا۔ اور جس بات کی ہم
تقریر کر رہے ہین اوسکے شاہد نہایت کثرت سے ہین
اور اسی پر تقلید ایک امام معین کی واجب ہونیکو قیاس
کرنا چاہیے کیونکہ تقلید امام معین کبھی واجب ہوتی
ہے اور کبھی واجب نہین ہوتی مثلاً جب جاہل آدمی
ہندوستان کے ممالک اور ماوراء النہر کے شہرون مین ہو

الاجماع اكبر من خبر المفرد والحديث على
ظاهره واذا احتمل المعاني فما اشبه
منها ظاهره اولٰها به واذا تكافأت الاحاديث
فاصحها اسنادا اولٰها وليس المنقطع بشيء
ما عدا منقطع ابن المسيب ولا
يقاس اصل على اصل ولا يقال
في الاصل لم وكيف وانما يقال
للفرع لم فاذا صح قياسه على
الاصل صح وقامت به الحجة انتهى
وثانيها ان يجمع الاحاديث
والآثار فيحصل احكامها
ويتنبه لمآخذ الفقه منها ويجمع
مختلفها ويرجح بعضها على بعض
ويعين بعض محتملها وذلك قريب
من ثلثي علم الشافعي في ما نرى والله
اعلم وثالثها ان يفرع
التفاريع التي ترد عليه مما لم يسبق
بالجواب فيه من القرون المشهود
لها بالخير وبالجملة فيكون
كثير التصرفات
في هذه الخصال

اور اجماع خبر مفرد سے بڑھکر ہی - اور حدیث اپنی ظاہر پر
محمول ہوتی ہی اور جب بہت سے معنونکا احتمال رکھتی ہو
تو اونمین سے جو ظاہر حدیث کی زیادہ مشابہ ہو وہ معنی سب
معنونسے اولیٰ ہین - اور جب بہت سی حدیثین ہم پلہ متعارض
ہون تو جسکے اسناد زیادہ صحیح ہو تو وہ اونمین اولی ہی - اور
حدیث منقطع سوائے منقطع ابن مسیب کے کوئی چیز نہین -
اور ایک اصل کو دوسری اصل پر قیاس نکیا جاوے -
اور اصل مین یہ بات نہ کہی جاوی کہ کس وجہ سے اور کیونکر ہی
بلکہ فرع مین کہنا چاہیے کہ کیون ہی - اور جب فرع کا قیاس اصل
پر درست ہو تو وہ فرع صحیح ہی اور اوس سے حجت ہو سکتی ہی کلام
شافعی کا ختم ہوا - دوسری بات مجتہد مستقل کی یہ ہی
کہ احادیث اور آثار کو جمع کرے اور اونکی احکام کو بہم
پہونچاوے اور اونمین سے ماخذ فقہ پر واقف ہو اور اونمین
سے مختلف کی تطبیق کرے اور بعض کو بعض پر ترجیح دی
اور بعض احتمالات کو معین کرے اور یہ بات ہمارے خیال
مین علم امام شافعی کے دو تہائی کے قریب ہی واللہ اعلم -
تیسری بات مجتہد مستقل کی یہ ہی کہ جو مسائل اوسکو
ایسے پیش ہون جنکا جواب پہلے نہین ہوا یعنی تینون
قرنون مین جنکے بہتر ہونیکی شہادت ہو چکی ہی اون
مسائل کے تفریعات نکالے یعنی جواب دے - حاصل یہ کہ ان
تینون باتون مین اوسکا بہت سا تصرف ہو -

۷۳

كما ترى ذلك في الشافعي ظاهر المذهب انها
ان يتصرف في الاصول والقواعد التي
يستنبط منها الفقه كما ذكر ذلك في اوائل
الام حيث عاب صنيع الاوائل في استنباطهم
واستدرك عليهم وكما اخبرنا شيخنا ابو طاهر محمد
بن ابراهيم المدني عن شيخيه المكيين الشيخ
حسن بن علي العجيمي و الشيخ احمد النخلي عن الشيخ
محمد بن العلاء البابلي عن ابراهيم بن ابراهيم
اللقاني وعبد الرؤف الطبلاوي عن الجلال
ابي الفضل السيوطي عن ابي الفضل المرجاني
اجازة عن ابي الفرج الغزي عن يونس
بن ابراهيم الدبوسي عن ابي الحسن بن
المقير عن الفضل بن سهل الاسفرايني عن
الحافظ الحجة ابي بكر احمد بن علي الخطيب ثنا
ابو نعيم الحافظ ثنا ابو محمد عبد الله بن محمد بن
جعفر بن حيان ثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب
ثنا ابو حاتم يعني الرازي ثني يونس بن عبد الاعلى
قال قال محمد بن ادريس الشافعي الاصل قرآن
وسنة فان لم يكن فقياس عليهما واذا اتصل الحديث
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
وصح الاسناد منه فهو سنة

امام شافعی مین ظاہر دیکھتے ہو۔ اول یہ کہ اون اصول
اور قواعد مین جن سے فقہ کا استنباط ہوتا ہی تصرف کرنا چنانچہ
امام شافعی نے اسکو کتاب ام کی شروع مین ذکر کیا ہی کہ پہلے
لوگونکے فعل دربارہ اونکی استنباط کی بیان کئے پہر اونکی ترمیم
کی اور جیسی ہمکو خبر دی ہمارے اوستاد ابو طاہر محمد بن ابراہیم
مدنی نے کہ وہ روایت کرتے ہین اپنے دو مکی اوستادون شیخ
حسن بن علے عجیمی اور شیخ احمد نخلی سے اور وہ روایت کرتے ہین
شیخ محمد بن علا بابلی سے اور وہ ابراہیم بن ابراہیم
لقانی اور عبد الرؤف طبلاوی سے اور وہ دونو جلال ابو الفضل
سیوطی سے اور وہ ابو الفضل مرجانی سے اجازت کی طور
پر اور وہ ابو فرج غزی سے اور وہ یونس بن ابراہیم
دبوسی سے اور وہ ابو الحسن بن مقیر سے اور وہ فضل
بن سہل اسفرائنی سے اور وہ حافظ حجت ابو بکر
احمد بن علی خطیب سے اونہون نے کہا کہ حدیث کی ہمسے حافظ
ابو نعیم نے کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر
بن حیان نے کہا کہ حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن محمد بن یعقوب
نے کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو حاتم یعنی رازی نے کہا کہ بیان کیا
مجھسے یونس بن عبد الاعلی اونے کہا کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی
نے کہا کہ اصل قرآن اور حدیث ہی اور اگر نہو تو اون دونو پر قیاس
کرنا ہی اور جب حدیث رسول خدا صلعم سے متصل ہو اور اسناد اسکے
اسناد آنحضرت صلعم سے صحیح ہو تو وہ سنت ہے

۷۲

واقتدر على ان يفعل كما فعلوا فيعرف خواص
العقاقير التى لم يسبق بالتكلم فيها و
يبيّن اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها
مما لم يصل اليه السابقون وزاد الحكم واتى
فى بعض ما تكلموا اقل ذلك منه او اكثر
فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب وان
سلم ذلك منهم من غير يقين كامل
وكان اكثر همه توليد الاشربة والمعاجين
من تلك القواعد الممهدة كاكثر
متطببة هذه الازمنة المتاخرة
فهو بمنزلة المجتهد فى المذهب وكذلك
كل من نظم الشعر فى هذه الازمنة اما
ان يقتدى فى ذلك باشعار العرب ويختار
اوزانهم وقوافيهم واساليب قصائدهم او
باشعار العجم فهو بمنزلة المجتهد المستقل
ثم ان كان هذا الشاعر مخترعا لانواع
من الغزل والتشبيب والمدح والهجو والوعظ
واتى بالعجب العجاب فى الاستعارات والبدائع ونحوها
مما لم يسبق الى مثله بل تنبه لذلك من بعض
صنايعهم فاخذ النظير بالنظير وقاس الشيء بالشيء
واقتدر على ان يخترع بحرا لم يتكلم فيه من قبله

اور اس بات پر قادر ہو کہ جیسا اونہون نے کیا خود کر لے یعنی
دواؤن کی خواص کہ پہلے طبیبون نے اونمین گفتگو نہین کی
پہچان لے اور بیماریونکے اسباب اور علامات اور علاج کہ پہلون
نے بیان نہین کیے اونکو بیان کرے اور بعض امور مین کہ پہلے
طبیبون نے کلام کیا ہے اونکی مخالفت کرے خواہ یہ مخالفت کم ہو
یا زیادہ تو ایسا شخص بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر یہ باتیں
پہلے لوگونکی بدون یقین کامل کے تسلیم کر لے اور اوسکی بڑی
غرض شربتون اور معجونونکا بنانا اونہی قواعد کے بموجب ہو
جو پہلے ہو چکے ہون جیسے اکثر طبیب ان پچھلے وقتونکے ہین تو ایسا
شخص بجائے مجتہد فی المذہب کے ہے - اسیطرح جو کوئی اس زمانہ
مین شعر نظم کرتا ہے یا تو اس باب مین شعرائے عرب کے
اقتدا کرتا ہے اور اونکے وزن اور قافیے اور قصیدونکی
طور پسند کرتا ہے یا شعرائے عجم کا اقتدا کرتا ہے تو شعرائے
عرب اور عجم بجائے مجتہد مستقل کے ہین - پھر اگر یہ حال
کا شاعر اقسام غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ
کا موجد ہو اور استعارات بدائع وغیرہ کو عجیب و غریب
ڈہنگ سے لاوے کہ پہلے اوس جیسا کسی نے نہ کیا ہو بلکہ
خود اس ڈہنگ کو پہلونکے بعض صنعتوں سے واقف ہو کر
نکالا ہو اور نظیر کو نظیر پر ڈہالا اور ایک چیز کو دوسری چیز
پر قیاس کر لیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ ایسی بحر
ایجاد کرے جسمین پہلے کسی نے شعر نہین کہا

فائقاعلی اقرانه سابقا فی حلبة
دهانه مبرزا فی میدانه خصلة
رابعة تتلوها وهی ان ینزل له
القبول من السماء فیقبل الی علمه
جماعات من العلماء من المفسرین
والمحدثین والاصولیین وحفاظ
کتب الفقه ویمضی علی ذلک القبول
والاقبال قرون متطاولة حتی
یدخل ذلک فی صمیم القلوب
والمجتهد المطلق المنتسب هو المقتدی المسالم
فی الخصلة الاولی الجاری مجراه فی الخصلة
الثانیة والمجتهد فی المذهب هو
الذی سلم منه الاولی والثانیة
وجری مجراه فی التفریع علی منهاج
تفاریعه ولنضرب لذلک مثلا فنقول لکل من
تطبب فی هذه الازمنة المتاخرة اما ان یکون
یقتدی باطباء یونان او باطباء الهند فهو بمنزلة
المجتهد المستقل ثم ان کان هذا المتطبب قد عرف
خواص الادویة وانواع الامراض وکیفیة ترتیب
الاشربة والمعاجین بعقله بان یتنبه لذلک من
تنبیههم حتی صار علی یقین من امره من غیر تقلید

اور اوسمین اپنے ہمسرون پر فوقیت اور میدان مسابقت
مین گوی سبقت رکھتا ہو اور اس معرکہ مین سب سے
بڑہا ہوا ہو - اور تین باتونکے بعد ایک چوتھی بات اونسے
لگی ہوئی یہ ہی کہ اوسکے لئے مقبول ہونا آسمان سے
اوترے کہ اوسکے علم کیطرف علمائے مفسرین اور محدثین
اور ارباب اصول اور کتب فقہ کی حافظ گروہ کے گروہ
جھک پڑین اور اس مقبولیت اور علما کے متوجہ ہونے پر
زمانہائے دراز گذر جائین یہانتک کہ یہ قبول دلونکی
تہ مین گہس جائے -

اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیروی کرنیوالا ہی کہ مجتہد
مستقل کی اول بات کو مانتا ہی اور دوسری بات مین
اوسکی روش اختیار کرتا ہی - اور مجتہد فی المذہب وہ ہی
جو مجتہد مستقل کی پہلی اور دوسری بات مانتا ہی اور تیسری بات
مین یعنی تفریع مسائل مین اوسکی چال چلتا ہی - اور تینون
قسم کے مجتہدونکے سمجھانے کے لئے ہم مثال بیان کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ ان پچھلے زمانون مین جو کوئی طبابت کرتا ہی تو خواہ
یونان کے طبیبونکا اقتدا کرتا ہی یا ہند کے طبیبونکا تو یونان اور ہند
کے پہلے طبیب ایسے ہین جیسے مجتہد مستقل - پہر یہ طبیب مقتدی
اگر دواؤنکے خواص اور مرضونکے اقسام اور شربتون اور معجونونکی
بنانیکی کیفیت اپنی عقل سے جانی اسطرح کہ پہلے اطبا کی تنبیہ کرنیسے
ایسا آگاہ ہو جاوے کہ اسبارہ مین بدون تقلید کے اوسکو یقین ہو

۵ یعنی مجتہد مستقل سے جو تصرفات اصول اور قواعد مین کئے ہین اونکو بدستور رکھتا ہی اپنی طرف سے کچھ بھی نہین کرتا ۱۲ ۱۲

۶ یعنی ماخذ تو معلوم ... [illegible]

مرة فيما بين احاديث بلد واحاديث
بلد آخر ومرة في احاديث بلد واحد
فيما بينها وانتصر كل رجل لشيخه فيما
رأى من الفراسة فاتسع الخرق وكثر
الشغب وهجم على الناس من كل جانب
من الاختلاف ما لم يكن بحساب
فبقوا متحيرين مدهوشين لا
يستطيعون سبيلا حتى جاءهم تائيد من
ربهم فالهم الشافعي قواعد جمع بها بين المختلفات
وفتح لمن بعده بابا اى باب
وانقرض المجتهد المطلق المنتسب في
مذهب الامام ابي حنيفة بعد المائة
الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جهبذا
واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما
وحديثا وانما كان فيه المجتهدون في
المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى
الشروط للمجتهد حفظ المبسوط
وقل المجتهد المنتسب في مذهب مالك
وكل من كان منهم بهذه المنزلة
فانه لا يعد تفرده وجها في المذهب كابي عمر
المعروف بابن عبد البر وكالقاضي ابي بكر ابن العربي

ایک یہ کہ ایک شہر کی حدیثون اور دوسری شہر کے
حدیثون مین ہوا دوسرے یہ کہ ایک شہر کی حدیثون مین
باہم اختلاف ہوا اور ہر شخص نے اپنے اوستاد کی حمایت اوس
قول مین کی جو اوس نے فراست سے تجویز کیا تھا غرض کہ یہ رخنہ
بڑھ گیا اور شاخین بہت ہوگئین اور لوگون مین ہر طرف ایسا اختلاف
آپڑا جسکا کچھہ حساب نتھا لہذا لوگ حیران اور مدہوش ہوگئے کہ کوئی
راہ نپا سکتے تھے یہانتک کہ اونکو اونکی پروردگار کیطرف سے
مدد پہونچی یعنے امام شافعی کے دل مین وہ قاعدے ڈالے گئے
جنسے اونہون نے مختلف حدیثون کی تطبیق کی اور پچھلونکے
لئے دروازہ عجیب طرحکا کھول دیا۔
اور مجتہد مطلق منتسب مذہب امام ابوحنیفہ مین بعد تیسری
صدی کے نرہا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ ایسا مجتہد نہین ہوتا
مگر وہی شخص جو محدث بڑا جید ہو اور حنفی علما کا مشغول ہونا
علم حدیث مین پہلے سے اور حال مین کم رہا ہی اوس مذہب
مین مجتہد فی المذہب ہی ہوا کئے ہین اور جس شخص نے کہا ہی کہ
مجتہد کی کم سے کم شرط یہ ہی کہ مبسوط یاد کرلے اوسکی مراد یہی
اجتہاد فی المذہب ہی۔
اور امام مالک کی مذہب مین مجتہد منتسب کم ہوئے اور جو
کوئی اونمین سے اس مرتبہ کا ہوا اوسکا منفرد ہونا مذہب
کی کوئی وجہ نہین گنی جاتی جیسے ابو عمر کہ ابن عبد البر کے
نام سے معروف ہی اور جیسے قاضی ابو بکر بن عربی

٧٨

او اسلوبا جديدا كنظم المثنوي والرباعية
ورعاية الرديف اعني كلمة تامة يعيدها في كل
بيت بعد القافية يفعل كل ذلك
في الشعر العربي فهو بمنزلة المجتهد
المطلق المنتسب وان لم يكن مخترعا وانما يتبع
طرقهم فقط فهو بمنزلة المجتهد في المذهب
وهكذا الحال في علم التفسير والتصوف
وغيرهما من العلوم

فان قلت ما السبب في ان الاوائل لم يتكلموا
في اصول الفقه كثير كلام فلما نشأ الشافعي
تكلم فيها كلاما شافيا وافاد واجاد قلت
سببه ان الاوائل كان يجمع
عند كل واحد منهم احاديث
بلده وآثاره ولا يجمع احاديث البلاد
فاذا تعارضت عليه الادلة في احاديث
بلده حكم في ذلك
التعارض بنوع من الفراسة
بحسب ما تيسر له ثم اجتمع في عصر الشافعي
احاديث البلاد جميعا فوقع التعارض
في احاديث البلاد ومختارات
فقهائها مرتين

یا کوئی نیا ڈھنگ نکالے شلاً مثنوی اور رباعی کا بنانا
اور ردیف کا التزام کرنا یعنی کسی پورے کلمہ کو ہر بیت مین
بعد قافیہ کے مکرر لانا اور یہ سب باتین شعر عربی مین کرے
تو وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر شاعر حال موجد
نہین بلکہ صرف پہلے شاعرونکے طریقونکی پیروی
کرتا ہی تو وہ بجاے مجتہد فی المذہب کے ہی۔ اور
ایسا ہی حال علم تفسیر اور تصوف اور اونکے سوا
دوسرے علوم مین ہی۔

اور اگر یہ کہو کہ اسکا کیا سبب کہ پہلے لوگونے اصول
فقہ مین بہت کلام نہین کیا اور جب امام شافعی
پیدا ہوے تو اونھونے اصول مین کلام شافی کیا
اور فائدہ پہونچایا اور خوب بیان کیا تو مین کہتا ہون کہ
اسکا سبب یہ تھا کہ سلف مین سے ہر ایک کے پاس اوسی
شہر کی حدیثین اور آثار جمع تھے سب شہرونکی حدیثین
مجتمع تھین جب وسکے پاس دلیلین متعارض ہوتین
یعنی اوسکے شہر کی حدیثون مین اختلاف ہوتا تو وہ
اس اختلاف مین ایک قسم کی فراست سے جیسے اسکو
بن سکتا حکم کر دیتا۔ پھر امام شافعی کے زمانہ مین سب
شہرونکی حدیثین ایک جا اکٹھی ہوئین اور شہرون
کی حدیثون مین اور اونکے فقہا کے اقوال
مختار مین دو صورت سے اختلاف ہوا

واكثرها اعتناء بترجيح بعض الاقوال
والوجوه على بعض وكل ذلك لا يخفى
على من مارس المذاهب واشتغل بها وكان
اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق
ليس فيهم من يقلده في جميع مجتهداته
حتى نشأ ابن سريج فاسس قواعد
التقليد والتخريج ثم جاء
اصحابه يمشون في سبيله
وينسجون على منواله ولذلك
يعد من المجددين على رؤس المئين والله اعلم

ولا يخفى عليه ايضا ان مادة مذهب
الشافعي من الاحاديث والآثار
مدونة مشهورة مخدومة ولم يتفق
مثل ذلك في مذهب غيره فمن مادة مذهبه كتاب
الموطأ وهو وان كان متقدما على الشافعي فان الشافعي
بنى عليه مذهبه وصحيح البخاري وصحيح مسلم
وكتب ابي داود والترمذي وابن ماجه والدارمي
ثم مسند الشافعي وسنن النسائي وسنن
الدارقطني وسنن البيهقي وشرح السنة
للبغوي اما البخاري فانه وان كان منتسبا الى الشافعي
موافقا له في كثير من الفقه

اور بعض اقوال اور وجوہ کو بعض پر ترجیح وغیرہ کے اہتمام میں
سب سے زیادہ ہی اور یہ سب باتین اوس شخص پر پوشیدہ
نہین جسنے مذہبونکی مزاولت اور اونمین مشغولی رکھی ہو
اور امام شافعی کے پہلے شاگرد سب مجتہد مطلق تھے اونمین
کوئی ایسا نتھا کہ امام کے سب اجتہادی مسالون مین
امام کی تقلید کرتا ہو یہانتک کہ ابن سریج پیدا ہوا اونے تقلید
اور تخریج کے قاعدونکی بنیاد ڈالی پھر اوسکے شاگرد آئے کہ
اوسکی راہ چلے اور اوسیکا ڈھنگ اختیار کیا اسی لئے ابن سریج
کو اون مجددون مین گنا جاتا ہی جو صدیونکے شروع پر
ہوتے ہین واللہ اعلم۔

اور مذہب کے ماہر پر یہ بات بھی پوشیدہ نہین کہ مذہب
شافعی کی اصل احادیث اور آثار سے مرقوم اور مشہور
ہی جسکی خدمت علمانے کی ہی اور ایسی بات دوسرے مذہب
مین واقع نہین ہوئی مثلاً اونکے مذہب کی اصل
کتاب موطا ہی اگرچہ وہ شافعی سے پہلے کی ہی لیکن شافعی
نے اوسپر اپنے مذہب کی بنا ڈالی اور نیز اونکے مذہب کی
اصل یہ کتابین ہین صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ابو داود
اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی اور
سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور بغوی
کی شرح سنۃ۔ انمین سے بخاری اگرچہ منسوب
بشافعی اور بہت سے فقہ مین اونکے موافق ہے

وَامّا مذهب احمد فكان قليلا قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض في المائة التاسعة واضمحل المذهب في اكثر البلاد الّا ان الناس قليلون بمصر وبغداد ومنزلة مذهب احمد من مذهب الشافعي بمنزلة مذهب ابي يوسف ومحمد من مذهب ابي حنيفة الّا ان مذهبه لم يجمع في التدوين مع مذهب الشافعي كما دُوّن مذهبهما مع مذهب ابي حنيفة فلذلك لم يعدا مذهبا واحدا فيما نرى والله اعلم وليس تدوينه مع مذهب عسيرا على من تلقاهما على وجههما

واما مذهب الشافعي فاكثر المذاهب مجتهدا مطلقا ومجتهدا في المذهب واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما واوفرها مفسرا للقرآن وشارحا للحديث واسدها اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص الامام واشدها تميزا بين اقوال الامام ووجوه الاصحاب

اور امام احمد کے مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ پہلے بھی اور اب بھی کم رہا ہے اوسمین مجتہد ہر طبقہ مین ہوئے یہانتک کہ نوین صدی مین موقوف ہوگئے اور بہت سے شہرونمین یہ مذہب سست ہوگیا ہان کچھ آدمی مصر اور بغداد مین ہین اور امام احمد کے مذہب کی نسبت امام شافعی کے مذہب سے ایسی ہی جیسے ابو یوسف اور محمد کے مذہب کی نسبت امام ابو حنیفہ کے مذہب سے ہی اتنا فرق ہی کہ امام احمد کا مذہب لکھنے مین امام شافعی کے مذہب کے ساتھ اکٹھا نہین کیا گیا جیسے صاحبین کا مذہب امام ابو حنیفہ کے مذہب کے ساتھ لکھا گیا اسیوجہسے ہمارے خیال مین امام احمد اور امام شافعی کا مذہب ایک مذہب نہین گناگیا واللہ اعلم۔ اور امام احمد کے مذہب کو امام شافعی کے مذہب کے ساتھ لکھنا اوس شخص پر دشوار نہین جسنے دونون مذہبون کو درستی سے سیکھا ہو۔

اور مذہب امام شافعی کا یہ حال ہی کہ اوسمین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور اہل کلام اور قران کے مفسر اور حدیث کے شارح اور مذہبونکی نسبت بہت زیادہ ہوئے اور یہہ مذہب اسناد اور روایت مین اورونسے درست تر اور تصریحات امام کی ضبط کرنے مین قوی تر اور اقوال امام کو وجوہ اصحاب سے علیحدہ کرنے مین نہایت سخت

٧٨

فلما انقرض عهد الخلفاء الراشدين المهديين افضت
الخلافة الى قوم تولوها بغير استحقاق
ولا استقلال لعلم الفتوى والاحكام
فاضطروا الى الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء من هو
مستمر على الطراز الاول وملازم صفو الدين
فكانوا اذا طلبوا هربوا واعرضوا فرأى اهل
تلك الاعصار عز العلماء واقبال الائمة عليهم
مع اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا الى
نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء بعد
ان كانوا مطلوبين طالبين وبعد ان كانوا
اعزة بالاعراض عن السلاطين اذلة
بالاقبال عليهم الا من وفقه الله وقد كان
من قبلهم قد صنف ناس في علم الكلام واكثروا
القيل والقال والايراد والجواب وتمهيد طريق
الجدال فوقع ذلك منهم بموقع من قبل ان
كان من الصدور والملوك من مالت نفسه الى
المناظرة في الفقه وبيان الاولى من مذهب الشافعي
وابي حنيفة فترك الناس الكلام وفنون العلم واقبلوا على
المسائل الخلافية بين الشافعي وابي حنيفة على الخصوص
وتساهلوا في الخلاف مع مالك وسفيان واحمد بن حنبل

که جب خلفاے راشدین مهدیین کا زمانہ گذر گیا تو نوبت
خلافت ایسے لوگونکو پهونچی جو بدون استحقاق حاکم ہوے اور علم
فتوی اور احکام کو خوب نجانتے تھے لهذا فقہا سے مدد لینے اور
اپنی سب حالتون مین اونکو ساتھ رکھنے کیلیے مجبور ہوے
اور اوسوقت علما مین سے ایسے لوگ باقی تھے جو پہلے ڈھنگ پر
جمے ہوے اور دین صاف پر اڑی ہوئی تھے جب ونکو کوئی
بلاتا تو بهاگتے اور روگردانی کرتے۔ اوس زمانہ کے لوگون نے
علما کی عزت اور باوجود اونکی روگردانی کے حکام کا اونکی
طرف متوجہ ہونا دیکھا لهذا حصول عزت وجاہ کے لیے طلب علم پر
جھک پڑے تو فقہا جو مطلوب تھے طالب بن گئے اور سلاطین سے روگردانی
کیوجہ سے جو عزت رکھتے تھے اونکی طرف متوجہ ہونے سے ذلیل ہوے
مگر جنکو الله تعالی نے توفیق دی۔ اور اون سے پیشتر کے کچھ لوگ علم
کلام مین تصنیفین کر چکے تھے اور بہت سی گفتگو و اعتراض
اور جواب و مناظرہ کا طریق کی تمہید کر چکے تھے ان باتون سے
اونکی خوب بن پڑی پیشتر اس سے کہ رؤسا اور حکام مین سے
ایسے لوگ ہون جنکا دل فقہ مین مناظرہ کرنے اور
مذہب امام شافعی اور امام ابوحنیفہ مین سے بہتر کے
بیان کرنیکی طرف مائل ہو پس بعد حکام کی رغبت کے
لوگون نے علم کلام اور فنون علم دین کو چھوڑ دیا اور خاص
اون مسائل کی طرف متوجہ ہوے جنمین شافعی اور ابوحنیفہ
کا خلاف ہے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل

فقد خالفه ايضا في كثير ولذلك لا يعد
ما تفرد به من مذهب الشافعي واما ابو داؤد
والترمذي فهما مجتهدان منتسبان الى
احمد واسحق وكذلك ابن ماجة والدارمي
فيما نرى والله اعلم واما مسلم وابو العباس الاصم
جامع مسند الشافعي والام والذين ذكرناهم
بعد فهم منفردون لمذهب الشافعي يناضلون دونه
واذا احطت بما ذكرنا اتضح عندك ان من
عادى مذهب الشافعي يكون محروما عن منصب
الاجتهاد المطلق وان علم الحديث
قد ابى ان يناصح لمن لم يتطفل
على الشافعي واصحابه

شعر

وكن طفيليهم على ادب
فلا ارى شافعا سوى الادب

باب حكاية ما حدث في الناس بعد المائة الرابعة

ثم بعد هذه القرون كان ناس اخرون
ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم
امور منها الجدل والخلاف في علم الفقه
وتفصيله على ما ذكره الغزالي انه

پھر بہی بہت سی باتو نمین اونکا خلاف کیا ہی اور اسیوجہ سے
جن مسائل مین وہ علحدہ ہئے ہین وہ مسائل امام شافعی
کے مذہب سے شمار نہین ہتے ہوا اور ابو داود ترمذی دونو
مجتہد ہین اور منسوب امام احمد اسحق کیطرف اور اسیطرح
ہمارے خیال مین ابن ماجہ اور دارمی ہین واللہ اعلم
اور مسلم اور ابو عباس اصم جنہنے مسند شافعی اور کتاب ام کو
جمع کیا ہی اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے بعد مسند شافعی کے
کیا ہی وہ لوگ مذہب شافعی سی علحدہ ہین جو اون کے
اصول کو سوا دوسرے اصول رکھتے ہین۔ اور جب تم ہماری
تقریر پر خوب واقف ہو جاؤگے تو تمکو واضح ہوگا کہ جو کوئی
مذہب شافعی سے دشمنی رکھتا ہی تو وہ اجتہاد مطلق کی رتبہ سے
محروم ہی اور علم حدیث اس بات کا منکر ہی کہ ایسے شخص کی
خیر خواہی کری جو شافعی اور اونکے ہمراہیونکا طفیلی نہ بنی

شعر ادب کی راہ سے ان لوگون کا طفیلی بن *
سفارشی مین نہین دیکھتا ادب کے سوا۔

باب اون باتونکے بیانمین جو چوتھی صدی کے بعد لوگون مین پیدا ہوئین۔

پھر ان قرنون کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو
ادہر ادہر گئے اور ان مین بہت سے امور پیدا ہوئے
اول لڑائی جھگڑا علم فقہ مین اور اوسکی تفصیل
امام غزالی کی بیان کے موافق یہہ ہی۔

وانها لا تصح بها رواية عن ابي حنيفة
وصاحبيه وانه ليست المحافظة
عليها والتكلف في جواب ما يرد عليها من
صنائع المتقدمين في الاستنباط كما فعله
البزدوي وغيره احق من المحافظة على خلافها
والجواب عما يرد عليه مثاله انهم اصّلوا ان
الخاص مبيّن فلا يلحقه البيان وخرّجوا
من صنيع الاوائل في قوله تعالى اسجدوا
واركعوا وقوله صلعم لا تجزئ صلاة الرجل
حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود حيث لم
يقولوا بفرضية الاطمينان ولم يجعلوا
الحديث بيانا للآية فورد عليهم
صنيعهم في قوله تعالى
وامسحوا برءوسكم ومسحه صلى الله
عليه وسلم على ناصيته حيث جعلوه
بيانا وقوله تعالى الزانية والزاني
فاجلدوا الآية وقوله تعالى السارق
والسارقة الآية وقوله تعالى حتى
تنكح زوجا غيره
وما لحقه من البيان بعد
ذلك فتكلفوا الجواب

انکی روایت ابوحنیفہ اور صاحبین سے ثابت نہیں
ہوتی اور ان اصول کی نگاہداشت کرنی اور ان پر اعتراضات کے
جواب میں تکلف کرنا جو ان اصول پر متقدمین کی استنباط
کی کارروائی سے پڑتی ہین جیسے بزدوی وغیرہ
کرتے ہین لائق تر نہیں بہ نسبت نگاہداشت اون اصول کے
خلاف اور اوسکے اعتراضات کے جواب کے۔ اوسکی مثال
یہ ہے کہ انھوں نے قاعدہ ٹھہرایا کہ خاص خود بیان کیا ہوا ہوتا ہے
اوسکو بیان نہیں لاحق ہوتا اور اس قاعدہ کو پہلے لوگوں کے
فعل سے نکالا ہے اس آیہ میں اسجدوا وارکعوا یعنی سجدہ کرو اور رکوع
کرو اور اس حدیث میں کہ آدمی کی نماز کافی نہیں ہوتی
جبتک وہ اپنی پشت رکوع اور سجدہ میں برابر نکرے یعنے
اس حدیث سے اطمینان کو فرض ہونے کے قائل نہیں ہوے اور
حدیث کو آیت کا بیان نہ ٹھہرایا تو انکے اس فعل پر اعتراض ہوا
اس آیہ میں وامسحوا برؤسکم یعنے مسح کرو اپنے سر پر اور حدیث میں
آنحضرت صلعم کے مسح کرنیکو موے پیشانی پر کہ بیان حدیث کو
بیان آیہ کا ٹھہرایا۔ اور نیز آیہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا یعنے
عورت و مرد زانی کے کوڑے مارو۔ اور آیہ السارق والسارقۃ
فاقطعوا یعنی چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹو۔ اور آیہ حتی تنکح
زوجا غیرہ یعنے جبتک دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور بعد کو
ان آیتوں کے ساتھ جو بیان حدیث سے لاحق ہوا ہے اوس سے
اونپر اعتراض پڑا اوسکے جواب میں انہوں نے تکلف کیا

وغيرهم وزعموا ان غرضهم استنباط دقائق الشرع وتقرير علل المذهب وتمهيد اصول الفتاوى واكثروا فيها التصانيف والاستنباطات ورتبوا فيها انواع المجادلات والتصنيفات وهم مستمرون عليه الى الآن لسنا ندري ما الذي قدر الله تعالى فى ما بعدها من الاعصار

انتهى حاصله

واعلم انى وجدت اكثرهم يزعمون ان بناء الخلاف بين ابى حنيفة والشافعى على هذه الاصول المذكورة فى كتاب البزدوى ونحوه وانما الحق ان اكثرها اصول مخرجة على قولهم وعندى ان المسألة القائلة بان الخاص مبين ولا يلحقه البيان وان الزيادة نسخ وان العام قطعى كالخاص وان لا ترجيح بكثرة الرواة وانه لا يجب العمل بحديث غير الفقيه اذا انسد باب الرأى ولا عبرة بمفهوم الشرط والوصف اصلا وان موجب الامر هو الوجوب البتة وامثال ذلك اصول مخرجة على كلام الائمة

اور اونکے سوا کے خلاف مین چشم پوشی کی - اور یہہ بیان کیا کہ ہماری غرض شریعت کی باریکیون کو نکالنا اور مذہب کے علتون کو ثابت کرنا اور فتاوی کے اصول کو مرتب کرنا ہی اور اس باب مین اونہون نے بہت سی تصنیفین اور استنباط تالیف کئے اور اقسام جدال اور تصنیفات ترتیب دیے اور ابتک اسی حال پر چلے جاتے ہین اور ہمکو معلوم نہین کہ آئندہ زمانون مین خدائے تعالے نے کیا مقدر کیا ہے

حاصل امام غزالی کے قول کا ختم ہوا -

اور جاننا چاہیے کہ مینے اونمین سے اکثرونکو یہ کہتے ہوئے پایا کہ بنا خلاف کی ابو حنیفہ اور شافعی کے درمیان اون ہی اصول پر ہی جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور ہین اور حق یہی ہی کہ ان مین سے اکثر اصول اونکے قول پر تخریج ہوئے ہین - اور میرے نزدیک یہ ہی کہ مسائل مفصلہ ذیل یعنی اول یہہ کہ خاص مبین ہی اسکو بیان لاحق نہین ہوتا دوم یہ کہ زیادتی ناسخ ہوتی ہی سوم یہ کہ عام قطعی ہوتا ہی خاص کیطرح چہارم یہ کہ راویونکی کثرت سے ترجیح نہین ہوتی پنجم یہ کہ عمل غیر فقیہ کی حدیث پر واجب نہین جس صورت مین کہ رائے کا باب بند ہو ششم یہہ کہ مفہوم شرط اور وصف کا کچھ اعتبار نہین ہفتم یہ کہ امر کا مضمون یقینی واجب ہوتا ہی اور اسطرح کے اور مسائل ایسے اصول ہین کہ اماموں کے کلام سے نکالے ہین

۱ یعنی حدیث پر عمل کرنے سے قیاس صحیح کا خلاف لازم آتا ہو ۱۲

۲ اسکا مطلب یہ ہی کہ اگر نص مین حکم کسی شرط یا وصف پر لگایا گیا ہی تو جس جگہ وہ شرط یا وصف نہ پائی جاوے گی وہان حکم بھی منتفی ہوگا یہ قول شافعیہ کا ہی اور اسکو مفہوم مخالف کہتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک یہ مفہوم معتبر نہین یعنی جہان شرط اور وصف نہو وہان حکم بھی نہو ۱۲

۸۲

۳ مراد یہ ہی کہ امر کا صیغہ وجوب کے لیے ہوتا ہی نہ کہ ندب اور اباحت اور توقف وغیرہ کے لیے ۱۲

ثم ورد عليهم كثير من صنايعهم
كقوله صلى الله عليه وسلم في الابل
السائمة زكوة فتكلفوا في الجواب
واصلوا انه لا يجب العمل بحديث غير
الفقيه اذا انسد به باب الرأي
وخرجوا من صنيعهم في ترك حديث
المصراة ثم ورد عليهم حديث القهقهة
وحديث عدم فساد الصوم بالاكل
ناسيا فتكلفوا في الجواب وامثال ما
ذكرنا كثير لا يخفى على المتتبع ومن لم
يتتبع لا يكفيه الاطالة فضلا عن الاقتصار
ويكفيك دليلا على هذا قول المحققين في
مسئلة لا يجب العمل بحديث من اشتهر
بالضبط والعدالة دون الفقه اذا انسد
باب الرأي كحديث المصراة ان هذا
مذهب عيسى بن ابان واختاره
كثير من المتاخرين وذهب
الكرخي وتبعه كثير من العلماء الى عدم
اشتراط فقه الراوي لتقدم الخبر على
القياس وقالوا لم ينقل هذا
القول عن اصحابنا

پھر اون پر بہت سے اعتراض اونکی فعل سے وارد ہوی
جیسے انحضرت صلعم کا فرمانا کہ چرنے والے اونٹون مین
زکوۃ ہی تو اونہون نے جواب مین تکلف کیا۔ اور ایک قاعدہ
ٹھہرایا کہ حدیث غیر فقیہ پر عمل کرنا واجب نہین جس صورت
مین کہ اوس سے راے کا باب بند ہو جاوے اور اسکو بھی اونہون
نے پچھلے لوگون کے فعل سے نکالا حدیث مصراۃ پر عمل نہ کرنی
سے پھر اون پر اعتراض ہوا قہقہہ کے حدیث اور بھول کر
کہا نیسے روزہ نجانیکی حدیث کا تو جواب مین تکلف کیا
اور اس جیسے باتین کہ ہمنے ذکر کین بہت ہین تلاش
کرنیوالے پر مخفی نہین اور جو تلاش نکرے تو اوسکو کلام
کا دراز کرنا بھی کافی نہین اشارہ کا تو کیا ذکر۔ اور
تجھکو اسپر بھی دلیل کافی ہی کہ اس مسالہ مین کہ جو
شخص ضبط اور عدالت مین مشہور ہو نہ فقہ مین اوسکے
حدیث پر عمل کرنا واجب نہین جس صورت مین کہ راے
کا باب مسدود ہو جیسے مصراۃ کی حدیث ہی محقق لوگ
لکھتے ہین کہ یہ مذہب عیسے بن ابان کا ہی اور بہت سے متاخرین
نے اوسکو پسند کیا ہی۔ اور کرخی کا مذہب اور بہت سے علما کا
جنہون نے اوسکی موافقت کی ہی یہ ہی کہ راوی کا فقیہ
ہونا شرط نہین کیونکہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہوتی ہی
ان لوگونکا یہ قول ہی کہ راوی کے فقیہ ہونیکی
شرط ہمارے اصحاب سے منقول نہین

85

كما هو مذكور فى كتبهم واُهم
اصلوا ان العام قطعي كالخاص
وخرجوه من صنيع الاوائل فى
قوله تعالى فاقرءوا ما تيسر من القرآن
وقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوٰة
الا بفاتحة الكتاب حيث لم يجعلوه
مخصصًا وفى قوله صلى الله عليه وسلم
فيما سقت العيون العشر الحديث
وقوله صلى الله عليه وسلم ليس فيما دون
خمسة اوسق صدقة حيث
لم يخصوه به ونحو ذلك
من المواد ثم ورد عليهم
قوله تعالى فما استيسر
من الهدى وانما هو الشاة
فما فوقه لبيان النبي صلى
الله عليه وسلم فتكلفوا
فى الجواب وكذلك اصلوا
ان لا عبرة بمفهوم الشرط والوصف
وخرجوا من صنيعهم فى قوله تعالى
فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا الآية

جیسے کہ اونکی کتابون مین مذکور ہی - اور ایک قاعدہ
اونہون نے یہ ٹہرایا کہ عام قطعی ہوتا ہی مثل خاص کے اور
اسکو اونہون نے متقدمین کے فعل سے نکالا ہے اس
آیہ مین فاقرءوا ما تیسر من القرآن یعنی پڑہو جو میسر ہو قرآن
سے اور اس ارشاد آنحضرت صلعم مین کہ نماز نہین ہوتی
مگر سورہ فاتحہ سے کہ اس حدیث کو ارشاد خداوندی کا مخصص[1]
نہین ٹہرایا اور نیز آنحضرت صلعم کے ارشاد مین کہ جس
کھیتی مین چشمون کا پانی دیا جاوے دسوان حصہ ہی[2]
آخر حدیث تک اور اس ارشاد مین کہ پانچ وسق
سے کم مین صدقہ نہین کہ اس حدیث کو پہلے کا
مخصص نہین ٹہرایا اور اسیطرح کی اور مثالین
ہین پہر اون لوگون پر یہ اعتراض ہوا کہ اس آیہ
مین فما استیسر من الہدی یعنے جو ہدی میسر[3]
ہو مراد ہدی سے بکری اور اوس سے زیادہ
ہی بوجہ بیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اونہون نے
جواب مین تکلف کیا - اسی طرح اونہون نے
یہ قاعدہ مقرر کیا کہ مفہوم شرط اور وصف
کا اعتبار نہین اور اوسکو پہلے لوگون کے
عمل سے نکالا اس آیہ مین
فمن لم یستطع منکم طولا
یعنی جو کوئی تم مین سے قادر نہو مال پر

[1] اس وجہ سے کہ آیہ ما تیسر من القرآن مین لفظ ما عام ہی اگر خبر واحد اسکے مخصص نہین ہو سکتی ۱۲
[2] یہ حدیث ان الفاظ سے ہی فیما سقت العیون العشر کہ یہان بہی لفظ ما عام ہی اگر ایسا ہو تو حدیث مخصص وسق کی مخصص نہین کہ پانچ وسق کی شرط لگا ۱۲
[3] اعتراض یہ ہی کہ آیہ مین لفظ ما عام تو عام قطعی ہی پہر بکری یا اوس سے زیادہ کو کیون بیان ٹہرایا ۱۲ ۱۰

۸۴

وامثالهما ان ذلك من
تخريجات الاصحاب وليس
مذهبا في الحقيقة

ووجدت بعضهم يزعم ان بناء
المذهب على هذه المحاورات الجدلية
المذكورة في مبسوط السرخسي والهداية
والتبيين ونحو ذلك ولا يعلم
ان اول من اظهر ذلك فيهم المعتزلة وليس
عليه بناء مذهبهم ثم استطاب ذلك المتاخرون
توسعا وتشحيذا لاذهان الطالبين او لغير ذلك
والله اعلم وهذه الشبهات والشكوك ينحل كثير
منها مما مهدناه في هذا الكتاب

ووجدت بعضهم يزعم ان هنالك فرقتين
لا ثالث لهما الظاهرية واهل الرأي وان كل من
قاس واستنبط فهو من اهل الرأي كلا والله بل
ليس المراد بالرأي نفس الفهم والعقل فان ذلك لا
ينفك من احد من العلماء ولا الرأي الذي لا يعتمد على
سنة اصلا فانه لا ينتحله مسلم البتة ولا القدرة
على الاستنباط والقياس فان احمد واسحق بل
الشافعي ايضا ليسوا من اهل الرأي
بالاتفاق وهم يستنبطون ويقيسون

ان جیسے اور مسایل مین کہتے ہین کہ یہ باتین اصحاب
کے تخریجات سے ہین واقع مین مذہب نہین
ہین۔

اور بعض کو یہ کہتے پایا کہ مذہب کی بنا ان ہی محاورات جدلی
پر ہی جو مبسوط سرخسی اور ہدایہ اور تبیین اور اونکے مثل مین
مرقوم ہین اور وہ یہ نہین جانتے کہ اون لوگون مین اس بات
کو فرقہ معتزلہ نے ظاہر کیا اور اوس پر اونکے مذہب کی بنا
نہین پہر ان محاورات کی پھیلانے اور طلبہ کے ذہنون کے
تیز کرنیکو یا کسی اور مطلب کے لیے پچھلے لوگون نے اوسکو اچھا
سمجھا واللہ اعلم۔ اور ان شبہون اور شکون مین سے بہت سی اُن
باتون سے حل ہوتے ہین جنکو ہمنے اس کتاب مین تمہید کیا ہے

اور بعض کو ہمنے یہ کہتے پایا کہ مسلمانون مین دو فرقے
ہین جنکا تیسرا نہین ایک ظاہری دوم ارباب
رائے اور جو کوئی قیاس اور استنباط کرے وہ اہل
رائے سے ہے بخدا یون ہرگز نہین بلکہ رای سے مقصود
نفس فہم اور عقل نہین کیونکہ اس بات سے تو
کوی عالم جدا نہین ہوتا اور نہ وہ رائے مقصود ہے جسکا
اعتماد سنت پر کچھہ بہی نہو کیونکہ کوئی مسلمان یقینًا
ایسی رائے کا پابند نہین اور نہ استنباط اور قیاس کی
قادر ہونا مراد ہی کیونکہ احمد اور اسحق بلکہ شافعی بہی بالاتفاق
اہل رائے نہین ہین حالانکہ وہ استنباط اور قیاس کرتے ہین

بل المنقول عنهم ان خبر الواحد مقدم
على القياس الا ترى انهم عملوا بخبر
ابي هريرة في الصائم اذا اكل
او شرب ناسيا وان كان
مخالفا للقياس حتى قال ابو حنيفة
لولا الرواية لقلت بالقياس ويرشدك الى
اختلافهم في كثير من التخريجات اخذا
من صنائعهم ورد بعضهم على بعض

ووجدت بعضهم يزعم ان جميع ما يوجد
في هذه الشروح الطويلة وكتب
الفتاوى الضخمة فهو قول ابي حنيفة
وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج
وبين ما هو قول في الحقيقة ولا يحصل
معنى قولهم على تخريج الكرخي كذا وعلى
تخريج الطحاوي كذا ولا يميز بين قولهم
قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جواب
المسئلة على قول ابي حنيفة كذا او على
اصل ابي حنيفة كذا ولا يصغي الى ما قاله
المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن
النجيم في مسئلة العشر في العشر ومسئلة
اشتراط البعد من الماء ميلا في التيمم

بلکہ لوگوں سے یہ منقول ہی کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہی
کیا یہ نہیں دیکھتے ہو کہ انہوں نے ابو ہریرہ کی حدیث پر روزہ دار
کے باب مین جو بھولے سے کھا پی لے عمل کیا اگرچہ حدیث
مخالف قیاس کے ہی یہانتک کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر حدیث
کی روایت نہوتی تو مین قیاس کے موافق حکم کرتا۔ اور نیز ان
لوگون کا بہت سے تخریجات مین جنکو متقدمین کے
اعمال سے لیا ہی مختلف ہونا اور باہم ایک دوسرے کا
رد کرنا تمکو بتائیگا کہ ہماری تقریر صحیح ہی۔

اور کسی کو ہمنے دیکھتے پایا کہ جو کچھ ان لمبی شرحون اور بڑی فتاوی
کی کتابون مین موجود ہی وہ امام ابو حنیفہ و صاحبین کا
قول ہی حالانکہ وہ یہ فرق نہین جانتا کہ انکے اقوال سے نکالا ہوا
قول کیا ہی اور حقیقت مین انکا قول کیا ہی اور نہ علما کے
اس قول کے معنی سمجھتا ہی کہ کرخی کی تخریج کے بموجب یہ حکم ہی
اور طحاوی کی تخریج کے بموجب یہ حکم اور نہ علما کا اس قول
مین تمیز کرتا ہی کہ امام ابو حنیفہ نے یون کہا ہی اور مسئلہ کا
جواب ابو حنیفہ کے قول کے مطابق ایسا ہی اور
امام ابو حنیفہ کی اصل کے بموجب اسطرح اور
محققین حنفیہ مثل ابن ہمام اور ابن نجیم کے قول
پر کان نہین دھرتا جو مسئلہ دہ در دہ پانی
مین اور تیمم کے باب مین پانی کے میل
بھر دور ہونے کے شرط لگانی اور

وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفي
ذلك الوقت سمي غير المجتهد فقيها
وفي ذلك الوقت تشبعوا على التعصب والحق ان
اكثر صور الخلاف بين الفقهاء لا سيما في المسائل
التي ظهر فيها اقوال الصحابة في الجانبين كتكبيرات
التشريق وتكبيرات العيدين ونكاح المحرم وتشهد ابن
عباس وابن مسعود والاخفاء والجهر بالبسملة وبآمين والاشفاع
والايتار في الاقامة ونحو ذلك انما هو في
ترجيح احد القولين وكان السلف لا يختلفون
في اصل المشروعية وانما كان خلافهم في
اولى الامرين ونظيره اختلاف القراء في
وجوه القراءات وقد عللوا كثيرا من هذا
الباب بان الصحابة مختلفون وانهم جميعا على
الهدى ولذلك لم يزل العلماء يجوزون فتاوى
المفتين في المسائل الاجتهادية ويسلمون
قضاء القضاة ويعملون في بعض الاحيان بخلاف
مذهبهم ولا ترى ائمة المذاهب في هذه
المواضع الا وهم يصححون القول ويبينون
الخلاف يقول احدهم هذا احوط وهذا هو المختار
وهذا احب الي ويقول ما بلغنا الا ذلك وهذا كثير
في المبسوط وآثار محمد وكلام الشافعي
ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم

اور ابن ہمام وغیرہ نے اس بات پر تنبیہ کی ہے اور اوس وقت مین غیر مجتہد
کو فقیہ کہنے لگے اور اوسی وقت مین یہ لوگ تعصب پر جم گئے اور
سچ یہ ہے کہ خلاف فقہا کے اکثر صورتون مین صرف دو قولون مین سے
ایک کو ترجیح دینے مین ہین خصوص اون مسائل مین جنمین
صحابہ کے اقوال دونو طرف ہین مثلاً تکبیرات تشریق اور
تکبیرات عیدین اور احرام والی کا نکاح اور ابن عباسؓ اور
ابن مسعودؓ کا تشہد اور آہستہ اور پکار کر پڑہنا بسم اللہ اور آمین کا اور اقامت
اور طاق کہنا تکبیر کا اور اسکے مانند باتین۔ اور پہلے لوگ ونکا سنتو
کہ اصل مشروع ہونے مین اختلاف نکرتے تھے بلکہ اونکا خلاف دونو باتو
سے بہتر بات مین تھا اور اوسکی نظیر قاریون کا اختلاف وجوہ قرأت
مین ہے اور اس قسم کی بہت سی باتونکی یہی وجہ بیان کی گئی
کہ صحابہ مین باہم اختلاف ہے اور وہ سارے ٹھیک راہ پر ہین
اور یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے علما مفتیونکے فتاوی مسائل اجتہادی کو
ہمیشہ جائز رکھتے رہے اور قاضیونکے حکم مانتے رہے اور کبھی اپنے مذہب
کے خلاف پر بہی عمل کیا اور ایسے جگہونمین مذاہب کے ائمہ کو سو
دیکہوگے کہ وہ ہر قول کی تصحیح کرتے ہین اور خلاف کو اسطرح
سے ثابت کرتے ہین کوئی اونمین سے کہتا ہے کہ یہ قول محتاط
تر ہے یا یہ قول مختار ہے یا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور کوئی
کہتا ہے کہ ہمکو اسکے سوا کچہ نہین پہنچا اور یہ بات مبسوط اور آثار
محمد اور کلام شافعی مین بہت ہے۔
پہر اونکے بعد کچہ لوگ پیچہے پیدا ہوئے کہ قوم کے کلام کو مختصر کیا

اور ابن عباس کا تشہد
التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ سلام علیک
اور ابن مسعود کا تشہد
اور تکبیر کی جفت و طاق
یہ مراد ہے کہ اذان کی تکبیر
ایک ایک بار کہے جامین سوائے
قد قامت الصلوۃ کے کہ وہ دو دو بار
مثل اذان کے

بل المراد من اهل الرای قوم توجهوا بعد
المسائل المجمع علیها بین المسلمین او
بین جمهورهم الی التخریج علی اصل رجل
من المتقدمین فکان اکثر امرهم حمل
النظیر علی النظیر والرد الی اصل من الاصول
دون تتبع الاحادیث والآثار والظاهری
من لا یقول بالقیاس ولا بآثار الصحابة والتابعین
کداؤد بن حزم وبینهما المحققون من
اهل السنة کاحمد واسحق

ومنها انهم اطمانوا بالتقلید ودب التقلید فی
صدورهم دبیب النمل وهم لا یشعرون وکان
سبب ذلک تزاحم الفقهاء وتجادلهم
فی ما بینهم فانهم لما وقعت فیهم المزاحمة
فی الفتوی کان کل من افتی بشیء نوقض فی
فتواه ورد علیه فلم ینقطع الکلام
الا بالمصیر الی تصریح رجل من المتقدمین فی
المسئلة وایضا جور القضاة فان القضاة
لما جار اکثرهم ولم یکونوا امناء لم یقبل منهم
الا ما لا یریب العامة فیه ویکون شیئا قد قیل من
قبل وایضا جهل رؤس الناس واستفتاء الناس من
لا علم له بالحدیث ولا بطریق التخریج کما تری ذلک ظاهرا

بلکہ غرض اہل رائے سے وہ لوگ ہین جنہون نے بعد ان
مسائل کے جنپر مسلمانون کا یا انکے جمہور کا اتفاق
ہوگیا ہے متقدمین سے کسی شخص کی اصل کے مطابق
تخریج کی طرف توجہ کی اور انکا بڑا اہتمام یہی ہوا کہ نظیر
کو نظیر پر محمول کرین اور اصول مین سے کسی اصل پر لیجائین
نہ یہ کہ احادیث اور آثار کو ڈھونڈین - اور فرقہ ظاہری وہ ہے
کہ قیاس اور آثار صحابہ اور تابعین کے قائل نہون جیسے
داؤد بن حزم ہے اور ان دونو فرقون کے بیچ مین محققین
اہل سنت ہین جیسے احمد اور اسحق -

اور انمین دوسری بات یہ پیدا ہوئی کہ ان لوگون نے تقلید ہی
پر اطمینان کر لیا اور تقلید انکے سینون مین چیونٹی کی طرح گھس
گئی اور انکو خبر نہوئی اور وجہ تقلید کی فقہا کا آپس مین دھکا پیل
کرنا اور باہم جھگڑا کرنا ہوا کیونکہ جب انمین فتوی دینے مین
مقابلا پڑا تو جو کوئی کسی چیز کا حکم دیتا اسکے فتوی مین اعتراض
کیا جاتا اور مانا نجاتا اور بدون رجوع کرنے کے متقدمین مین سے کسی کی
تصریح پر مسالہ مین بحث موقوف نہوتی - اور ایک وجہ تقلید کے
قاضیون کا ظلم کرنا ہے کیونکہ جب اکثر قاضیون نے ظلم کیا اور امین نہوئے
تو انکے وہ حکم مقبول ہوئے جنمین عوام کو شک نہوا اور جنکو
پہلے کسی نے کہا ہو - اور ایک وجہ یہ ہوئی کہ رؤسا جاہل
ہوئے اور لوگون نے ایسون سے مسائل پوچھے جنکو حدیث
اور طریق تخریج کا علم نتھا جیسے اکثر متاخرین کا حال ظاہری دیکھتے ہو

۵ متقدمین کی [illegible] ۸۸ [illegible]

فصلى الامام ابو يوسف خلفه
ولم يعد وكان افتاه الامام مالك
بانه لا وضوء عليه وكان الامام احمد
ابن حنبل يرى الوضوء من الرعاف
والحجامة فقيل له فان كان الامام
قد خرج منه الدم ولم يتوضأ
هل تصلي خلفه فقال كيف لا اصلي
خلف الامام مالك وسعيد بن المسيب وروي
ان ابا يوسف ومحمدا كانا يكبران في
العيدين تكبير ابن عباس لان هارون
الرشيد كان يحب تكبير جده وصلى الشافعي
الصبح قريبا من مقبرة ابي حنيفة فلم
يقنت تأدبا معه وقال ايضا ربما
انحدرنا الى مذهب اهل العراق
وقال مالك للمنصور وهارون الرشيد
ما ذكرنا عنه سابقا وفي البزازية عن
الامام الثاني وهو ابو يوسف انه صلى يوم
الجمعة مغتسلا من الحمام وصلى بالناس
وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة ميتة في
بير الحمام فقال اذا ناخذ بقول اخواننا
من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا

اور امام ابو یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑہی اور اس نماز کا
اعادہ نہین کیا۔ اور امام مالک نے ہارون رشید کو فتوی دیا
تہا کہ پچھنے لگانیسے وضو لازم نہین آتا۔ اور امام احمد بن حنبل
کی راے یہ تہی کہ نکسیر اور پچھنے سے وضو چاہئے اونسے کسی نے کہا کہ اگر
امام کے بدن سے خون نکلے اور وہ وضو نکرے تو تم اوسکے پیچھے
نماز پڑہو گے امام احمد نے کہا کہ مین امام مالک اور سعید بن مسیب کے
پیچھے نماز کیسے نہ پڑہون اور کہتے ہین کہ امام ابو یوسف اور
امام محمد نماز عیدین مین ابن عباس کی تکبیر کہتے تہے اس لیئے
کہ خلیفہ ہارون رشید انہے دادا ابن عباس کی تکبیر کو دوست رکھتا تہا
اور امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کے
پاس پڑہی اور اونکے ادب کی وجہ سے اس نماز مین قنوت نہین پڑہا
اور یہ بہی امام شافعی کا قول ہے کہ ہم بعض اوقات تنزل کرکے
مذہب اہل عراق اختیار کرتے ہین۔ اور امام مالک نے
منصور اور ہارون رشید سے جو کچھہ کہا تھا وہ ہم پیشتر
ذکر کر چکے ہین۔ اور بزازیہ مین امام ثانی یعنی ابو یوسف
کا حال منقول ہے کہ اونہون نے حمام مین غسل کر کے جمعہ کے
دن لوگون کو نماز پڑہائی اور لوگ منتشر ہو گئے پہر اونکو
حمام کے کنوئی مین ایک مرے چوہے کی خبر ملی تو امام ابو یوسف
نے کہا کہ اس صورت مین ہم اپنے بہائیون مدینہ والونکا
قول اختیار کرتے ہین کہ جب پانی دو قلہ
ہو جاوے تو وہ نجس نہین ہوتا

فقووا الخلاف وثبتوا على مختار ائمتهم
للذي يروى من السلف من تاكيد
الاخذ بمذهب اصحابهم وان لا يخرج منها بحال
فان ذلك امر جبلي فان كل انسان يحب ما هو
مختار اصحابه وقومه حتى في الزي
والمطاعم ولصولة ناشية عن ملاحظة
الدليل او نحو ذلك من الاسباب فظن البعض
تعصبا دينيا حاشاهم من ذلك وقد كان في
الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرء
البسملة ومنهم من لا يقرءها ومنهم من يجهر بها
ومنهم من لا يجهر بها ومنهم من كان يقنت
في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم
من يتوضأ من الحجامة والرعاف والقئ
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا
يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ مما مسته النار
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
من اكل لحم الابل ومنهم من لا يتوضأ
من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض
مثل ما كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم
يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم
وان كانوا لا يقرءون البسملة لا سرا ولا جهرا
وصلى الرشيد اماما وقد احتجم ۹۰

اور خلاف کو قوی کر دیا اور اپنے اماموں کے قول مختار پر جم گئے
اس خیال سے کہ سلف سے تاکید مروی ہے کہ اپنے اصحاب کے مذہب
کو اختیار کریں اور کسی حال میں اوس سے باہر نہوں کیونکہ
یہ بات سرشتی ہے کہ آدمی اپنی قوم اور صحاب کے مختار کو پسند کیا
کرتا ہے جیسے کہ لباس اور خورش میں ہی یا غلبہ کے خیال سے
دلیل کے دیکھنے سے پیدا ہوا ہو یا اسیطرحکے کسی اور خیال
پس بعض لوگوں نے اس بات کو گمراہی اور تعصب سمجھا حالانکہ
وہ اس بات سے بری ہیں۔ اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین
میں کچھ لوگ بسم اللہ پڑہتے تھے اور بعض نہیں پڑہتے تھے
اور بعض اوسکو پکار کر پڑہتے اور بعض پکار کر نہ پڑہتے
اور بعض نماز فجر میں قنوت پڑہتے اور بعض فجر میں قنوت
نہ پڑہتے اور بعض پچھنے لگانے اور نکسیر و قے سے وضو کرتے
اور بعض ان چیزوں سے وضو نکرتے اور بعض آلہ تناسل کے
ہاتھ لگانے اور عورتوں کو شہوت کے ساتھ چہونے سے وضو کرتے
اور بعض ان باتوں سے وضو نکرتے اور بعض آگ کی پکی چیز کہانے
سے وضو کرتے اور بعض اوس سے وضو نکرتے اور بعض ا
گوشت کہانے سے وضو کرتے اور بعض اوس سے وضو نکرتے
اور باوجود اسکے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑہتے مثلاً امام
ابو حنیفہ اور اونکے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ مدینہ کے
اماموں مالکی وغیرہ کے پیچھے نماز پڑہتے اگرچہ وہ بسم اللہ آہستہ
نہ پکار کر اور ہارون رشید نے پچھنے لگوا کر نماز کی امامت کی

وشكوكا واوهاما ما لها من ارجاء
فنشأت بعدهم قرون على التقليد
الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا
الجدل من الاستنباط فالفقيه يومئذ هو
الثرثار المتشدق الذي حفظ اقوال
الفقهاء قويها وضعيفها من غير تمييز
وسردها بشقشقة شدقيه والمحدث
من عد الاحاديث صحيحها وسقيمها وهذها
كهذ الاسمار بقوة لحييه ولا اقول
ذلك كليا مطردا فان لله طائفة
من عباده لا يضرهم من خذلهم وهم حجة
الله في ارضه وان قلوا ولم يات قرن بعد ذلك الا
وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد
انتزاعا للامانة من صدور الرجال حتى اطمانوا
بترك الخوض في امر الدين وبان يقولوا انا وجدنا
اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون
والى الله المشتكى وهو المستعان وبه الثقة وعليه
التكلان وهذا اخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة
المسماة بالانصاف في بيان اسباب الاختلاف
والحمد لله تعالى اولا واخرا
وظاهرا وباطنا تمت بالخير

اور شک اور وہم واقع ہوے جنکی کچھ حد نہین -
پھر اون لوگونکے بعد بہت سے قرن نرے تقلید پر پیدا ہوے کہ نہ حق
کو باطل سے جدا کرتے نہ جدل کو استنباط سے تو فقیہ اوس وقت وہی
تہا جو بہت بکنے منہ پھٹ ہو کہ فقہا کے قوی اور ضعیف اقوال
کو بدون تمیز کے یاد کر لے اور اونکو باچھین چیر چیر کر بیان
کرے اور محدث وہ تہا جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کرے
اور اپنی کلے کے زور سے اونکو کہانیونکی طرح بکتا چلا جاوے
اور مین یہ بات کلیہ کیطور پر عام نہین کہتا ہون کیونکہ
خدا کے بندون مین سے ایک گروہ ایسا بہی رہا ہے کہ لوگونکا
اونسے مخالف ہونا اونکو ضرر نہین کرتا اور وہ خدائے تعالے
کی زمین مین اوسکی حجت ہین اگرچہ کم ہین - اور اوس
زمانہ کے بعد جو قرن ہوا وہ فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ
اور لوگونکے دلون مین سے امانت کی نکل جانے مین بہت کڑا ہوا
یہانتک کہ دین کے معاملہ مین غور نکرنے پر مطمئن ہو گئے اور یہہ
کہنے لگے کہ ہمنے اپنے باپ دادونکو ایک دین پر پایا اور ہم
اون ہی کے قدم کے نشانون پر اونکی پیروی کرتے ہین
اور اس بات کی شکایت خدا ہی سے ہے اور اوسی سے مدد مطلوب
ہے اور اوسی پر بہروسا اور توکل ہے - اور یہ آخر ہے اون
باتون کا جنکا لکھنا ہمکو اس رسالہ انصاف فی بیان
اسباب الختلاف مین مقصود تھا اور پہلے اور پیچہے اور
ظاہر اور باطن مین سب تعریفین خدا ہی کو لائق ہین

انتہی	برازیہ کی روایت تمام ہوئی۔
ومنها ان اقبل اکثرهم على التعمقات	اور اونمین تیسری بات یہ پیدا ہوئی کہ بہت سے لوگ ہرفن
فی کل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم	مین با۔یک بینی کی طرف متوجہ ہوئے بعض نے یہ دعوی کیا
اسماء الرجال ومعرفة مراتب الجرح والتعديل	کہ علم اسمای رجال اور معرفت جرح و تعدیل کی منضبط
ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه	کرتے مین پھر اسکو چھوڑکر پرانی اور نئی تاریخ کیطرف نکل گئے۔
وحديثه ومنهم من تفحص عن نوادر	اور بعض نے اخبار نادر اور غریب کی تلاش کی گو وہ اخبار
الاخبار وغرائبها وان دخلت في حد الموضوع	حد موضوع مین داخل ہون۔ اور بعض نے اصول فقہ
ومنهم من كثر القيل والقال في	مین بہت سی گفتگو کی اور ہر ایک نے اپنے ہمراہیو کیلیے
اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه	کے قواعد نکالی اور اعتراضون کو کمال پر پہونچا دیا اور جوا
قواعد جدلية واورد فاستقطى واجاب	دیکر اعتراضونسے چھٹی پائی اور تعریف اور تقسیم اور تنقیح
وتفصى وعرف وقسم فحرر طول الكلام	مین کبھی کلام کو طول دیا اور کبھی مختصر کیا اور بعض نے
تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب يفرض	اون بعید صورتون کو فرض کرنا شروع کیا جو اس لائق
الصور المستبعدة التي من حقها ان لا يتعرض لها	تھین کہ کوئی عاقل اونکے درپے نہوا اور تخریج کرنیوالو
عاقل ويستحب العمومات والايماءات من كلام	اور اونسے کم رتبہ والونکے کلام سے وہ عمومات اور اشا
المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضى استماعه	پسند کرنے لگے جنکے سننے سے کوئی عالم وجاہل خوش نہ
عالم ولا جاهل فتنة هذا الجدل والخلاف	اس لڑائی جھگڑے اور باریک بینی کا فساد پہلے فساد
والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا	قریب تھا جسوقت لوگ ملک گیری مین جھگڑے
في الملك وانتصر كل رجل	اور ہر شخص نے اپنے ساتھی کے حمایت کی تو جیسے
لصاحبه فكما اعقبت تلك	پہلے فساد کے پیچھے سلطنت ظلم آمیز اور واقعا
ملكا عضوضا ووقايع صماء عمياء	اندھا و بہرا ہوے اسی طرح اس لڑا
فكذلك اعقبت هذه جهلا واختلاطا	جھگڑے کے بعد ایسی جہالت اور خ

تمت

اطلاع

فہرست کشاف ترجمہ انصاف

کتب مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ		تصنیفات مولوی محمد قاسم صاحب	کتب مسائل اختلافیہ	رد شیعہ
قرآن شریف مع [illegible]	تفسیر [illegible] فی	تقریر دلپذیر [illegible]	[illegible] فی	تحفہ [illegible]
ترجمہ شاہ ولی اللہ برحاشیہ	مع [illegible] العرب بالعجم مجتبائی	ہدیۃ الشیعہ	صاحب السیاہ	[illegible]
مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی	وصیت نامہ [illegible]	تحذیر الناس	معیار الحق [illegible]	[illegible] الکلام - [illegible]
مسوی مصفی شرح مؤطا	مع ترجمہ اردو	حجۃ الاسلام انتباہ المؤمنین	ظفر مبین حصہ دوم	[illegible]
[illegible]	[illegible]	لطائف قاسمیہ	کلام المبین فی جواب	تنبیہ [illegible]
مطبوعہ مجتبائی دہلی	[illegible] ابن تیمیہ	اسرار قرآنی	فتح المبین	فتاویٰ میلاد - مجتبائی
حجۃ اللہ البالغہ - مصری	[illegible] ارشاد [illegible]	حق الصریح فی بیان التراویح	انتصار الحق جواب معیار الحق	رسالہ [illegible]
ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا	[illegible]	تصفیۃ العقائد مجتبائی	فتح المبین جواب ظفر المبین	رد شیعہ
قول الجمیل [illegible]	[illegible]	رسالہ [illegible]	اعتراضات اہل السنۃ	
فوز الکبیر - عقد الجید	تاویل الاحادیث مترجم	فیوض قاسمی	علی مسائل اہل البدع	[illegible]
الطاف القدس	الدر الثمین فی مبشرات	مباحثہ شاہجہانپور مجتبائی	[illegible]	[illegible]
انصاف مع ترجمہ کشاف مجتبائی	[illegible] مع ترجمہ اردو	انتصار الاسلام	[illegible] بصری	[illegible]
چہل حدیث [illegible]	زیر تجویز طبع	قبلہ نما مجتبائی آب حیات	ایضاح الحق [illegible]	آیات بینات حصہ اول دوم
منظوم مطبوعہ مجتبائی	قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین	قصائد قاسمی	[illegible]	[illegible]
کلمات طیبات	لمحات - تفہیمات الٰہیہ	میلہ خدا شناسی	[illegible]	[illegible]
مکتوب [illegible]	فضل المبین فی المسلسل من حدیث [illegible]	اجوبہ اربعین	[illegible]	تحفہ [illegible] شاہ عبد العزیز
سطعات	[illegible]	[illegible]	[illegible]	منتہی الکلام [illegible]
ہوامع شرح حزب البحر	[illegible]	[illegible] حصہ دوم	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	ایضاً حصہ سوم	[illegible]	[illegible]